پینتالیس ۴۵ مواعظ و مجالس کا مجموعہ

جلاء الخواطر

غوثِ اعظم حضرت سیّدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

بسعی و اہتمام

جناب شفقت جیلانی خان صاحب

مکتبہ نبویہ

گنج بخش روڈ ○ لاہور

اُردُو ترجمہ
جلاء الخواطر
پینتالیس ۴۵ مواعظ و مجالس کا مجموعہ
بہ اضافہ وصایا غوثیہ
غوثِ اعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
مُترجم
ڈاکٹر مولوی مُحمد عبدالکریم طِفلی
ایم اے ایم او ایل (پنجاب) ایم۔ ڈی (ہومیو)
سابق میر مترجم اسلامی مشاورتی کونسل، لاہور
بسعی واھتمام
جناب شفقت جیلانی خان صاحب
مکتبہ نبویہ
گنج بخش روڈ ○ لاہور

نام کتاب ——— جلاء الخواطر

مواعظِ حسنہ ——— حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

مرتب ——— حضرت سید عبدالرزاق گیلانی قدس سرہ

مترجم اردو ——— ڈاکٹر محمد عبدالکریم طفلی ایم اے

تاثرات ——— پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

سعی و اہتمام ——— شفقت جیلانی خاں

طابع ——— کارواں پریس لاہور

ناشر ——— مکتبہ نبویہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

سالِ تالیف ——— ۵۴۵ھ

سالِ طباعت ——— ۲۰۰۰ء

صفحات اردو ——— ۲۸۰

قیمت، اردو ——— 90 روپے

فہرست عنوانات

مختصر رُوداد

متعلقہ "جلاء الخواطر"

یہ مخطوطہ جو حضرت غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پینتالیس مواعظ و مجالس پر مشتمل ہے۔ زینت تھا میرے معظم و مخدوم مولانا مولوی علی احمد صاحبؒ سکنہ بستی شیخ درویش خاں جالندھر شہر کے ذاتی کتب خانہ کا جو انہوں نے ورثہ میں پایا تھا اپنے جدِ بزرگوار حضرت مولانا غلام حسین بن محمد اعظم انصاریؒ سے۔ مولوی علی احمد صاحبؒ بیعت تھے اور نسبت چشتیہ رکھنے کے باوصف والہ
شیدا تھے کلامِ غوثِ پاکؒ کے۔ حضرت غوث پاکؒ کی کتاب الفتح الربانی (عربی) بعداز کلام ربانی ان کی حرزِ جان رہتی تھی۔ اسی کتاب کی سمجھئے کہ بہن، یعنی قلمی کتاب "جلاء الخواطر" ان کے خیالوں میں بسی ہوئی تھی اور وہ چاہتے تھے کہ کسی طور پر یہ بھی مثل کتاب "فیوضِ یزدانی ترجمہ الفتح الربانی" بہ لباسِ زبان اردو جلوہ گر ہو جائے۔
چنانچہ ۱۹۴۰ء کے آس پاس کے زمانہ کی بات ہے کہ ایک روز موقع کی مناسبت سے فرمایا "بھئی! تم جو اپنے کام سے میرٹھ جا رہے ہو یہ ایک دو قلمی کتابیں ــــــــ ایک یہی "جلاء الخواطر" دوسری "تورات شریف کی چند سورتیں" جو حضرت غوث پاکؒ کے ذاتی مکشوفات پر مبنی ہیں ــــــــ مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی کے پاس لے جاؤ، ان کے تاریخی پس منظر اور دیگر ضروری معلومات سے مطلع کرو اور خصوصاً "جلاء الخواطر" کے اردو ترجمہ کرنے کی درخواست کرو بشرطیکہ وہ قلمی نسخہ کی صحت سے مطمئن ہوں۔ میں میرٹھ پہنچا۔ مولاناؒ کی ملاقات سے مشرف ہوا۔ اور ان کی غیر معمولی توجہ اور کرم کا مورد بنا۔ مجھے بٹھایا۔ اپنے ہمراہ کھانا کھلایا۔ میرے مخدوم مولوی علی احمد صاحبؒ کا پیغام موصول کیا

اور دیگر معلومات حاصل کیں ۔ "جلاء الخواطر" کو دیر تک ملاحظہ کرتے رہنے کے بعد فرمایا جو مفہوماً یہ تھا "مجھے حضرت غوث پاک اور ان کے کلام سے نسبتِ باطنی حاصل ہے میں کہہ سکتا ہوں بلاشبہ یہ کلام، کلام شیخ رحمۃ اللہ علیہ ہی ہے ۔ البتہ کتابت کی اغلاط بے شمار معلوم ہوتی ہیں۔ میں ایک وقت میں ایک کام کرنے کا عادی ہوں، اور وہ بھی اس طور پر کہ سر پر کاتب سوار ہو اور کام طلب کر رہا ہو۔ تب میرا قلم رواں ہوتا ہے ۔ اس وقت میں کلام اللہ کے کام میں مصروف ہوں ۔ آپ یہ چھوڑ جائیے۔ اور دلجمعی رکھیے ۔ حضرت مولوی علی احمد صاحب کو میرا سلام پہنچایئے اور کہیئے کہ ذرا بھی فراغت پاتے ہی میں آپ کی فرمائش انشاء اللہ پوری کرنے کی کوشش کروں گا ۔

ایک عرصہ کے بعد انہوں نے اِدھر توجہ کی، جس کا علم مجھے اس کے ثمرہ سے ہوا کہ (شاید) اول مکشوفاتِ غوثیہ پیراہنِ اردو میں سامنے آئی، پھر "جلاء الخواطر" کی صرف دس مجالس کا اردو ترجمہ "لعل الجواہر" کے نام سے سامنے آیا ۔ اس کے ابتدائی تین صفحات جامع و مانع تعارفی اور تشریحی نوعیت کے حامل ہیں ۔ جن کا کوئی مخصوص عنوان نہیں رکھا گیا ہے۔ ہم یہ تینوں صفحات اپنے ترجمے کے ساتھ منسلک کرنے کا شرف حاصل کرتے لیکن طوالت کے خوف سے بقدرِ ضرورت پر کفایت کرتے ہیں ۔ وَھُوَ ھذا

یہ نسخہ جلاء الخواطر اسی کتب خانہ کا ہے جس کو حضرت مرحوم کے نواسہ حضرت مولانا علی احمد صاحب مدظلہٗ نے جو اس خاندان کے ماشاء اللہ چاند، کم گو عزلت نشین، عابد، زاہد، متقی، مشفقم شفقت جیلانی صاحب

کے ہاتھ میرے پاس اس غرض سے پہنچایا کہ الفتح الربانی کی طرح اس کا ترجمہ بھی کر دوں مگر دیکھنے سے معلوم ہوا کہ کتابت کی صدہا غلطیاں ہیں جن کی اصلاح اس لیے زیادہ مشکل ہے کہ دوسرا نسخہ نہیں جس سے تصیحح یا مقابلہ کیا جا سکے ۔ اس لیے میں نے عذر کر دیا کہ اب میرا دماغ اس عمیق غور و فکر کو تحمل نہیں کر سکتا ۔ چند ہی روز گذرے تھے میں نے خواب

دیکھا کہ حضرت غوث سید عبد القادر جیلانی تشریف لائے اور مجھے اپنے سینہ سے لگانا چاہتے ہیں میں جھجکتا ہوں کہ میرا قلب ان فیوضات کا متحمل نہ ہو سکے گا اور شق ہو جائے گا۔ آخر حضرت نے چھاتی سے چپٹا ہی لیا اور اسی حالت میں آنکھ کھل گئی۔ میں نے سمجھا کہ حق تعالیٰ شانہ کو یہ اہم کام مجھ ناچیز ہی سے لینا منظور ہے اس لیے اسی دن اس کی تصحیح و ترجمہ اور ساتھ ہی ساتھ کتابت وطباعت کا انتظام شروع کر دیا۔ کتابت میں لفظوں کی معمولی فروگذاشت کو تو میں نے غلطی میں شمار ہی نہیں کیا لیکن لفظی غلطی اور وہ تصحیف جس کی حقیقت معلوم کرنے میں دماغ پر زور دینا پڑا ان کی فہرست ضرور مرتب کرتا رہا۔ مگر ان کی تعداد بھی دو ہزار سے متجاوز ہو گئی اور سب کو درج کرنے کے لیے چالیس صفحات درکار ہوئے تو میں نے انتخاب کیا اور اغلاط میں بھی صرف ان کو درج کرنا ضروری سمجھا جن کی تصحیح میں بعض جگہ ایک ایک ہفتہ میرا دماغ چکر کھاتا رہا ہے۔ اگرچہ اب اصلاح کے بعد اس کا اندازہ ہونا مشکل ہے کہ اس غلط لفظ سے صحیح لفظ نکالنے میں کتنی دردسری ہوئی ہے۔ میں ان کو آخر میں اس لیے درج کرتا ہوں کہ اصل نسخہ بھی محفوظ رہے اور میری تصحیح اگر غلط ہو تو بعد میں کوئی صاحب اس کی صحیح تصحیح فرما سکیں۔ تاہم بعض جگہ دماغ نے بالکل کام نہیں دیا اور بعض جگہ شرعی احتیاط مانع ہوئی۔ ایسے مواقع پر میں نے اصل عبارت نقل کر کے اوپر خط کھینچ دیا ہے۔ بہرحال جتنا میری طاقت میں تھا اس کو خرچ کر چکا مگر یہ سب وجدانی اور دماغی کام ہے اس لیے دعا ہے کہ جہاں غلطی ہوئی ہو حق تعالیٰ معاف فرمائے اور اس کو مخلوق کے لیے نافع اور میرے لیے صدقہ جاریہ بنا دے آمین۔"

(بندۂ ناچیز عاشق الٰہی عفرلہ ولوالدیہ میرٹھی ربیع الاول ۱۳۶۰ھ اپریل ۱۹۴۰ء)

اس کے بعد مولانا عاشق الٰہی صاحبؒ واصل بحق ہو گئے۔ پاکستان کی تشکیل کے بعد مولاناؒ کے صاحبزادہ مولوی مسعود الٰہی صاحب سے مراسلت جاری رہی۔ ان کی تمنا تھی یا تاجرانہ تقاضا کہ بقیہ حصہ کا بھی اسی پایہ کا ترجمہ ہو کر ——— شائع ہو جائے۔ لیکن جب،

وہ عرصہ تک ایسا نہ کر پائے تو میں نے بوسیلہ حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ امانت واپس منگوالی ۔ اب یہ بار گراں میرے اپنے کندھوں پر آپڑا۔ جو سوچنے میں آسان نظر آتا تھا ، لیکن جب عملاً کرنا چاہا تو یہ بھی سمجھ میں نہ آئے کہ کس سے کہوں ، کیسے کہوں اور کیا کہوں ! ؟

ع کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا !

اگر کسی سے جرأت کر کے ذکر کیا بھی تو اس نے ایسی نظروں سے دیکھا گویا کوئی نادان بڑائی حاصل کرنے کے شوق میں اپنی اوقات بھول گیا ہو۔ میں جان گیا یہ کام میرے کرنے کا نہیں ہے ۔ اگر کسی پبلشر کے ہتھے چڑھ گیا تو کتاب کے ساتھ مجھ سادہ دیہاتی کو بھی نگل جائے گا ۔

آخر غیب سے مدد ہوئی ۔ مسلم مسجد کے نیچے ، مشہور و معروف پرانی کم یاب کتب کے تاجر مولوی شمس الدین مرحوم نے ایک روز یکایک بعجلت مجھ سے مخطوطہ طلب کیا اور میرے روبرو کراچی سے تشریف لائے ہوئے ایک صاحب ، جن سے میری شناسائی نہیں تھی کے حوالے کیا اور اس کا اردو زبان میں ترجمہ کرنے کی فرمائش کی ۔ مولوی صاحب نے میرا خدشہ بھانپتے ہوئے مسکرا کر فرمایا ، مطمئن رہیئے ! اب انشاء اللہ ترجمہ بھی جلد از جلد ہو جائے گا اور نسخہ بھی محفوظ رہے گا ۔

لیکن افسوس کہ ایک مدت گزر گئی اور گل مراد حاصل نہ ہوا ۔ اوپر سے یہ حادثہ پیش آیا کہ مولوی صاحب موصوف کا اچانک انتقال ہو گیا ۔ جس کے بعد مترجم صاحب سے میرا رابطہ قائم نہ ہوا ۔ اور میں نسخہ کے کھوئے جانے کے غم میں گھلنے لگا ۔ تاہم امید کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پایا ۔ حتیٰ کہ کم و بیش تین برس کے بعد ایک روز پنجاب پبلک لائبریری میں معمول کے مطابق مرد درویش پروفیسر عبدالحمید صدیقی سے ملا تو فرط مسرت سے حلق کے اندر ہی رہنے والا قہقہہ لگاتے ہوئے یہ مژدۂ جانفزا سنایا کہ آپ کا لاپتہ مخطوطہ

مل گیا ہے اور یہ اس وقت میرے ہم وطن گوجرانوالہ کے مشہور ہومیو ڈاکٹر طفلی صاحب کی تحویل میں ہے۔ ڈاکٹر صاحب تک یہ نسخہ یوں پہنچا کہ مولوی شمس الدین مرحوم نے کراچی کے جن صاحب کو ترجمہ کرنے کے لیے دیا تھا، ایک عرصہ کے بعد، اپنی ذاتی صوابدید سے، آگے چلا دیا اور ڈاکٹر صاحب موصوف ترجمہ کر چکنے کے بعد خود منتظر بیٹھے تھے کہ مالک کا پتہ چلے تو مخطوطہ مع اردو ثمرہ اس کے حوالے کروں اور اپنا بھی حق الخدمت حاصل کروں۔ چنانچہ صدیقی صاحب مرحوم کی وساطت سے معاملہ طے پایا، میرا مخطوطہ مجھے مل گیا، ڈاکٹر صاحب کا حق الخدمت انہیں پہنچ گیا۔

اب میرے لیے اگلہ مرحلہ کتابت اور طباعت کا تھا۔ جو بجائے خود دادیٔ ہفت خواں طے کرنے سے کم نہ تھا۔ تاہم یہ کام بھی بہ اعانت خاص خواجہ سیف الدین ضیاؔ رکن ادارہ منہاج القرآن اور سید شوکت علی صاحب پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اور کتاب کارواں پریس میں طبع ہو کر، مجلد صورت میں، بفضل ایزدی و بہ کرامتِ حضرت غوث الاعظمؒ منظرِ عام پر جلوہ افروز ہو گئی ہے۔

کتاب کی قیمت کے بارے میں اتنی گذارش ہے کہ میں نے یہ کام مالی منفعت کی کی غرض سے ہرگز نہیں کیا ہے۔ میری دلی مراد آج تک برابر رہی رہی ہے جو میرے مخدوم حضرت مولانا مولوی علی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تھی۔ کہ اس کتاب کو یعنی طلاً اس کے متن کو، نابود ہو جانے سے بچانے کی اپنی سی کوشش کر دی جائے باقی حوالے اللہ کے کر دیا جائے کہ حافظِ حقیقی وہی ہیں۔

شفقت جیلانی خان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

آج سے تقریباً بیس۲۰ سال پہلے ایک رات کے پچھلے حصہ میں اس ناچیز نے خود کو ایک قبر کے پائیں کھڑے پایا۔ اچانک قبر کا تعویذ شق ہو کر ایک سفید داڑھی والے پتلے سے بزرگ نمودار ہوئے، جن سے میں بڑھ کر بغلگیر ہو گیا۔ اسی طرح تین اور بزرگ قبر کے بائیں طرف کھڑے دیکھے، جو فرماتے تھے کہ یہ پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

اگلی صبح بعد از تلاوتِ قرآن، اس خواب کا اپنی نیک بخت بیوی سے ذکر کیا اور کہا کہ اگر یہ سچ اور صحیح ہے تو اس کی تعبیر تو یہ بنتی ہے کہ اس عاجز کو ان سے کوئی فیض ہو، کہاں وہ بزرگ ہستی اور کہاں یہ گنہگار بندہ۔ بات آئی گئی ہو گئی۔

اس کے چند ماہ بعد میرے عزیز دوست مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی کراچی سے لاہور تشریف لائے مجھے ملنے گوجرانوالہ پہنچے، ہمراہ لاہور لے گئے، اپنے محب و مربی سید سعید علی مرحوم منیجر نیشنل بنک آف پاکستان کے ہاں ٹھہرے، اگلے روز فجر کی نماز کے بعد بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہنے لگے، میاں کوئی کام للّٰہ فی اللہ بھی کر دیا کرو، میں نے کہا بتاؤ کیا کام ہے؟ کہا کہ پیران پیر عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عربی کتاب "جلاء الخواطر" کا اردو میں ترجمہ کر دو، میں نے مندرجہ بالا واقعہ سنایا اور عرض کیا کہ نہیں بھی کرنا تھا تب بھی کرتا، یہی تو میرے خواب کی تعبیر تھی اور ہے، ساتھ ہی کتاب کا مطالبہ کیا۔

دوسرے روز مجھے مولوی شمس الدین مرحوم کے ہاں لے گئے ان کا انارکلی میں ایک مینارہ مسجد کے نیچے کتب خانہ تھا جو خانقاہ شمسیہ کے نام سے مشہور تھا۔ بڑے بڑے علماء اور صوفیا کی ہر وقت مجلس و محفل رہتی تھی۔ میرا تعارف کرایا، کتاب کا نسخہ مانگا۔ فرمانے لگے ایک دو روز میں صاحب نسخہ سے بات کر کے لے دوں گا۔ چنانچہ میں پھر حاضر ہوا اور انہوں نے کتاب مجھے عنایت کر دی۔

ان دنوں میں بالکل فارغ تھا چونکہ اسلامی مشاورتی کونسل سے علیحدہ کیا جا چکا تھا جہاں میں محقق و مترجم کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔ دوران کار یہ مسئلہ کہ شادی شدہ جوڑے کو

زنا پر سنگسار کرنا قرآنی سزا ہے یا نہیں ؟ زیر بحث آیا۔ کونسل کے چیئرمین اور جملہ اراکین نے فرمایا کہ یہ قرآنی سزا نہیں، حدیث میں آتی ہے اور میں نے چودہ صفحات پر مشتمل ریسرچ نوٹ لکھ کر اسے قرآنی سزا ثابت کیا۔ بس پھر کیا تھا، خوب چلی، میں بفضلہ تعالیٰ حق کی صحیح ترجمانی کرتا ہوا ڈٹ گیا، ترغیب و ترہیب کو ٹھکرا دیا اور وزارتِ قانون پر مقدمہ کرکے پیروی کرنے لگا۔

بہرحال میں نے فرصت و فراغت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نہایت ذوق و شوق اور نہایت محنت و مشقت سے ایک سال میں "جلاء الخواطر" کا اردو ترجمہ "عطاء الخواطر" کے نام سے مکمل کر لیا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذَالِكَ۔ اس اثنا میں مولوی شمس الدین سے رابطہ قائم رہا مگر یہ بشریت کا پیکر اور آدمیت کا نمونہ قضائے الٰہی سے بمرض قولنج ترجمہ کی تکمیل سے ایک ماہ پہلے انتقال کر گیا اللہ مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔ قبل ازیں مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کی چالیس میں سے صرف دس مجالس کا ترجمہ کیا تھا اور اس کے دیباچہ میں محترم شفقت جیلانی صاحب کا ذکر کیا تھا۔ مرحوم نے اصل نسخہ انہی سے حاصل کرکے دیا تھا۔ بعد از تلاش میں نے اصل نسخہ اور ترجمہ مع متن اپنے ایک محترم دوست محمد اسلم خاں غوری، انڈر سیکرٹری ہوم ڈیپارٹمنٹ (پنجاب) پاکستان لاہور کے ذریعہ سے ان کے حوالے کر دیا۔

پچھلے سال محترم ڈاکٹر چشتی صاحب کے چھوٹے بھائی عزیزم مظفر لطیف سلمہٗ ملاقات کے لیے تشریف لائے، انہیں سارا ماجرا سنایا اور محترم شفقت خاں جیلانی صاحب سے ملنے اور کتاب مع ترجمہ چھاپنے کی بات کرنے کے لیے عرض کیا۔ وہ لاہور تشریف لے گئے۔ بات کی تو انہوں نے بھی ارادہ فرمایا۔ اب ایک دو مہینہ پہلے عزیزم مظفر لطیف سلمہٗ پھر تشریف لائے تو پتہ چلا کہ محترم شفقت جیلانی صاحب کتابت وغیرہ کرا چکے ہیں اور عنقریب کتاب شائع ہونے والی ہے۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْجَزَاءِ

احقر: ایم اے۔ کریم۔ حکیم

نشیمن۔ نزد مسجد مائی لتو چوک تھانیوالا۔ گوجرانوالہ (پاکستان)

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

حضرت غوثِ اعظمؓ کے جملہ ارشادات و ملفوظات بلاشبہ اسلامی ادب کا عظیم سرمایہ ہیں۔ ایمانی زوال کے موجودہ دور میں حضور غوثیت مآب کی دینی و علمی اور روحانی تعلیمات کو عام کرنے کی جس قدر ضرورت آج ہے شاید پہلے کبھی نہ تھی۔ فاضل مترجم نے ایک نایاب کتاب کو ترجمہ کے ذریعے اردو دان طبقے تک پہنچاتے ہیں جو خدمت سرانجام دی ہے لائق قدر ہے۔ میں اپنی عدیم الفرصتی کی بنا پر مخطوطہ اور اس کے اردو ترجمہ کو صرف جستہ جستہ دیکھ پایا ہوں۔ زبان ترجمہ سادہ آسان اور عام فہم ہے۔ شفقت خان جیلانی صاحب کو اللہ تبارک و تعالیٰ جزائے خیر عطا کرے جن کے اہتمام سے یہ مستور بلکہ نایاب نسخہ "فرموداتِ غوثِ اعظمؒ" افادۂ خلق کے لیے منصۂ شہود پر آگیا۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد طاہر القادری

ایک نظر

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

چھٹی صدی ہجری مسلمانوں کے اقتدار کے عروج کا زمانہ تھا۔ سلطنت عباسیہ کے جاہ و جلال کے پرچم کائنات ارضی پر سایہ فگن تھے۔ دنیا بھر کی حکومتیں یا تو ان کے زیر نگیں تھیں یا باجگذار۔ دارالسلطنت بغداد سے علوم و فنون کے چشمے پھوٹ پھوٹ کر یورپ اور ایشیا کو سیراب کر رہے تھے۔ دنیاوی فتوحات کی وجہ سے مسلمان قوم امارت اور ثروت میں ڈوبی ہوئی تھی۔ پھر امارت و ثروت کے تمام منحوس اثرات مسلمان معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے رہے تھے۔ اخلاقی قدروں کے انحطاط اور معاشرتی ناہمواریاں مسلمانوں کے گھر گھر میں پہنچ رہی تھیں۔ اور ہر حساس مسلمان یہ سوچ رہا تھا کہ اس معاشرے کا کیا بنے گا۔ جو تیغ و سنان لے کر ابھرا اور طاؤس و رباب کی نذر ہو گیا ہے۔ ان حالات میں حضرت غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ عراق کے بیابانوں میں تجرید و تفرید کی تنہائیاں چھوڑ کر عروس البلاد بغداد پہنچے اور معاشرے کی اصلاح کے لیے زبردست تقاریر اور خطابات سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ آپ نے لوگوں کو اخلاقی پستی سے اٹھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اپنے خطابات میں دنیا پرستوں اور اقتدار پسندوں کو للکارا آپ کی تقاریر کا یہ اثر ہوا۔ پانچ سو یہودی دامن اسلام میں آئے۔ اور ایک لاکھ مسلمانوں نے شرعی بے راہ روی سے توبہ کی۔ ۵۴۵ھ کے کئی خطابات کو آپ کے بیٹے سید عبدالرزاق گیلانی اور خلیفہ شیخ عفیف الدین مبارک نے قلمبند کر لیا۔ شیخ عفیف الدین کے مرتبہ خطبات تو فتح الربانی کی شکل میں علمی دنیا کے سامنے آ چکے ہیں۔ مگر آپ کے صاحبزادے

سید عبدالرزاق گیلانی قدس سرہ السامی کے مرتبہ خطابات جلاء الخواطر کے نام سے ابھی تک مخطوطہ کی صورت میں محفوظ تھے اور زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوئے تھے۔

دنیائے علم وفضل کی یہ خوش بختی ہے کہ نسلاً بعد نسلاً یہ خطابات جناب غوث پاک کے عقیدت مندوں میں منتقل ہوتے آتے اور جناب غوث کے ایک شیدائی اور عقیدت مند جناب شفقت خان جیلانی نے گذشتہ چالیس برسوں سے اس کتاب کو محفوظ رکھا۔ اور اب ان کی سعادت کا ستارہ چمکا تو اس کتاب جلاء الخواطر کو عربی اور اردو ترجمہ میں زیور طبع سے آراستہ کر کے علمی اور روحانی دنیا میں ایک نہایت ہی اہم اور نایاب دستاویز کا اضافہ کر دیا ہے۔ جلاء الخواطر کے بعض خطابات فتح الربانی میں بھی آگئے ہیں۔ مگر بعض ابھی تک اہل مطالعہ کی نظروں سے اوجھل تھے۔ وہ حضرت جیلانی صاحب کی مساعی جمیلہ سے سامنے آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے انہوں نے اصل کتاب کو عربی میں پھر اس کا ترجمہ اردو میں یکجا اور علیحدہ علیحدہ لاکر علمی دنیا پر بڑا احسان کیا ہے۔

میں نے عربی خطابات کو پڑھا تو مجھے جناب غوث پاک کی خانقاہ بغداد کی مشام جانفزا نے گھیر لیا۔ میں نے ان خطابات کی معنوی کیفیتوں پر غور کیا۔ تو یوں محسوس ہوا کہ جناب غوث اعظم کے سامعین کے بے پناہ مجمع کی صفِ نعال میں مجھے بھی جگہ مل گئی ہے۔

میں نے اپنی دل کی گہرائیوں پر نگاہ ڈالی تو بر ملا پکار اٹھا ؎

کس کی زلفوں کی مہک لائی ہے بطحا سے نسیم
دل و جاں وجد کناں جھک گئے بہر تعظیم

اللہ تعالیٰ میرے دوست شفقت خان جیلانی کو جزائے خیر دے۔ انہوں نے اس کتاب کو قادریت کے گلستانِ عقیدت میں گلدستہ بنا کر پیش کیا ہے۔

اظہارِ تشکر

اس کتاب کی اشاعت میں اعانت کی سعادت حاصل کرنے والوں میں سب سے پہلے خواجہ سیف الدین ضیاؔ رکن ادارہ منہاج القرآن کا ممنون ہوں کہ انہوں نے کتاب کی کتابت اور طباعت میں انتہائی محنت و مشقت برداشت کی۔ پھر سید شوکت علی صاحب ہیں جنہوں نے اردو ترجمہ کی "پروف ریڈنگ" کا کام سرانجام دیا۔ کتاب کی "روئداد" جو میں نے تحریر کی ہے اس کی نوک پلک کی درستی میرے عزیز دوست علامہ مرزا اقلام قادر کی ناقدانہ لیکن ہمدردانہ نگاہ کی مرہونِ منت ہے۔ میری درخواست پر پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے بھی اپنی شدید مصروفیت کے باوجود، وقت نکال کر، کتاب پر ایک طائرانہ نظر ڈالی اور دو حرفی تقریظ لکھ کر ممنون فرمایا۔

اسی طرح میں ان تمام احباب، مثلاً، حکیم محمد موسیٰ صاحب بانی "مرکزی مجلس رضا" "مکتبہ نبویہ" کے پیرزادہ محمد اقبال احمد فاروقی صاحب اور بالخصوص حاجی باغ علی صاحب نسیم اور کراچی کے منظفر لطیف صاحب اور سید نفیس رقم صاحب کا بھی شکرگذار ہوں جنہوں نے ہماری گذارش پر کتاب کا نہایت دیدہ زیب ٹائیٹل تیار کر دیا ہے۔ آخر میں اپنے عزیز معمر دوست محمود احمد خاں کا بھی ممنون ہوں جن کی دعائیں میرے شامل حال رہیں۔

شفقت جیلانی خاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے اور اللہ ہمارے آقا جناب محمدؐ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی آل پر اور اصحاب پر رحمت بھیجے (آمین ثم آمین)

حضرت ابو صالح جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے۔ عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے۔ حضرت امامِ عالم۔ دانشورِ عظیم۔ زاہد و عابد۔ عارف و متقی، شیخ المشائخ، حجتِ اسلام، قطبِ انام، حامیٔ سنت۔ قامع بدعت۔ تاج و محبّت اہلِ معرفت و سلوک۔ رکنِ شریعت، ستونِ حقیقت و علمِ طریقت۔ سردارِ اولیا، و پیشوائے اصفیا، و مشعل بردارِ طریقِ ہدایت و رئیسِ اتقیا، و چراغِ اہلِ تقویٰ و صفا شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر رضی اللہ عنہ اللہ ان کی روح کو مقدس اور ان کی قبر کو روشن رکھے اور ہمیں ان کی جماعت میں اٹھائے اور ان کی محبّت پر مارے اور ان کے اقوال کی برکات سے دنیا اور آخرت میں فائدہ پہنچائے۔ اور اللہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر اور ان کے اصحاب پر رحمت بھیجے اور بہت بہت سلام کہہ کر سلامتی بھیجے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

آپ نے اپنی مجلسوں (جو ۹ ماہِ رجب جمعہ سے ۱۴ رمضان المبارک ۵۴۶ھ تک جاری رہیں) میں فرمایا:۔

"اپنے آپ کو حسد سے بچاؤ۔ وہ بُرا ساتھی ہے اور یہ حسد ہی تھا جس نے ابلیس کا گھر برباد کیا اور اس کو ہلاک کیا اور اس کو دوزخی بنایا اور اس کو خدائے بزرگ و برتر اور اس کے فرشتوں اور اس کے نبیوں اور اس کی مخلوق کا ملعون بنایا۔

کسی سمجھدار آدمی کے لیے حسد کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ جبکہ اس نے ارشاد سن لیا۔ "ہم نے دنیا کی زندگی میں ان کی روزی ان میں بانٹ دی ہے یا وہ لوگوں پر اس چیز سے حسد کرتے ہیں جو اللہ نے ان کو اپنی مہربانی سے دی" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ خشک لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

اے صاحبزادے! حسد کے بارہ میں علمار ربانی کا فرمان کس قدر انصاف کرنے والا ہے۔ اپنے ساتھی ہی سے شروع کرتا ہے پس اُسی کو مارتا ہے اور حسد کرنے والا پناہ بہ خدائے بزرگ و برتر۔ خدا کے ساتھ اس کے فعل پر اور اس کی تخلیق پر اور اس کی تقسیم پر بھی جھگڑا کرتا ہے۔

بلاشبہ مَیں اپنی بات میں تم سے اور تمہارے گھروں کے مال و اسباب اور تمہارے تحفوں سے بے نیاز ہوں۔ چنانچہ جب تک مَیں اس امر پر قائم رہوں گا انشاءاللہ میری بات سے تم کو فائدہ پہنچے گا۔ جب تک بات کرنے والے کی نظر تمہاری روٹیوں، کپڑوں اور جیبوں پر رہے گی تمہیں اس کی بات سے فائدہ نہ ہوگا۔ جب تک تمہارے (چولہے کے) دھواں اور تمہارے کوچہ کو تاکتا رہے گا تمہیں اس کی بات سے فائدہ نہ پہنچے گا۔ اس کی بات ایسا چھلکا ہوگی جس میں گری نہیں، ایسی ہڈی ہوگی جس پر گوشت نہیں، تلخی ہوگی۔ بلا مٹھاس صورت ہوگی۔ بلا معنی۔ طمع کرنے والے کی بات حرص اور رُد رعایت سے خالی نہیں ہوتی۔ اس کو ڈر کی وجہ سے مخالفت پر قدرت نہیں ہوتی۔ طمع کرنے والا طمع کے حروف کی طرح خالی ہے۔ "طمع" کے حروف "ط" اور "م" اور "ع" سب کے سب نقطوں سے خالی ہیں۔

اے اللہ کے بندو! سچے بنو، یقیناً فلاح پاؤ گے۔ سچا (اللہ کی بندگی سے) پھرا نہیں کرتا۔ اللہ کو ایک کہنے میں سچا ہونے والا اپنے نفس جو اس کا شیطان ہے

کی بات پر (اللہ کے دروازہ سے) لوٹا نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور نیکیوں کی محبت میں سچا ہوتا ہے۔ سچا ملامت پر کان نہیں دھرتا اور نہ ہی یہ اس کے کان میں سماتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ کریمؐ اور اس کے بندوں میں سے نیکیوں، کی محبت میں سچا کسی منافق ملعون ومبغوض کی بجو اس پر (اپنے کام سے باز نہیں آتا۔ سچا (اپنے دوست اور دشمن کو) پہچانتا ہے اور جھوٹا نہیں پہچانتا۔ سچے کی ہمت آسمان تک بلند ہوتی ہے۔ کسی کی ایسی ویسی بات کو خاطر ہی نہیں لاتا۔ بلاشبہ خدائے بزرگ و برتر کو اپنی بات پر قدرت ہے، جب تجھ سے کوئی کام لینا چاہے گا تجھے اس کے قابل بنا دے گا۔ اے عالم! اگر تیرے پاس علم کے پھل اور اس کی برکت سے کچھ ہوتا تو نفس کے مزوں اور لذتوں کی خاطر بادشاہوں کے دروازوں کی طرف کبھی نہ دوڑتا۔ عالم کے وہ پاؤں ہی نہیں ہوتے جن سے لوگوں کے دروازوں کی طرف دوڑے اور زاہد کے وہ ہاتھ ہی نہیں ہوتے جن سے لوگوں کا مال لے۔ اور محب کی وہ آنکھیں ہی نہیں ہوتیں جن سے محبوب کے سوا کسی کو دیکھے سچا اگر ساری مخلوق سے بھی ملے تو اسے ان کی طرف نگاہ کرنا جائز نہیں چونکہ اس کے لیے محبوب کے سوا کسی پر نظر کرنا حلال ہی نہیں۔ نہ اس کے سر کی آنکھوں میں دنیا بڑی معلوم ہوتی ہے اور نہ اس کے سر کی آنکھوں میں آخرت ہی بڑی ہوتی ہے اور نہ ہی اس کے سر کی آنکھوں میں اللہ کے سوا کوئی بڑا نظر آتا ہے۔

اے صاحبزادے! منافق کی پہچان اس کی زبان اور سر سے ہوتی ہے اور سچے کی پہچان اس کے دل سے ہوتی ہے اور اس کے باطن کا بھید خدائے بزرگ و برتر کے دروازہ پر ہوتا ہے اور باطن اللہ کے حضور، دروازہ پر کھڑا چیختا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اندر داخل ہو جاتا ہے۔ خدا کی قسم! تم بہرحال جھوٹے ہو۔ خدائے بزرگ و برتر کے دروازے کی راہ تم خود نہیں جانتے دوسرے کو کس طرح بتاؤ گے۔ اور تم خود اندھے

ہو۔ اپنے سوا کسی اور کی لاٹھی کس طرح تھامو گے۔ تمہاری خواہش اور تمہاری طبیعت اور تمہاری اپنے نفس کی پیروی اور تمہاری اپنی دنیا۔ اپنی ریاست اور اپنی لذتوں کی محبت نے تمہیں اندھا کر رکھا ہے تمہاری خرابی ہو تمہیں دنیا میں رہنا محبوب ہے مگر تمہارے کوئی چیز ہاتھ نہ آئے گی۔ اپنی دکان پر اپنی نماز کو کب ترجیح دو گے۔ آخرت کو اپنی دنیا پر کب مقدم رکھو گے۔ اپنے خالق کو ایسی مخلوق پر کب مقدم رکھو گے اور اپنے نفس کی بجائے سائل کو کب ترجیح دو گے۔ خدائے بزرگ و برتر کے حکم کو اور اس کی منع کی ہوئی چیز سے رُکنے کو اور اس پر جو مصیبتیں آتی ہیں ان پر صبر کو اپنی خواہش اور عادت پر کب ترجیح دو گے۔ لوگوں کا کہنا ماننے کی بجائے اس کا کہا ماننے کو کب مقدم رکھو گے۔ عقل سیکھو۔ تم ہوس میں پھنسے ہو ایسے باطل کی جس میں حق نہیں۔ ایسے ظاہر کی جس میں باطن نہیں۔ ایسے علانیہ کی جس میں سر نہیں۔ جب تک گناہ ظاہر جسم پر ہیں میری طرف قدم بڑھاؤ اس سے پہلے کہ وہ تمہارے دل تک پہنچ جائیں۔ پھر تم اصرار کرو اور اصرار میں مشغول رہو تو کافر ہو۔ غلطی کی تلافی کر لو۔ تھوڑی (زندگی یا تکلیف) سے بڑی (زندگی یا تکلیف) کو محفوظ کر لو۔ جب تک رسی کے دونوں کنارے تمہارے ہاتھوں میں ہیں تلافی کر لو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں اگرچہ ستر مرتبہ دین میں پھر کرے۔ جب تم نے رسولِ کریمؐ سے سن لیا اور اُن کی بات پر عمل کیا اور آپ کے اصحاب کی پیروی کر کے آپ کے ساتھ بہتر برتاؤ کیا تو تمہارے دل کو تمہارے خدائے بزرگ و برتر کے سامنے کریں گے اور ان کا کلام تمہیں سنوائیں گے جس کی طاعت اور عبودیت اللہ کی خاطر ثابت ہو جاتی ہے وہ اللہ کی کلام سننے پر قادر ہو جاتا ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ ان پر اور تمام نبیوں پر درود و رحمت ہو۔ اپنی قوم کے پاس آئے۔ ان کے پاس توریت

تھی جس میں امر اور نہی تھی۔ لوگوں نے کہا، ہم اسے قبول نہ کریں گے جب تک کہ ہم اللہ کا چہرہ نہ دیکھ لیں گے اور اس کا کلام نہ سن لیں گے۔ آپؑ نے ان سے فرمایا اپنی ذات کو تو اس نے مجھے بھی نہیں دکھایا پھر تمہیں کیسے دکھا دوں۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ جب آپ نہ اس کا منہ دکھائیں اور نہ اس کا کلام سنوائیں ہم اس کی بات کیسے مان لیں رب خدائے بزرگ و برتر نے موسیٰ۔ ہمارے نبی اور ان پر درود و رحمت ہو کو وحی کی کہ ان کو کہہ دیجئے کہ اگر ان کا میری کلام سننے کا ارادہ ہے تو تین دن روزے رکھیں، جب چوتھا روز ہو خوب نہائیں اور پاک کپڑے پہنیں۔ پھر ان کو لے کر آجاؤ۔ تاکہ میری کلام سنیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان کو اس بات کی خبر کر دی۔ پس انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر پہاڑی کے اس مقام پر آئے جہاں وہ (موسیٰ علیہ السلام) اپنے خدائے بزرگ و برتر سے باتیں کیا کرتے تھے۔ اور انہوں نے اپنی قوم کے عالموں اور پرہیزگاروں میں سے ستر آدمی لیے۔ جب حق تعالیٰ ان سے مخاطب ہوئے تو سب کے سب بے ہوش ہو کر مر گئے۔ موسیٰ ہمارے نبی اور ان پر درود و رحمت ہو۔ اکیلے رہ گئے۔ اور رو کر عرض کی اے پروردگار! آپ نے میری امت کے بہترین لوگوں کو مار دیا۔ اللہ کو ان کے رونے پر رحم آیا۔ تو انہیں اللہ نے زندہ کر دیا وہ اپنے پاؤں پر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا موسیٰ علیہ السلام، ہمیں اللہ تعالیٰ کا کلام سننے کی طاقت نہیں آپ ہی ہمارے اور ان کے درمیان واسطہ بنیے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کی اور موسیٰ علیہ السلام ان کو سناتے اور ان کے لیے دہراتے جاتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام محض اپنے ایمان کی قوت اور اپنی طاقت اور اپنی عبودیت کے ثابت ہونے کی بنا پر اللہ تعالیٰ کا کلام سننے پر قادر ہوئے اور وہ لوگ محض اپنے ایمان کی کمزوری کی بنا پر اللہ کا کلام سننے پر قادر نہ ہو سکے۔ پس اگر وہ توریت میں آئے ہوئے اللہ کے احکام کو قبول کر لیتے اور امر و نہی میں اطاعت کرتے اور ادب

کرتے اور جو کیا اس کے کہنے کی جرأت اور تحریک نہ کرتے تو خدائے بزرگ و برتر کا کلام سننے پر قادر ہو جاتے۔

اپنے مولیٰ کی اطاعت میں ہر طرح کوشش کرو۔ اور کوشش کرو کہ تم نہ دینے والے کو دو اور توڑنے والے سے جوڑو۔ اپنے پر ظلم کرنے والے کو معاف کر دو۔ اور کوشش کرو کہ تمہارا بدن بندوں کے ساتھ ہو اور تمہارا دل بندوں کے پروردگار کے ساتھ ہو۔ اور کوشش کرو کہ سچے ہو، جھوٹے نہ ہو۔ اور کوشش کرو، اخلاص برتو، نفاق نہ برتو۔ لقمان حکیم اپنے بیٹے سے کہا کرتے تھے، اے بیٹے! لوگوں سے دکھاوا نہ کرو کہ کہیں خدائے بزرگ و برتر سنے۔ ایک بدکار دل سے ملو تمہاری خرابی ہو۔ دو منہ، دو زبانوں اور دو کاموں والے مت ہو کہ اس کے سامنے اور اُس کے سامنے کچھ۔ میں مسلط ہُوا ہوں ہر جھوٹے منافق دجال پر، مسلط ہُوا ہوں خدائے بزرگ و برتر کے ہر نافرمان پر، جن کا سب سے بڑا ابلیس ہے اور سب سے چھوٹا بداعمال۔ میری جنگ ہے تم سے اور ہر گمراہ سے۔ گمراہ کنندہ اور باطل کی طرف دعوت دینے والے سے۔ اس پر لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم سے مدد لیتا ہوں۔ نفاق تمہارے دل پر جم گیا ہے۔ تمہیں اسلام، توبہ اور زنار (کفر) توڑنے کی ضرورت ہے۔ عقل سیکھو۔ جب تم سے غبار چھٹ جائے گا تو دیکھو گے اور تھوڑی دیر بعد تمہیں خبر معلوم ہو جائے گی۔ جس نے میری بات سنی اور اس پر عمل کیا اور اخلاص برتا وہ مقربین میں سے بنا۔ اس واسطے کہ ایسی بات ہے، کیا مغز جس میں چھلکا نہیں۔ تمہاری خرابی ہو، اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور اپنے دلوں سے اس کے سوا اوروں کی طرف متوجہ ہوتے ہو۔ مجنوں کو جب لیلیٰ کی محبت سچی ہو گئی تو اس کا دل لیلیٰ کے سوا کسی کو قبول نہ کرتا تھا۔ ایک دن لوگوں پر اس کا گزر ہُوا۔ تو انہوں نے پوچھا، کہاں سے آئے ہو؟۔ کہا، لیلیٰ کے پاس سے۔ پوچھا، کہاں کا ارادہ ہے۔ بولا۔ لیلیٰ کی

طرف کا۔

جب دل خدائے بزرگ و برتر کی محبت میں سچا ہوتا ہے، تو موسیٰ۔ ہمارے نبی اور ان پر درود و سلام ہو، جیسا ہو جاتا ہے۔ کہ خدائے بزرگ و برتر نے ان کے حق میں فرمایا، ہم نے پہلے سے ہی ان پر پستانوں کو ممنوع قرار دیا تھا، تم جھوٹ نہ بولو، تمہارے دو دل نہیں بلکہ ایک ہی ہے۔ جس چیز سے بھی بھر جائے گا پھر اس میں دوسری نہیں سما سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ اللہ نے کسی شخص کے سینہ میں دو دل نہیں رکھے۔ جس دل میں خالق کی محبت ہوگی۔ صحیح نہیں ہوگا کہ اس میں دنیا اور آخرت ہو۔ اللہ سے ناآشنا رہنا نفاق برپا کرتا ہے۔ اور اس سے آشنا۔ ایسا نہیں کرتا۔ اور احمق خدائے بزرگ و برتر کی نافرمانی کرتا ہے اور عاقل اس کی اطاعت کرتا ہے اور بغض رکھنے والا نافرمانی کرتا ہے اور محبت رکھنے والا اطاعت کرتا ہے اور دنیا اکٹھی کرنے کی حرص کرنے والا دکھاوا کرتا اور نفاق برتا کرتا ہے۔ اور کوتاہ امید ایسا نہیں کرتا۔ اور موت کو بھلا دینے والا دکھاوا کرتا ہے اور یاد رکھنے والا دکھاوا نہیں کیا کرتا۔ اور غافل دکھاوا کرتا ہے اور بیدار دکھاوا نہیں کرتا ہے۔ اولیاء اللہ کو (غیبی فرشتہ) متنبہ کرتا اور (غیبی) معلّم تعلیم دیتا رہتا ہے، اور حق تعالےٰ وسائلِ علم ان کے لیے مہیا فرما دیتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ مومن اگر پہاڑ کی چوٹی پر بھی ہوگا تو اللہ اس پر (غیبی) عالم متعین فرمائے گا جو اس کو (ارضیاتِ الٰہیہ کی) تعلیم دیتا رہے گا۔ نیکوں کی باتیں مستعار لے کر ان پر اپنا دعویٰ کر کے باتیں نہ کیا کرو۔ مانگی چیز چھپا نہیں کرتی۔ اپنے مال سے کمائی کرو۔ مانگی چیز سے نہیں۔ اپنے ہاتھ سے کپاس کاشت کرو اور اسے اپنے ہاتھ سے پانی دو۔ اور اس کی اپنی کوشش سے پرورش کرو۔ پھر اسے بُن لو، سی لو اور پہن لو۔ دوسروں کی مِلک اور دوسروں کے کپڑوں پر مت اِتراؤ۔ جب دوسروں

کا کلام لے کر بات کرو گے اور اس کو اپنا بتاؤ گے تو نیکوں کے دل تمہارے سے نفرت کریں گے۔ جب تجھے فعل نصیب نہیں تو قول بھی تیرے مناسب نہیں، ظاہر ہے حکم کا تعلق عمل سے ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے: اپنے اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

اے صاحبزادے! فرشتے حرص اور طمع اور لایعنی قسم کی بہت سی باتوں کے لکھنے کے سوا کسی بات سے نہیں اکتاتے۔ بلکہ جس کا دل حق تعالےٰ سے ڈرتا ہے تو لامحالہ اس کے ہاتھ پاؤں بھی ڈرنے لگتے ہیں۔ اُس کا دل اس کے ڈر سے بجھ جاتا ہے۔ تو ہاتھ پاؤں بھی وہی تاثر لیتے ہیں۔ چنانچہ فرشتے راحت واکرام میں رہتے ہیں۔ تمہاری باتیں ایک پر دوسری گناہوں کے ڈھیر ہیں۔ جن کی عاقبت بھی مہمل ہے۔ تم یہ جانے بغیر باتیں کیے جاتے ہو کہ فائدہ مند ہوں گی یا نقصان دہ۔ موت سے خبردار ہو تمہارے لیے موت سے فرار نہیں۔ تم جس کہنے سننے اور لایعنی کاموں میں لگے ہو انہیں چھوڑ دو۔ اپنی لمبی لمبی امیدوں کو کوتاہ کرو اور حرص کو کم کرو۔ اس واسطے کہ عنقریب تمہیں مرنا ہے۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ تمہیں یہیں بیٹھے بیٹھے موت آجاتی ہے۔ یہاں تک اپنے پاؤں پر چل کر آئے تھے۔ تمہارے گھر کی طرف جنازہ اٹھایا جاتا ہے۔ صحیح ایمان والا اپنی جان سے بدلہ لے کر اطمینان حاصل کرتا ہے۔ جب اس کی جان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اسے کہتا ہے، مَیں نے تو تجھے نصیحت کی مگر تم نے قبول ہی نہ کی۔ او نہ جاننے والی، او نہ ماننے والی، او اللہ کی دشمن مَیں نے تجھے اس چیز سے ڈرایا تو تھا۔ جو کوئی اپنے نفس سے باز پرس، کھود کرید اور خیر خواہی نہیں کرتا کبھی فلاح نہیں پاتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے نفس کا خود واعظ نہ بنے اس کو کسی واعظ کا وعظ نفع نہیں دیتا۔ جو فلاح چاہے' اپنے نفس کو نصیحت کرے۔ اس کو توبہ سکھائے اور مجاہدہ کرائے۔

زہد یہ ہے۔ پہلے حرام چیزوں کو چھوڑے، پھر شبہ والی چیزوں کو چھوڑے، پھر مباح چیزوں کو چھوڑے۔ پھر ہر حالت میں خالص حلال چیزوں کو بھی چھوڑ دے غرض کوئی چیز نہ رہے، جسے چھوڑ نہ دے۔ حقیقی زہد یہ ہے۔ دنیا چھوڑے، آخرت چھوڑے، خواہشات ولذات چھوڑے۔ غرض کوئی چیز نہ رہے جسے چھوڑ نہ دے۔ حالات و درجات، کرامات اور مقامات طلب کرنا چھوڑے اور خالق کائنات کے سوا ہر چیز کو چھوڑے۔ حتیٰ کہ خالق بزرگ و برتر کے سوا کوئی نہ رہے۔ جو ہماری منتہیٰ اور غایت مقصود ہے۔ اسی کی طرف پھر جانے میں سارے کام باتیں کرنے والوں میں سے کوئی اپنے دل سے بات کرتا ہے۔ کوئی اپنے باطن سے بات کرتا ہے اور ان میں سے کوئی اپنے نفس اور اس کی خواہش اور اس کے شیطان کی بات کرتا ہے۔ ایمان والوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ پہلے سوچتا ہے پھر بات کرتا ہے۔ نفاق والا پہلے بات کرتا ہے پھر سوچتا ہے۔ مومن کی زبان اس کی عقل اور دل کے پیچھے (ماتحت) ہوتی ہے۔ اور منافق کی زبان اس کی عقل اور دل کے آگے۔ اے ہمارے اللہ! ہمیں ایمان والوں میں کر اور نفاق والوں میں نہ کر اور ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں نیکی دے اور آگ کے عذاب سے بچا۔

دوسری مجلس :-

جب دل کتاب وسنت پر عمل کرتا ہے تو نزدیکی حاصل ہوتی ہے جب نزدیکی حاصل ہوتی ہے تو فائدہ اور نقصان کو اور خدائے بزرگ و برتر کے لیے کیے اور اس کے ماسوا کے لیے کیے اور حق کے لیے کیے اور باطل کے لیے کیے کام کو جان اور دیکھ لیتا ہے۔ جب مومن کے لیے نور ہوتا ہے جس سے دیکھتا ہے

تو صدیق مقرب کا کیا پوچھنا۔ مومن کے لیے ایک نور ہوتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس واسطے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ڈرایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن کی فراست سے ڈرو اس واسطے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اور عارف مقرب کو بھی ایک نور عطا ہوتا ہے جس میں وہ اپنے قدرے بزرگ و برتر سے اپنے نزدیکی کو دیکھتا ہے اور خدائے بزرگ و برتر کو اپنے دل سے دیکھتا ہے۔ سو فرشتوں کی روحوں اور نبیوں کی رُوحوں صدیقین کے دلوں اور ان کی روحوں اور ان کے حالات اور مقامات کو دیکھتا ہے اور یہ سب چیزیں اس کے دل کے درمیان اور باطن کی پاکیزگی میں ہوتی ہیں اور وہ ہمیشہ اپنے پروردگار کے ساتھ فرحت میں ہوتا ہے اور یہ ایک واسطہ ہے جو اس سے کہتا ہے اور مخلوق میں بکھیر دیتا ہے۔ بعض ان دونوں میں زبان اور دل دونوں کے فصیح ہوتے ہیں اور بعض ان میں دل کے فصیح مگر زبان کے لکنت والے ہوتے ہیں اور منافق زبان کا فصیح اور دل کا گونگا ہوتا ہے۔ اس کا سارا علم زبان میں ہوتا ہے۔ اور اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ جس کا مجھے اپنی امت کے بارہ میں ڈر ہے۔ زبان کا فصیح منافق ہے

اے صاحبزادے! جب تم میرے پاس آؤ تو اپنے عمل اور نفس سے نظر اٹھا کر آیا کرو۔ نادار مفلس آیا کرو۔ جب تم اپنے عمل اور نفس کو دیکھتے ہوئے آؤ گے تو اُس (نعمت) سے محروم رہو گے جس کی طرف میں اشارہ کر رہا ہوں۔ تمہاری خرابی ہو۔ مجھ سے اس لیے بغض رکھتے ہو کہ میں حق بات کہتا ہوں اور تمہاری حقیقت کھول دیتا ہوں۔ مجھ سے تو دشمنی میں بغض رکھتا ہے اور مجھ سے وہی ناواقف ہے جو خدائے بزرگ و برتر سے ناواقف، زیادہ بات اور تھوڑا

عمل کرنے والا ہو۔ اور مجھ سے وہی محبت کرے گا جو خدائے بزرگ و برتر سے واقف بہت عمل کرنے والا اور تھوڑی بات کرنے والا ہو۔ مخلص مجھ سے محبت کرتا ہے اور منافق مجھ سے بغض رکھتا ہے۔ سُنی مجھ سے محبت کرتا ہے اور بدعتی مجھ سے بغض رکھتا ہے۔ اگر تم مجھ سے محبت کرو گے تو اس کا سارا فائدہ تمہیں ہی پہنچے گا اور اگر تم مجھ سے بغض رکھو گے تو اس کا سارا نقصان تمہیں ہی پہنچے گا۔ میں تو لوگوں کی تعریف اور برائی کو کچھ بھی نہیں جانتا ہوں اور زمین کی سطح پر کوئی نہیں جس سے میں ڈروں یا کوئی امید رکھوں۔ جنوں۔ انسانوں۔ حیوانوں۔ زمین پر رینگنے والوں اور پیدا ہونے والی کسی بھی چیز سے ماسوائے اللہ تعالیٰ کے میں نہیں ڈرتا۔ اللہ جتنا مجھے اطمینان دلاتا ہے اتنا ہی ڈر بڑھتا ہے۔ کیونکہ وہ جو چاہے کر ڈالے۔ جو کرے اس سے کوئی پوچھ نہیں اور باقی سب سے پوچھ ہونی ہے۔

اے صاحبزادے! اپنے بدن کے کپڑے دھونے میں نہ لگے رہو۔ اور تمہارے دل کے کپڑے میلے کچیلے پڑے رہیں۔ پہلے دل کو دھوؤ۔ پھر کپڑوں کو دھوؤ۔ دونوں کی دھلائی اور پاکی اکٹھی کرو۔ اپنے کپڑوں کی میل دھوؤ اور اپنے دل کو گناہوں سے دھوؤ۔ کسی بھی چیز سے دھوکا نہ کھاؤ اور مغرور نہ ہو چونکہ تمہارا پروردگار جو چاہے کر سکتا ہے۔ کسی بزرگ سے نقل ہے کہ وہ اپنے ایک دینی بھائی سے ملنے گیا اور کہا۔ اے بھائی۔ آؤ۔ ہم اپنے متعلق علمِ الٰہی پر روویں۔ (کہ نہ معلوم ہمارے خاتمہ کے متعلق کیا طے فرمایا ہے) اس بزرگ نے کتنی اچھی بات کہی۔ اور حقیقت میں وہ عارف باللہ تھے۔ اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنا تھا کہ تم میں سے ایک جنتیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک دو ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے (یعنی مرنے میں)۔ کہ تقدیر کا لکھا غلبہ کرتا ہے اور وہ جہنمیوں (یعنی کفر)

کا عمل کر بیٹھتا ہے جس کی وجہ سے دوزخ میں چلا جاتا ہے اور اسی طرح ایک جہنمیوں کے کام کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے اور آگ کے درمیان صرف ایک دو ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ تقدیر کا لکھا غلبہ کرتا ہے اور وہ جنتیوں کے عمل کرتا ہے اور اس کی وجہ سے وہ جنت میں چلا جاتا ہے۔ (الحدیث)
تمہارے بارہ میں اللہ کا علم اس وقت ظاہر ہو سکتا ہے جب تم اپنے پورے دل اور اپنی پوری ہمت سے اس کی طرف رجوع کرو۔ اور اس کی رحمت کے دروازہ کو لازم پکڑ لو۔ اپنے اور اپنی لذتوں کے درمیان ایک لوہے کی دیوار کھڑی کر دو۔ اور قبر اور موت کو اپنے سر کی آنکھوں اور اپنے دل کے پیش نظر رکھو اور خیال رکھو کہ خدائے بزرگ و برتر کی نظریں تمہاری طرف ہیں اور وہ تمہیں جانتے ہیں اور تمہارے پاس موجود ہیں۔ اور فقر کو امارت سمجھو اور افلاس پر راضی رہو۔ اور (اللہ کی) حدود کی حفاظت کے ساتھ تھوڑے پر قناعت کرو اور یہی شریعت کے حکموں کی تعمیل ہے۔ اور منع کی ہوئی چیزوں سے رُک جانا ہے۔ جو بھی تقدیر سے تم پر وارد ہو۔ اس پر صبر کرو۔ جب تم اس پر قائم ہو جاؤ گے تو اپنے پروردگار سے ملو گے اور اپنے باطن سے حضوری پاؤ گے، اس وقت تمہارے پر ایسی چیزیں کھلیں گی جن کو تم یقین کی نگاہ سے دیکھو گے اور صبر کرو گے۔ جیسا امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا کہ اگر (غیب کا) پردہ اٹھا دیا جائے تو میرے یقین میں اضافہ ہوگا (یعنی چھپی چیزوں کا جو یقین اس وقت حاصل ہے وہ مشاہدہ کے یقین سے کم نہیں ہے)۔
کسی شخص نے پوچھا۔ آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے۔ فرمایا میں ایسے پروردگار کی پرستش ہی کرنے والا نہیں ہوں جس کو میں نے دیکھا نہ ہو کسی بزرگ سے پوچھا گیا۔ کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے۔ کہا۔ کہ اگر اس کو نہ دیکھتا تو کبھی کا

پاش پاش ہو جاتا۔ اگر کوئی کہے۔ اس کو دیکھنے کی کیا صورت ہے تو میں کہوں گا کہ جب بندہ کے دل سے خلق نکل جاتی ہے اور حق تعالیٰ کے سوا باقی کچھ نہیں رہتا تو جس طرح چاہتا ہے، دکھاتا ہے اور نزدیک کرتا ہے، باطن سے ایسے ہی دیکھتا ہے جیسے ظاہر سے۔ اور ایسے دیکھتا ہے جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شبِ معراج میں دیکھا۔ (اگرچہ دونوں کے دیکھنے میں بہت فرق ہے مگر نوعیت ایک ہے)، جس طرح وہ چاہتے ہیں اپنے آپ کو اس بندہ کو دکھاتے ہیں، نزدیک کرتے ہیں۔ اس سے نیند کی حالت میں بات کرتے ہیں اور کبھی بیداری میں بھی اس کے دل اور باطن سے بات کرتے ہیں۔ کبھی اس کے وجود کو قبض کر لیتے ہیں۔ تو اللہ کو اس کی شانِ ظاہری پر دیکھتا ہے[1]۔ اور ایک دوسرے معنیٰ بھی دیتا ہے جس سے اس کی صفات۔ اس کی کرامات۔ اس کے فضل و احسان اور اس کے لطف و کرم کو دیکھتا ہے۔ اس کے حُسنِ سلوک اور آغوشِ حفاظت کو دیکھتا ہے۔ جس کی عبودیت ثابت ہو جاتی ہے۔ یہ نہیں کہتا کہ مجھے خود کو دکھا۔ مجھے (فلاں چیز) دے۔ فنا اور مستغرق ہو جاتا ہے۔ اس لیے بعض بزرگ جو اس درجہ کو پہنچ گئے تھے۔ کہتے تھے۔ مجھ پر میری طرف سے ہی کیا۔ کیا اچھی بات کہی۔ جس نے کہا۔ میں اس کا بندہ ہوں اور بندہ کو آقا کے سامنے اختیار اور ارادہ نہیں ہوتا۔ ایک شخص نے ایک غلام خریدا اور یہ غلام دیندار اور نیک تھا۔ پھر (گھر پہنچ کر) پوچھا۔ اے غلام! کیا چیز کھانی چاہتے ہو۔ اس نے کہا جو کھلا دو۔ کیا۔ پھر کہا۔ کون سا کام کرنا پسند کرتے ہو۔ کہا جس کا آپ حکم فرمائیں۔ تو وہ شخص رو پڑا۔ اور کہنے لگا۔ خوش خبری ہو تمہیں۔

---

[1] دنیا میں ان آنکھوں سے اللہ پاک کو دیکھ سکنے میں علماء کا اختلاف ہے۔ حضرت جیلانیؒ کا مسلک جواز کا بلکہ کاملین کے لیے وقوع کا معلوم ہوتا ہے۔

اگر میں اپنے پروردگار کے ساتھ ایسے ہوتا جیسے تم میرے ساتھ ہو۔ تو غلام نے کہا۔ اے میرے آقا! کیا غلام کو آقا کے سامنے ارادہ اور اختیار ہوتا ہے۔ کہنے لگا۔ تم اللہ کے لیے آزاد ہو۔ اور میں چاہتا ہوں کہ تم میرے پاس رہو۔ تاکہ میں اپنی جان اور مال سے تمہاری خدمت کروں۔ بے شک جو اللہ کو پہچان لیتا ہے اس کے لیے ارادہ اور اختیار باقی نہیں رہتا۔ اور یہی کہتا ہے کہ مجھ پر میری طرف سے ہے ہی کیا۔ اپنے کاموں میں اور اپنے سوا اوروں کے کاموں میں تقدیر سے نہیں لڑتا۔ اے اعتراض کرنے والو۔ اے لڑنے جھگڑنے والو۔ اے بے ادبو۔ سنو اور مجھ سے سنو۔ کیونکہ میں اس گروہ میں سے ہوں جنہوں نے انبیاء سے ادب سیکھا ہے۔ ان کی پیروی کرنے والوں اور ان کی سیرت کو بلند کرنے والوں میں سے ہوں۔ جس کتاب اور سنت کی موافقت کا حکم کرتا ہوں۔ پھر اس (ولی کامل کی موافقت کا) جس کو ایسا دل ملا ہے جس کو ایسا دل ملا ہے جس کو اللہ سے نزدیکی حاصل ہے اور اس پر میرے کیے (بے ادبی اور تقدیر سے جھگڑا) کا اندیشہ نہیں۔ ایسے اللہ کے بندے شاذو نادر ہی ہوتے ہیں جو مخلوقِ خدا سے بے رغبتی اختیار کرتے ہیں اور قرآن پڑھنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام پڑھنے سے جی لگاتے ہیں۔ تو لامحالہ ان کے دل اللہ تعالیٰ سے لَو لگانے والے اور نزدیکی والے

ـه حق تعالیٰ کے احکام دو قسم کے ہیں۔ ایک تکوینی جس کا نام تقدیر ہے۔ اس کے خلاف کسی نہ کسی میں طاقت ہے نہ مجال۔ دوسرا تشریعی۔ جس کا نام شریعت ہے اور اس کا تعلق انسان کے ارادہ اور عمل سے ہے۔ پس دینی امور میں تو بندہ کا فرض ہے کہ اپنی ساری جدوجہد ارادہ سے خدا اور رسول کی اطاعت میں صرف کرے اور دینوی امور مثلاً حوادث۔ امراض اور افلاس وغیرہ میں بندگی کا مقتضا یہ ہے کہ ایسا بے حس اور بغیر ارادہ ہو جائے جیسے مردہ بدست غسال۔ اس کا نام فنا اور رضا بقضا ہے کہ بے صبری اور

تنگ دلی گویا اللہ پر اعتراض ہے اور اس کے دفع کرنے کی دوڑ دھوپ تقدیر سے لڑنا ہے۔ رہا معالجہ اور طلب وغیرہ کی تدبیر کا قصہ۔ سو بعض اکابر نے تو اس کو بھی سوئے ادب سمجھ کر بالکل ترک کر دیا ہے۔ اللہ کی تجویز جب اس کے علم ازلی اور شفقت برخلق کی بنار پر اس تجویز سے یقیناً بہتر ہے تو اس کو بدلنے کا ارادہ بلکہ خیال کرنا بھی عبدیت کے منافی ہے۔ حضرت جیلانی قدس سرہٗ کا یہی مسلک ہے۔ اور اسی پر سارے مواعظ بھرے ہوئے ہیں اور بعض اکابر کا طریقہ یہ ہے کہ تدبیر کو ضرور اختیار کیا جائے تو تشریعی حکم کے ماتحت صرف کی نیت سے۔ کیونکہ جب دنیا کو اللہ نے عالم اسباب بنایا ہے تو اسباب کا اختیار کرنا بھی اس کی تجویز کی موافقت اور اپنی غلطی کا ثبوت ہے۔ خلاصہ یہ کہ اصلاح وفلاح آخرت کے متعلق تقدیر کی آڑ نہ لی جائے اور یہ نہ کہا جائے کہ جو مقدر ہے خود ہی ہو رہے گا۔ اور دینوی ترقیات کے متعلق دائرۂ شریعت کے اندر رہتے ہوئے اپنا اپنا مزاج ہے کہ ہمت ہو تو مسلوب الارادہ اور تارک اسباب بنے کہ اصلاحی توکل اسی کا نام ہے اور چاہیئے بحسن نیت صرف بدن سے اسباب کا پابند اور تشریع پر عامل اور قلب سے تکوین کا غلام اور راضی بہ قضار کہ تدبیر سے اگر ناکامی ہو تو طبیعت پر گرانی اور افسردگی نام کو بھی نہ آئے۔ مگر یہ جامعیت کیونکہ مشکل ہے اور بندۂ اسباب جس نے کامیابی کو اپنے ہاتھ میں سمجھ رکھا ہے۔ اپنے آپ کو پابندِ اسباب بنا کر شریعت کی آڑ پکڑ لیتا ہے۔ اس لیے نائبینِ رسالت نے دینوی امور میں ترکِ اسباب اور موجودہ حالت پر رضا اور خوشدلی کی تعلیم پر زور دیا ہے جو سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا رنگ تھا۔ ورنہ جامعیت کے افضل ہونے کا سب کو اعتراف ہے کہ سیّد الانبیار کی شان بھی یہی تھی۔ اس کو خوب غور کے ساتھ سمجھ لیجئے۔

بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ :۔

ہو جاتے ہیں جن سے وہ اپنے آپ کو اور دوسروں کو دیکھتے ہیں۔ چونکہ ان کے دل صحیح ہو جاتے ہیں اس لیے ان پر تمہارے اندر کی حالت چھپی نہیں رہتی۔ تمہارے دلوں کی باتیں کرتے ہیں چونکہ ان کے دل صحیح ہو جاتے ہیں اور تمہارے گھروں کی چیزوں کی خبر دیتے ہیں۔ افسوس تمہارے پر۔ عقل سیکھو۔ اپنی جہالت کے ساتھ (اہل اللہ) کی جماعت میں مت گھسو۔ تم مدرسہ سے نکلتے ہی (منبر پر) چڑھ بیٹھتے ہو۔ نیک لوگوں (اہل اللہ) کی باتیں سنانے لگے ہو۔ ابھی (دوات) کی سیاہی تمہارے بدن اور کپڑوں پر لگی ہے اور لوگوں کو نصیحتیں کرنے کے منتظر ہو بیٹھے۔ اس بات کے لیے ظاہر اور باطن کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہوتی ہے پھر سب سے بے پرواہ ہو جانے کی۔ اے غافلو! تم کو تو یہ بھی خبر نہیں کہ پیدا کرنے کا مقصد کیا ہے۔ خصوصی قیامت اور عمومی قیامت کو یاد کرو۔ خصوصی قیامت تم میں سے ہر ایک کی علیٰحدہ موت ہے اور عمومی قیامت وہ ہے جس کا خدائے بزرگ و برتر نے وعدہ فرمایا۔ یاد کرو اور سبق لو۔ خدائے بزرگ و برتر کے اس فرمان سے۔ اس دن پرہیزگاروں کو خدائے رحمٰن کا وفد بنا کر لائیں گے اور گناہ گاروں کو دوزخ کی طرف پیاسے ہانکیں گے۔ جُدا جُدا جماعت اور سوار۔ دوزخ کے گھاٹ پر اور پیاسے پرہیزگاروں کو جمع کیا جائے گا۔ اور گناہگاروں کو (جانوروں کی طرح مار مار کر) ہانکا جائے گا۔ سو اللہ رحم کرے اس بندہ پر جو اُس دن کو یاد کرے اور آج ہی اہل اللہ کی جماعت میں آشامل ہو۔ تاکہ اس دن انہی کے ساتھ جمع ہو۔ اے پرہیزگاری کے چھوڑنے والو! قیامت کے دن پرہیزگار رحمٰن کی طرف سوار لائے جائیں گے۔ اور فرشتے ان کے اردگرد ہوں گے۔ ان کے اعمال صورتیں اختیار کر لیں گے۔ وہ اصیل گھوڑوں پر سوار ہوں گے۔ اصیل گھوڑا

ان کا عمل ہو گا اور اس کا پٹہ ان کا علم۔ سارے اعمال اچھی اور بُری صورتیں قبول کریں گے۔ پرہیزگاری کی کنجی توبہ کرنا اور اس پہ قائم رہنا ہے۔ اور خدائے بزرگ و برتر سے نزدیکی کی کنجی ہے اور توبہ ہی ہر بھلائی کی اصل اور فرع ہے اسی واسطے بزرگوں نے اس سے کسی بھی طرح کاہلی نہیں برتی۔ اے (خدا سے) پیٹھ پھیرنے والو توبہ کرو۔ اے نافرمانو! اپنے پروردگار سے توبہ کے ذریعہ صلح کرو۔ یہ دل خدائے بزرگ و برتر کے قابل نہ ہو گا جبکہ اس میں ذرہ بھر بھی دنیا اور مخلوق میں سے کسی ایک سے طمع موجود ہو۔ پس اگر تم اسے صحیح کرنا چاہتے ہو تو ان دونوں چیزوں کو اپنے دلوں سے نکال باہر کرو۔ اور اس سے تمہارا نقصان نہ ہو گا۔ کیونکہ جب تم واصل باللہ ہو جاؤ گے تو تمہارے پاس دنیا اور مخلوق (دونوں خود خادم بن کر) آئیں گے اور تم اللہ کے ساتھ اس کے دروازہ پر ہو گے۔ یہ آزمودہ چیز ہے۔ دنیا سے کنارا کرنے والے اور اسے چھوڑنے والے اور پرہیزگار سب آزما چکے ہیں۔

اے صاحبزادے! تمہارے لیے تمہارے پر عمل نماز۔ روزہ۔ حج اور زکوٰۃ میں خدائے بزرگ و برتر کے لیے اخلاص لازم ہے۔ اس تک پہنچنے سے پہلے اس سے عہد لے لو۔ یہ عہد کیا ہے۔ یہی اخلاص۔ توحید۔ اہلِ سنت و جماعت (کے عقائد) اور صبر و شکر۔ تسلیم (و رضا بخدا) اور مخلوق کو چھوڑنا اور (محض) اس کو ڈھونڈنا اور دوسروں سے منہ پھرانا اور اپنے دل اور باطن سے خدا کی طرف منہ کرنا۔ پس (اگر تم ان باتوں کے پابند ہو جاؤ تو عہد کے مطابق حق تعالیٰ) لامحالہ تمہیں دنیا میں نزدیکی عطا کریں گے اور سب سے بے نیازی اور اپنی محبت اور اپنا شوق اور آخرت میں تمہیں اپنی نزدیکی اور اپنی نعمت سے وہ چیزیں دیں گے جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور

نہ ہی کسی انسان کے دل پر گزریں۔ اسی لیے اپنے پروردگار سے تعلق قائم کرو۔ پھر جب شیطان تمہارے پاس آئے، تمہیں پھرائے اور تمہیں بدلے۔ تو تم اللہ سے فریاد کرو۔ جیسے تمہارے سے پہلے لوگ فریاد کرتے رہے۔ اپنا عمل سنوارو۔ پھر اپنے پروردگار سے حُسنِ ظن رکھو۔ اس سے حسنِ ظن اس کا کہا ماننے کے ساتھ رکھو، تمہارے بہت سے کام سنوار دے گا۔ خدائے بزرگ و برتر سے اور اس کے نبیوں سے اور اس کے رسولوں سے اور اس کے بندوں میں سے حسنِ ظن رکھو اس میں بڑی بھلائی ہے۔

اے صاحبزادے! تُو صوفی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور تو گندلا ہے۔ صوفی وہ ہے جس نے اللہ کی کتاب اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کر کے اپنے باطن اور ظاہر کو (ہر میل کچیل سے) صاف کر لیا۔ ان ہی دو چیزوں سے صفائی بڑھے گی اور وہ اپنے وجود کے سمندر سے نکلے گا اور اپنے ارادہ اور اختیار کو چھوڑے گا۔ جس کا دل صاف ہو جاتا ہے اس کے اور اس کے خدائے بزرگ و برتر کے درمیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اس طرح) سفیر بن جاتے ہیں جس طرح (ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان) وحیٔ حق کے سلسلہ میں جبریل علیہ السلام تھے۔ اور یہ ہر قول اور فعل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ہوتی ہے۔ جب بندہ کا دل صاف ہو جاتا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہے کسی بات کا اس کو حکم فرماتے ہیں اور کسی چیز سے اس کو منع کرتے ہیں۔ وہ سارے کا سارا دل بن جاتا ہے اور جسم معزول ہو جاتا ہے سرتاپا باطن ہو جاتا ہے۔ بلا ظاہر۔ اور صفا بلا کدورت۔ سب کا دل سے نکال دینا گڑے پہاڑوں کا اکھاڑنا ہے۔ جس کے لیے مجاہدوں کے کدالوں، مصائب و آفات پر صبر و تحمل۔ آفات و بلیات کو زائل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

خبردار ! ایسی چیز نہ طلب کرو۔ جو تمہارے ہاتھ نہ پڑے۔ خوشخبری ہو تمہارے لیے کہ تم سیاہ سفید (احکام شریعت) پر عمل کر لو اور (سچے) مسلمان بن جاؤ۔ خوشخبری ہو تمہارے لیے قیامت کے دن مسلمانوں کی جماعت میں آجاؤ۔ اور کافروں کی ٹولی میں نہ رہو۔ خوشخبری ہو تمہارے لیے کہ جنت کی زمین اور اس کے دروازہ پر بیٹھنا مل جائے۔ اور جہنم والوں میں نہ ہوں۔ تواضع کرو۔ تکبّر نہ کرو۔ تواضع بلند کرتی ہے اور تکبر پست کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع کی' اللہ تعالیٰ اسے بلند کریں گے۔ اللہ کے ایسے بندے (اب بھی) موجود ہیں جو پہاڑوں کے برابر نیک اعمال کرتے ہیں۔ ایسے اعمال جیسے کہ پہلوں نے کیے اور خدائے بزرگ و برتر کے سامنے تواضع کرتے اور کہتے، ہمارا کوئی عمل نہیں جو ہمیں جنت میں داخل کر دے۔ اگر ہمیں جنت میں داخلہ مل گیا تو خدائے بزرگ و برتر کی رحمت سے، اور اگر ہمیں جنت میں داخل نہ فرمایا گیا تو یہ بھی اس کا عدل و انصاف۔ (کہ فی الواقع ہم اس کے قابل نہ تھے) وہ ہر وقت اس کے سامنے اخلاص کے پاؤں پر کھڑے رہتے ہیں (نیک اعمال سے خالی سمجھتے ہوئے اور اس کی نگاہ عفو و کرم کا انتظار کرتے ہوئے) توبہ کرو اور اپنی کوتاہی کو مان لو۔ توبہ اللہ تعالیٰ کی (دی ہوئی) زندگی ہے۔ زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد بارش سے زندہ کرتا ہے۔ اور دلوں کو موت کے بعد توبہ اور بیداری کے ساتھ زندہ کرتا ہے۔

اے نافرمانو ! توبہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اور اس کے فضل سے مایوس نہ ہو۔ اے مُردہ دلو ہمیشہ خدائے بزرگ و برتر کو یاد کرو۔ اس کی کتاب کی تلاوت کرو۔ اس کے رسولؐ کی سنت کی پیروی کرو۔ اور ذکر کی مجلسوں میں حاضر ہوتے رہو۔ یقیناً یہ چیز تمہارے دلوں کو اس طرح زندہ کر

دے گی جیسے کہ مردہ زمین کو بارش پڑنے سے زندگی مل جاتی ہے۔ ذکر کی ہمیشگی دنیا اور آخرت کی دُوری خیر کا سبب بنتی ہے۔ جب دل صحیح ہو جاتا ہے تو اس میں ذکر دائمی قائم ہو جاتا ہے۔ اس کے سارے دل اور اس کی اطراف میں لکھا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل اپنے خدائے بزرگ و برتر کو یاد کیا کرتا ہے۔ یہ اس کو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میراث میں ملتی ہے جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرتے تھے۔ ایک بزرگ کے پاس ایک تسبیح تھی جس سے اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ ایک رات تسبیح پڑھتے پڑھتے سو گئے۔ اور وہ ان کے ہاتھ میں ہی تھی۔ تو اچانک (لوگوں نے دیکھا کہ) وہ ان کے ہاتھ میں چل رہی ہے۔ بغیر اس کے کہ وہ اسے چلائیں۔ اور ان کی زبان سے سبحان اللہ، سبحان اللہ نکل رہا ہے۔ اللہ والوں کا سونا اونگھ کے غلبہ سے ہوتا ہے اور ان میں بعض ایسے بھی ہیں کہ رات کے کچھ حصہ میں بہ تکلف سوتے ہیں تاکہ اس سے رات کے بقیہ حصہ میں جاگنے کے لیے مدد ملے، وہ نفس کو اس کا حق دیتے ہیں تاکہ اسے سکون ہو جائے۔ اور تکلیف نہ دے۔ ایک بزرگ کی تو یہ شان تھی کہ رات میں نیند کو بلایا کرتے اور اس کا بلاضرورت سامان کیا کرتے۔ کسی نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو کہا، مجھے خدائے بزرگ و برتر اپنا دیدار کراتے ہیں۔ سچ بات کہی۔ کیونکہ سچا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔ چنانچہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک سونے میں تھی۔ خدائے بزرگ و برتر کے مقرب پر ہر وقت (اس کی حفاظت کے لیے) فرشتے مقرر ہوتے ہیں۔ اگر وہ سو جاتا ہے تو اس کے سر کے قریب اور پاؤں کے پاس بیٹھے رہتے ہیں اور اس کی آگے اور پیچھے سے حفاظت کرتے ہیں۔ شیطان ایک طرف رہتا ہے مقرب کو اس کے پاس ہونے کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ اللہ اس کی حفاظت

کرتا ہے۔ اللہ کی حفاظت میں سوتا ہے اور اللہ کی حفاظت میں ہی جاگتا ہے۔ اس کی حرکت اور سکون سب اللہ کی حفاظت میں ہوتا ہے۔ اے اللہ! ہم کو ہر حال میں اپنی حفاظت میں رکھ اور ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دے۔ اور آگ کے عذاب سے بچا۔

تیسری مجلس :۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مروی ہے۔ آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ لایعنی کاموں (جن میں نہ دنیا کا فائدہ ہو نہ دین کا) کو چھوڑ دے۔ اور لایعنی کاموں میں مشغول ہونا (دنیا) طلب کرنے والوں اور ہوس کرنے والوں کا (پیشہ) ہے۔ محروم وہ ہے جس نے وہ نہ کیا جس کا (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) حکم کیا گیا تھا۔ یہی اصل محرومی۔ پوری بیزاری اور مکمل سقوط ہے۔ اے صاحبزادے! حکم کی تعمیل کرو۔ منع کی ہوئی چیز سے باز رہو اور (مشیت ایزدی) کی موافقت کرو۔ پھر بلا چوں وچرا خود کو دستِ تقدیر کے حوالہ کر دو۔ یہ جانتے ہوئے کہ تمہارے خدائے بزرگ و برتر کی نظر خود تمہاری جہالت کے لیے تمہاری اپنی نظر سے بہتر ہے۔ اس کے عطائیہ پر قناعت کرو۔ اور اس پر شکر میں لگے رہو۔ اور اس سے زیادہ نہ طلب کرو۔ کیونکہ تم نہیں جانتے کہ تمہارے لیے خیریت کس چیز میں ہے۔ زہد زاہدوں اور فرمانبرداروں کی راحت ہے۔ زہد کا بوجھ بدن پر ہوتا ہے اور معرفت کا بوجھ دل پر ہوتا ہے۔ اور قرب کا بوجھ باطن پر ہوتا ہے۔ زہد اختیار کرو۔ قناعت کرو۔ شکر کرو۔ اور اپنے خدائے بزرگ و برتر سے راضی رہو۔ اور اپنے نفس سے راضی نہ رہو۔ دوسروں کے ساتھ حسنِ ظن رکھو اور دوسروں کا غم چھوڑ دو۔ اور اپنے نفس کے ساتھ حسنِ ظن مت رکھو۔ لذتوں کو چھوڑ دو۔

کہ ان کے چھوڑنے میں دلوں کی صحت ہوتی ہے۔ پیٹ بھر کر حلال کھانا دل کو اندھا اور مدہوش کر دیتا ہے تو حرام سے کیا کچھ نہ ہو گا۔ اسی واسطے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ پرہیز اصل دوا ہے اور پیٹ بھر کر کھانا اصل بیماری ہے۔ ہر بدن کو وہ چیز دو جس کی اسے عادت ہو۔ اور بلاشبہ ان تین باتوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدنوں کی حفاظت کو جمع فرما دیا۔ پیٹ بھر کر کھانا زکاوت کی روشنی کو۔ دانائی کے دیئے کو اور ولایت کے نور کو بجھا دیتا ہے۔ جب تک تم دنیا اور مخلوق کے ساتھ ہو تمہارے لیے پرہیز لازم ہے چونکہ تم بیمار خانہ میں ہو۔ البتہ جب تمہارا دل حق تعالےٰ تک پہنچ جائے تو معاملہ اس کے حوالہ ہے تب وہ خود والی ہو گا۔ اور تم ایک کنارے ہو گے۔ کیسے تمہارا والی نہ ہو گا جب تم اس کے قابل ہو گئے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: بے شک میرا کارساز میرا اللہ ہے جس نے کتابِ حق نازل فرمائی اور وہ نیکوں کا کارساز ہوا کرتا ہے۔

اے صاحبزادے! تقدیر کی بات ہو جانے پر تنگدل نہ ہو۔ نہ اسے کوئی ٹال سکتا ہے اور نہ اسے کوئی روک سکتا ہے۔ جو طے ہو چکا، ہونا ہی ہے۔ کوئی راضی ہو یا ناراض۔ تمہارا دنیا کے دھندوں میں لگنا صحیح نیت کا محتاج ہے وگرنہ تو تم مبغوض ہو۔ اپنے سب کاموں کو اللہ کے سپرد کرو کہ کوئی طاقت اور کوئی زور اللہ برتر و باعظمت کے بغیر نہیں۔ کچھ وقت دنیا کو دو (یعنی کمانے اور کھانے کے لیے) اور کچھ وقت آخرت کو دو (شرعی فرائض کی ادائیگی کے لیے) اور کچھ وقت اپنے بیوی بچوں کو دو (ہنسنے بولنے کے لیے) اور باقی سارا وقت اپنے خدائے بزرگ و برتر کے لیے رکھو۔ پہلے اپنے دل کی صفائی میں لگ جاؤ۔ کیونکہ یہ فرض ہے۔ پھر معرفت کے درپے ہو۔ چونکہ اگر تم نے اصل کو ضائع کر

دیا تو تمہارا فرع میں مشغول ہونا قبول نہ ہوگا۔ دل کی ناپاکی کے ساتھ ہاتھ پاؤں کی پاکی فائدہ نہیں دیتی۔ اپنے ہاتھ پاؤں کو سنت کے ذریعہ پاک کرو اور اپنے دل کو قرآن پر عمل کے ذریعہ سے۔ اس کی حفاظت کرو تاکہ یہ تمہارے ہاتھ پاؤں کی حفاظت کرے۔ ہر برتن سے وہی کچھ چھلکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔ جو چیز تمہارے میں ہوگی تمہارے ہاتھ پاؤں پر ٹپکے گی۔ تواضع کرو۔ جتنا جھکو گے اتنے ہی پاک۔ بڑے اور بلند ہوگے۔ اگر تم نے تواضع نہ کی تو تم خدائے بزرگ و برتر اور اس کے رسولوں اور اس کے نیک بندوں اور اس کے حکم سے اور اس کے علم سے اور اس کی تقدیر سے اور اس کی قدرت اور اس کی دنیا اور اس کی آخرت سے ناواقف ہوگے۔ (کتنی نصیحتیں) سنتے ہو مگر سمجھتے نہیں۔ سمجھتے ہو مگر عمل نہیں کرتے (عمل بھی کرتے ہو) تو خالص اللہ کے لیے نہیں۔ پھر میرے پاس آتے ہی کیوں ہو۔ تمہارا وجود اور عدم دونوں برابر ہیں۔ جب تم میرے پاس آؤ اور میری بات پر عمل نہ کرو تو حاضرین پر (جگہ ہی) تنگ کرتے ہو۔ تم ہر وقت اپنی دکان پر بیٹھے اپنے بدن کو ضائع کرنے لگے رہتے ہو۔ جب تم میرے پاس آتے ہو تو محض تفریح کے لیے آتے ہو۔ ایسے سنتے ہو جیسے سنا ہی نہیں۔ اے دولت والو! اپنی دولت کو بھول جاؤ۔ آؤ۔ فقیروں میں بھی بیٹھو۔ اللہ کے لیے اور ان کے لیے جھکو۔ اے صاحبِ نسب! اپنے نسب کو بھول جاؤ اور پہلے آؤ۔ صحیح نسب تقویٰ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ اے محمدؐ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ کی آل کون ہے۔ آپ نے فرمایا جس نے تقویٰ اختیار کیا۔

آؤ، تقویٰ کو آگے کرکے آؤ۔ عقل سیکھو۔ اللہ کی نعمتیں فقط نسب کے ذریعہ تمہارے ہاتھ نہ آئیں گی۔ بلکہ اس وقت ہاتھ آئیں گی جب تمہارے لیے تقویٰ کا نسب صحیح ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تم میں اللہ کے نزدیک سب سے بزرگ

وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔

اے لڑکے! اے جوان، اے بوڑھے اور اے مرید! تم میں کوئی بھلائی نہیں جب تک تمہارا لقمہ حرام سے صاف نہ ہو۔ تم میں سے اکثر بالعموم شبہ والی یا صاف حرام غذا کھاتے ہیں۔ جو شخص حرام کھاتا ہے اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے جو شبہ والی چیزیں کھاتا ہے اس کا دل مکدر (گدلا) ہو جاتا ہے۔ نفس اور نفسانی خواہشات تمہارے لیے حرام کھانے کو آسان بنائے ہوئے ہیں۔ نفس اور خواہشات ہی لذتوں اور مزوں کی طرف لپکتے ہیں۔ اور اس کے حاصل کرنے میں کوئی اعانت ہو گی جب نفس کو جَو کی روکھی روٹی کھلاؤ۔ جبکہ تم اس کو گندم کی روکھی روٹی کھلا رہے ہو اور وہ تم سے شہد مانگ رہا ہو۔ یہاں تک کہ اس کی انتہائی آرزو یہ ہو کہ کاش گندم کی روکھی ہی ملتی رہے۔ جب نفس کھانے پینے میں محتاط نہیں ہوتا۔ تو اس کی مثال اس مرغی کی سی ہوتی ہے جو کوڑوں پر چلتی پھرتی ہے اور گندی اور پاک (سب چیز) کھاتی جاتی ہے۔ (تو اس کے متعلق یہ حکم ہے) جو اس کو اور اس کے انڈوں کو کھانا چاہے تو (چند روز) اس کو گھر میں بند رکھے پاک غذا کھلائے۔ (جب شک والی غذا کا اثر گوشت سے نکل جائے) پھر اس کو کھائے۔ اپنے آپ کو حرام کھانے سے بچاؤ اور خود کو (اتنے دنوں) حلال پاک چیز کھلاؤ۔ کہ جتنا گوشت حرام غذا کھانے سے بڑھا تھا، وہ زائل ہو جائے اور (پھر آئندہ) اپنے نفس کو حرام کھانے سے بچاؤ۔ اس کے بعد اس کو نفس کی خواہشات سے حلال کھانے سے بھی باز رکھو۔ جب تمہارے میں سے کسی شخص سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا تم اس عمل پر مرنا پسند کرتے ہو جس کو کر رہے ہو، تو وہ جواب دیتا ہے، نہیں، جب اس کو کہا جاتا ہے، توبہ کر۔ اور نیک عمل کر۔ تو کہتا ہے، اگر خدائے بزرگ و برتر نے مجھ کو توفیق بخشی، کروں گا۔ توبہ کرنے میں تقدیر کو حجت بناتا ہے مگر مزوں اور

لذتوں میں رحمت نہیں ٹھہراتا۔ غرض (توبہ کے متعلق)، آج کل، عنقریب اور ہاں ہوں میں رہتا ہے کہ اچانک موت آجاتی ہے پھر اس کا گلا گھونٹ دیتی ہے۔ اور وہ اپنے عیش و آرام اور مزہ میں لگا ہوتا ہے۔ عزو جاہ کی مسند سے پکڑ اٹھاتی ہے۔ دکان اور اس کے نفع سے کھینچ لیتی ہے۔ موت اچانک آجاتی ہے اور وصیت بھی لکھی نہیں ہوتی اور نہ ہی حساب تحریر کیا ہوتا ہے اور امیدیں اس کی لمبی چوڑی تھیں۔ یہی صحیح فکر ہے کہ نیک لوگوں کو آبادی سے ویرانہ کی طرف دوڑایا اور ان کی خوشی اڑائی اور ان کے غم کو ہمیشگی بخشی۔ جو خدائے بزرگ و برتر کو پہچان لیتا ہے اس کا غم بڑھ جاتا ہے اور اس کا اندر ہی ہمکلام ہوتا ہے۔ جس سے (دل ہی دل میں اندر ہی) باتیں کرتا رہتا ہے اور اس کو (رنج و فکر کا ایک دھندا مصروف رکھتا ہے۔ تمنا رکھتا ہے کہ مخلوق میں سے نہ کسی کی بات سنے اور نہ کسی سے ملے۔ تمنا کرتا ہے اپنے بیوی بچوں اور مال سے چھوٹ جائے۔ آرزو کرتا ہے کہ اس کا مقسوم دوسروں کی طرف منتقل کر دیا جائے۔ چاہتا ہے اس کی طبیعت اور خلقت بدل کر فرشتہ بنا دیا جائے لیکن جونہی ان سب (بشری تقاضوں) سے خلاص پانے کا ارادہ کرتا ہے تو جو (تشریعی) حکم اس کے لیے ہے وہ روک دیتا ہے (کہ یہ رہبانیت ہے جو کہ حرام ہے) اور ازلی تحریر اور علم الٰہی کا قید کرنے والا فرمان اس کو مقید کر دیتا ہے (کہ تقدیر کے حکم کے مطابق بشریت کی تبدیلی ناممکن ہے)، پس وہ رات اور دن گونگا بنا رہتا ہے اور دنیا سے (رخ پھیر کر) اپنا منہ اپنے خدائے بزرگ و برتر کی طرف کر لیتا ہے۔ پھر اس کی معرفت اس پر غلبہ کرتی ہے اس کے ظاہر اور باطن کو گونگا بنا دیتی ہے۔ حضرت فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ دعا میں یوں عرض کیا کرتے تھے۔ مجھے دنیا میں کب تک محبوس اور مقید رکھو گے۔ اپنی طرف کب

منتقل فرماؤ گے۔ تاکہ مَیں دنیا اور مخلوق سے راحت پاؤں۔ تمہاری مثال ایسی ہے۔ جیسے نوح۔ ہمارے نبی اور ان پر درود وسلام اور تمام نبیوں پر ہو۔ نے اپنے بیٹے سے فرمایا۔ اے صاحبزادے۔ اے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ اور کافروں کے ساتھ نہ ہو۔ اس نے جواب دیا۔ مَیں پہاڑ پر جگہ لے لوں گا۔ جو مجھے پانی (میں ڈوبنے سے) سے بچا دے گا۔ واعظ تمہیں کہتا ہے کہ میرے ساتھ کشتیٔ نجات میں سوار ہو جاؤ اور تم کہتے ہو کہ مَیں پہاڑ پر اپنا ٹھکانہ کر لوں گا۔ جو مجھے پانی میں ڈوبنے سے بچا لے گا۔ تمہارا پہاڑ تمہاری امیدوں کی درازی اور تمہاری دنیا کی حرص ہے۔ مگر عنقریب موت کا فرشتہ آئے گا اور تم اپنے (تساہل و توقع) کے پہاڑ میں غرق ہو جاؤ گے۔ عقل کرو اللہ کے بندو اور اپنی جہالت کی حدود سے نکلو۔ تم نے اپنے اچھے دین کی دیواروں کو بغیر بنیاد کے کھڑا کر دیا ہے اور تم نے اپنی ٹوٹی ہڈی کی بندش بے قاعدہ کی ہے۔ تمہیں کھولنے اور پھر باندھنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ابھی تک دنیا تمہارے دلوں میں ہے۔ مجھے اپنے آپ پر اختیار دو۔ تاکہ مَیں تمہیں پاک اور صاف کر دوں۔ چند گھونٹ ہیں جو مَیں تمہیں پلاؤں گا۔ تمہیں پرہیزگاری، دنیا سے دُوری، تقویٰ وطہارت، ایمان و یقین اور علم و معرفت۔ سب کو بھلا دینا اور سب سے فنا ہو جانا پلاؤں گا۔ اس وقت تم کو اپنے خدائے بزرگ و برتر کے ساتھ ہستی اور اس سے نزدیکی اور اس کی یاد نصیب ہو گی۔ جو اللہ کے قابل بن جاتا ہے وہ مخلوق کے لیے سورج، چاند اور رہبر بن جاتا ہے۔ اور ان کا ہاتھ پکڑ کر دنیا کے کنارے سے آخرت کے ساحل پر کھینچ لاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر فن میں اس کے ماہرین سے مدد لیا کرو۔

اے صاحبزادے! تم کمانے۔ کھانے۔ پینے اور نکاح کرنے کے لیے نہیں

پیدا کیے گئے۔ پس خیال کرو اور توبہ کرو۔ اور اپنے پاس موت کے فرشتہ کے آنے سے پہلے ہمارے نبی کریم۔ اور تمام نبیوں اور فرشتوں (ان سب پر درود و سلام ہو) کی طرف رجوع کرو۔ کہیں تمہیں آپکڑے اور تم اس بدعملی میں ہو۔ تم میں ہر شخص (شرعی) امر ونہی اور تقدیر سے آئی (مصیبتوں) پر صبر کرنے کا مکلف ہے۔ لوگوں کی اور پڑوسیوں کی تکلیفوں پر صبر کرو۔ اس واسطے کہ صبر میں بڑی بھلائی ہے۔ تم میں سے ہر شخص کو صبر کرنے کا حکم ہے اور تم سے اس بارہ میں اور تمہارے زیر اثر لوگوں کے بارہ میں پوچھ ہوگی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر شخص افسر ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کے زیر اثر لوگوں کے بارہ میں پرسش ہوگی۔ تقدیر کی تلخی کو (دور سمجھ کر) برداشت کرو۔ کہ یقیناً وہ شفا بن جائے گی۔ صبر پر بھلائی کی بنیاد ہے۔ فرشتوں کی آزمائش ہوئی تو انہوں نے صبر کیا۔ نبیوں کی آزمائش ہوئی تو انہوں نے صبر کیا اور نیک لوگوں کی آزمائش ہوئی تو انہوں نے صبر کیا۔ تم ان لوگوں کے تابع ہو تو ان کی طرح کا ہی کام کرو۔ اور ان ہی جیسا صبر کرو۔ دل جب صحیح ہو جاتا ہے تو نہ وہ مخالفت کی پرواہ کرتا ہے نہ موافق کی۔ نہ تعریف کرنے کی نہ برائی کرنے والے کی۔ نہ دینے والے کی اور نہ نہ دینے والے کی۔ نہ قریب کرنے والے کی نہ دور کرنے والے کی۔ نہ مقبول بنانے والے کی نہ دھکے دینے والے کی۔ کیونکہ صحیح دل تو توحید، توکل، یقین، ایمان اور خدائے بزرگ و برتر کی نزدیکی سے بھر جاتا ہے۔ وہ ساری مخلوق کو عاجزی۔ انکساری اور محتاجی کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ باوجود اس کے اپنے آپ کو کسی چھوٹے بچے سے بھی بڑا نہیں سمجھتا۔ کافروں، منافقوں اور نافرمانوں سے ملنے کے وقت اللہ واسطہ کی عزت سے درندہ بن جاتا ہے۔ نیک لوگوں۔ پرہیزگاروں اور محتاط لوگوں سے تواضع اور انکساری سے پیش آتا

ہے۔ جن کا یہ حال ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف کی ہے۔ چنانچہ صاحب عز و جلال نے فرمایا۔ کافروں کے لیے سخت گیر ہیں اور آپس میں نرم دل ہیں اس وقت یہ بندہ عام لوگوں کی سمجھ سے بالا ہو جاتا ہے۔ اور عالمِ ظہور سے ماورا اس (نرالی مخلوق سے) بن جاتا ہے جو خدائے بزرگ و برتر کے اس فرمان سے ظاہر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں پیدا کرتے ہیں جنہیں تم جانتے نہیں۔ یہ سب توحید، اخلاص اور صبر کا پھل ہوتا ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب (ہر تکلیف اور مصیبت پر) صبر کیا تو ساتویں آسمان پر بلائے گئے اور انہوں نے خدائے بزرگ و برتر کو دیکھا اور اس سے نزدیک ہوئے۔ اور یہ (عالی شان) عمارت صبر کی بنیاد کو مضبوط کرنے کے بعد ہی درست ہوئی۔ تمام خوبیاں صبر پر ہی مرتب ہوتی ہیں۔ اس واسطے خدائے بزرگ و برتر نے اس کو بار بار دہرایا اور اس حکم کی تاکید فرمائی۔ اے ایمان والو! صبر کرو۔ صبر دلایا کرو۔ اور جمے رہو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اے ہمارے اللہ! ہمیں صبر کرنے والوں اور ان کا قول میں۔ فعل میں۔ خلوت میں۔ جلوت میں۔ صورت میں۔ سیرت میں، ہر حال میں اچھی طرح اتباع کرنے والا بنا۔ اور ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دے اور آگ کے عذاب سے بچا۔

چوتھی مجلس :-

مرید توبہ کے سایہ کے نیچے کھڑا ہوتا ہے۔ اور "مراد" خدائے بزرگ و برتر کی عنایت کے سایہ تلے کھڑی ہوتی ہے۔ "مرید" چلا کرتا ہے "مراد" اڑا کرتی ہے۔ "مرید" دروازہ پر ہوتا ہے۔ اور "مراد" خلوت خانہ قرب کے دروازہ کے اندر ہوتی ہے۔ "مرید" مجاہدہ کر کے "مراد" بن جاتا ہے۔ بغیر عمل کے نزدیکی

چاہنے والا ہُوا پرست ہوتا ہے۔ ہم نے یہ بات شاذو نادر نہیں بلکہ اکثریت کے قاعدہ کے مطابق بیان کی ہے۔

اے صاحبزادے! آنحضرت موسیٰ۔ ہمارے نبی اور ان پہ اور تمام نبیوں پر درود وسلام ہو۔ کو کب قرب ومحبت نصیب ہوئی مصیبتیں اٹھانے اور مجاہدے کرنے کے بعد۔ جب فرعون کے گھر سے بھاگ نکلے۔ برسوں بکریاں چرانے کی محنت برداشت کی۔ تب دیکھا جو کچھ دیکھا۔ کتنی کچھ مصیبتیں جھیل کر نزدیکی کے قابل ہوئے۔ جب بھوک۔ پیاس اور غربت برداشت کی اور ان کا جوہر کھل گیا تب حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی کو ان کی بیوی بنایا۔ ان کو بھلائی عورت کے ذریعہ ملی۔ کہ یہی ان کی مشقت اور اپنی بکریاں چرانے کا سبب بنی۔ قصہ یہ ہُوا۔ آپ بھوکے تھے اور بھوک بھی اپنا کام کرچکی تھی۔ جب ان کی بکریوں کو پانی پلایا اور شرم نے درخت کے نیچے لا بٹھایا اور اس محنت پہ اجرت طلب کرنے سے باز رکھا۔ تو ازل کے لکھے نے ان کی کمر مضبوط کی اور خدا کی حفاظت نے مدد فرمائی۔ اور خدائے بزرگ و برتر کی نظرِ عنایات نے چست بنایا اور اپنے پروردگار محترم و معظم سے سوال کے لئے گویا ہوئے۔ چنانچہ انہوں نے عرض کیا۔ اے پروردگار! جو اچھی چیز مجھ پر اتاریں مَیں اس کا محتاج ہوں۔ اس طرح (دعا) کی حالت میں تھے کہ حضرت شعیبؑ کی بیٹی اپنے باپ کی اجازت لے کر آموجود ہوئی اور ان کو اپنے ساتھ لے گئی۔ جہاں اس کے والد تھے۔ انہوں نے حال پوچھا تو آپ نے ان کو پورا قصہ بیان کردیا۔ تب انہوں نے فرمایا۔ ڈرو نہیں۔ تم ظالم لوگوں سے بچ گئے ہو۔ پھر اپنی بیٹی سے شادی کردی۔ اور (اور مہر کی رقم کے بدلہ) بکریاں چرانے کے لیے رکھ لیا۔ تو فرعون کو بھول گئے اور اس میں دلالت محض رکھوالی اور چرانا نہیں تھا بلکہ وہ رات دن بکریوں کے ساتھ تھے۔ پس جنگل میں اس نہ بولنے والی مخلوق کے

ساتھ رہے۔ فقر و افلاس سے زہد اور خلوت سیکھی۔ پس ان کا دل سب سے پاک ہو گیا۔ اور ان دس برسوں میں ان کا کام پکا ہو گیا۔ فرعون کی بادشاہت ان کے دل سے نکل گئی اور جتنی دنیا اپنی تمام چیزوں کے ساتھ ان کے دل میں تھی سب نکل گئی۔ پس جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس مدت کو پورا کر دیا جو ان کے اور حضرت شعیب علیہ السلام، ہمارے نبی اور ان پر درود و سلام ہو۔ کے درمیان طے پائی تھی۔ اور اس عہد سے آزاد ہو گئے جو ان کے ذمہ تھا۔ اور خدائے بزرگ و برتر کا عہد یا اس کا حق ان کے دل میں باقی رہ گیا تو حضرت شعیب علیہ السلام سے رخصت ہوئے۔ اپنی بیوی کو ساتھ لیا اور مدین سے تین دن یا چند میل کی مسافت پر ان کی رات نے آلیا اور ان کی بیوی حاملہ تھی تو اسے دردِ زہ شروع ہو گئی تو اس نے ان سے آگ طلب کی کہ اس کی روشنی سے کام لیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چقماق پتھر پر رگڑا۔ تاکہ اس سے آگ نکالیں۔ اس سے کوئی چیز نہ نکلی۔ رات کافی ہو گئی اور اندھیرا زیادہ ہو گیا تو ان کو ہر جانب سے حیرت نے گھیر لیا۔ اور دنیا باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگ ہو گئی۔ اس راستہ میں اجنبی اور اکیلے رہ گئے۔ جسے وہ جانتے بھی نہیں اور ان کی بیوی اس تکلیف میں تھی۔ تو توسن لے ایک اونچی جگہ کھڑے ہو کر دائیں بائیں اور آگے پیچھے دیکھنے لگے کہ کوئی آواز سنیں یا کہیں آگ دیکھیں تو طور کی جانب ایک آگ دیکھی۔ اپنی بیوی سے فرمایا۔ چین سے رہو۔ اس واسطے کہ میں نے ایک آگ دیکھ پائی ہے۔ شاید میں تمہارے پاس اس میں سے کچھ لے آؤں۔ اور آگ والوں سے سیدھی راہ بھی جان لوں۔ پس جب آگ کے پاس آئے تو اپنی وادی کے کنارہ سے ایک پکار سنی۔ جب اس کے قریب ہوئے اور اس سے ایک شعلہ لینے کا ارادہ کیا تو بات ہی بدل

گئی۔ عادت رخصت ہوئی اور حقیقت کے سامان آموجود ہوئے۔ بیوی اور اس کی سب ضروریات کو بھول گئے۔ (اُدھر) ان کی بیوی کے پاس وہ (غیبی فرشتہ) آیا جس نے ان کا احترام کیا اور ان کے لیے سارا سامان تیار کر دیا اور جو درکار تھا فراہم کر دیا۔ تو ایک پکارنے والے نے ان کو پکارا۔ ایک مخاطب کرنے والے نے خطاب کیا اور ایک بات کرنے والے نے بات کی اور وہ خود اللہ تعالےٰ تھے۔ کہ وادی کے داہنی جانب کے کنارہ مبارک ٹکڑا سے ان کے دل کے درخت سے ان کو آواز سنائی اور فرمایا۔ اے موسیٰ۔ میں ہی اللہ رب العالمین ہوں۔ فرمایا کہ میں ہوں اللہ۔ یعنی فرشتہ نہیں ہوں۔ نہ ہی جن ہوں نہ ہی انسان ہوں۔ بلکہ پروردگارِ عالم ہوں۔ مطلب یہ کہ فرعون اپنی بات (انا ربکم الاعلیٰ) میں جھوٹا ہے میں تمہارا ربِ اکبر ہوں اور خدائی میرے ہی شایانِ شان ہے۔ خدا تو فقط میں ہی ہوں جو فرعون اور اس کے علاوہ مخلوق۔ جن۔ انسان۔ فرشتوں اور عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک کی کائنات کو پیدا کرنے والا ہوں۔ تمہارے زمانے کو جاننے والا ہوں۔ اور تمہارے اور قیامت تک آنے والی چیزوں کا جاننے والا ہوں۔ میں ان کا (بغیر مثال کے) پیدا کرنے والا ہوں۔ کس کی قدرت ہے۔ کہے۔ کہ میں اللہ ہوں۔ خدائے بزرگ و برتر بولنے والے ہیں گونگے نہیں ہیں۔ اس واسطے خدائے بزرگ و برتر نے اپنی کلام میں تاکید فرمائی اور موسیٰ علیہ السلام نے بول کر بات کی۔ اللہ تعالیٰ کے لیے کلام ثابت ہے جو سنا اور سمجھا جاتا ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کا کلام سنا۔ آپ کی جان نکلنے والی ہو گئی اور ہیبت کی وجہ سے منہ کے بل گر پڑے۔ اور ایسا کلام سنا جو پہلے کبھی نہ سنا تھا۔ آپ کو بشری کمزوری ہوئی اور اس نے گرا دیا۔ حق تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جس نے ان کو کھڑا کیا اور

اپنا ایک ہاتھ آپ کی چھاتی پر رکھا اور دوسرا پیٹھ کے نیچے رکھا تو کھڑا ہونے کے قابل ہوئے۔ عقل حاضر ہوئی۔ یہاں تک کہ اللہ کا کلام سمجھنے پوچھنے کے قابل ہوئے۔ مگر یہ قابلیت اس وقت ہوئی جب ان پر قیامت برپا ہوگئی اور زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پہ تنگ ہوگئی۔ پھر ان کو فرعون اور اس کی قوم کے پاس جانے کا حکم دیا۔ تاکہ ان کے لیے رسول ہوں۔ تب عرض کیا۔ اے پروردگار میری زبان کی گرہ کھول دیجئے تاکہ وہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور میری کمر میرے بھائی (ہارون علیہ السلام) کو میرے ساتھ رسالت عنایت کرنے سے مضبوط کیجئے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں لکنت تھی۔ صاف بات کرنے پر قدرت نہ تھی۔ اس واقعہ کی بنا پر جو اُن کو فرعون کے ساتھ بچپن کی حالت میں پیش آیا تھا۔ تو یہ حال تھا۔ کہ جب کوئی لفظ بولنا چاہتے۔ ٹھہرتے۔ اور اتنا عرصہ میں حرف نکالنے کی کوشش کرتے۔ جتنے میں دوسرا ستر لفظ ادا کر دے اور اس کا سبب بھی وہ واقعہ تھا۔ جو ان کو بچپن کی حالت میں فرعون کے گود میں پیش آیا تھا۔ فرعون کی بیوی حضرت آسیہ نے ان کو فرعون کے سامنے کیا اور اس سے کہا کہ یہ میرے تمہارے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ اسے قتل مت کرو۔ تو اس نے ان کو۔ لیا۔ اور چھاتی سے لگا کر چومنا چاہا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو داڑھی سے پکڑ لیا اور اس کو خوب ہلایا۔ اس پر فرعون نے کہا۔ یہی وہ بچہ ہے جس کے ہاتھوں پر میری سلطنت کا زوال ہوگا۔ میرے لیے اس کا قتل کرنا ضروری ہے۔ اس پر حضرت آسیہ نے کہا، یہ ننھا سا بچہ ہے۔ نہیں سمجھتا کہ کیا کرتا ہے۔ (جب فرعون کو اپنی ضد پر جما دیکھا) تو حضرت آسیہ نے مشورہ دیا کہ اس کے سامنے ایک موتی اور ایک انگارہ رکھ دو۔ پس اگر دونوں میں فرق سمجھے اور اپنے ہاتھ موتی کی طرف بڑھائے اور آگ سے ڈرے تو اسے قتل کر دیجئے۔

اور اگر دونوں میں فرق نہ سمجھے اور اپنے ہاتھ آگ کی طرف بڑھائے تو اسے قتل نہ کیجئے اور دونوں نے اس پر ایک دوسرے سے شرط لگائی۔ اور دونوں چیزیں ان کے سامنے لا رکھی گئیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ آگ کی طرف بڑھایا اور اس سے ایک چنگاری لے کر اپنے منہ میں رکھ لی۔ جس سے (زبان میں چھالا پڑ کر گرہ لگ گئی اور صاف) بولنا جاتا رہا۔ تب حضرت آسیہ نے کہا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ جو کرتا ہے اس کو سمجھتا نہیں۔ اور اپنے ارادہ سے نہیں کرتا۔ چنانچہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چھوڑ دیا اور خدائے بزرگ و برتر نے ان کی پرورش اس کے گھر میں کی۔ سبحان اللہ۔ زبان کی آزمائش کی اور اس سے ان کے لیے ہر غم۔ فکر اور تنگی کے کھلنے اور اس سے نکلنے کا سامان کر دیا۔ اللہ کا ارشاد ہے۔ جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے راستہ کھول دیتا ہے۔ اور اس کو ایسے طریقہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں اس کا خیال بھی نہیں جاتا۔ اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو اللہ اس کے لیے کافی ہوتا ہے یہ دل جب صاف اور صحیح ہو جاتا ہے تو خدائے بزرگ و برتر کی پکار کو اپنی چھ طرفوں سے سنتا ہے۔ ہر چیز کی پکار سنتا ہے۔ اور رسول اور ولی اور صدیق اس وقت اس کے نزدیک ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی زندگی اللہ سے نزدیکی والی بن جاتی ہے۔ اور اس کی موت اس سے دُور ہو جاتی ہے۔ اس کی خوشی اس سے راز و نیاز میں ہوتی ہے۔ اس وجہ سے ہر ایک چیز سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ نہ دنیا کے جاتے رہنے کی پرواہ کرتا ہے۔ نہ ہی بھوک۔ پیاس۔ بیماری اور ہر پیش آنے والی چیز کی پرواہ کرتا ہے۔ شریعت کے احکام پر جمے رہو۔ اس کی بدولت تمہارے لیے علم الٰہی سے پردہ اٹھ جائے گا۔ خدائے بزرگ و برتر نے تمہیں صبر کا حکم دیا ہے اور تمہیں عام طور پر یہ حکم دیا۔ حکم ان کے لیے

بھی ہے اور تمہارے لیے بھی۔ چنانچہ اللہ تعالٰی اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص طور پر صبر کا حکم دیا ہے اور تمہیں عام طور پر یہ حکم دیا ہے۔ چنانچہ اللہ نے فرمایا۔ آپ اس طرح صبر کیجئے جیسے اولوالعزم پیغمبروں نے صبر کیا۔ اے محمدؐ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اس طرح صبر کیجئے۔ جس طرح انہوں نے اپنے بیوی بچوں اپنے مال و اولاد اور مخلوق سے اپنی تکلیف پر میرے قضا و قدر کے فیصلوں پر صبر کیا تھا۔ چنانچہ ان سب چیزوں کا (نہایت قوت اور) برداشت کے ساتھ مقابلہ کیا۔ تم میں کتنی کم برداشت دیکھتا ہوں۔ تم سے کوئی اپنے کسی دوست کی بھی ایک بات برداشت نہیں کرتا۔ اور نہ ہی اس کے عذر کو مانتا ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی پیروی کرنے کے لیے اخلاق و افعال سیکھو اور آپ کے نقشِ قدم پر چلو۔ شروع کے بوجھ پر صبر کرو کہ آخر میں راحت نصیب ہو۔ شروع میں تنگی ہُوا کرتی ہے مگر آخر میں سکون۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (شروع میں۔ نبوت سے پہلے) خلوت محبوب تھی۔ ایک دن آپ کو ایک آواز سنائی دی۔ کوئی پکارتا ہے۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سو آپ اس آواز سے بھاگے۔ اور نہ جانا کہ یہ کیا ہے۔ ایک زمانہ اس حالت میں رہے۔ پھر جانا۔ کہ وہ کیا ہے۔ تو جمے رہے۔ بعد میں جب یہ آواز بند ہو گئی تو آپ کا دل تنگ ہُوا۔ اور (گھبرا کر) پہاڑوں میں گھومنے لگے۔ پس قریب تھا کہ آپ اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا دیں[1]۔ پہلے بھاگا کرتے تھے اور پھر (بعد میں) اس کو خود ڈھونڈا

---

[1] یہ ارادہ خودکشی نہیں۔ جو عصمت کے خلاف ہو۔ بلکہ وجد و غلبہ حال کی ایک غیر اختیاری حالت ہوتی ہے جو وقوع میں بھی آئے تو بدن کو ذرہ برابر نقصان نہیں دیتی۔ اقطاب و اغواث پر یہ حال گزرتا ہے اور وہ جوشِ محبتِ الٰہیہ میں پہاڑ سے گرتے ہیں تو زمین پر ایسے آ پڑتے ہیں جیسے ہَوا میں پرند یا دریا میں مچھلی۔

کرتے تھے۔ ابتدا میں اضطراب تھا اور انتہا میں سکون۔ مرید (اپنے محبوب کا)
طالب ہوتا ہے۔ اور مراد (خود محبوب کا) مطلوب بنتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام
طالب تھے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مطلوب تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام
اپنے وجود کے سایہ کے نیچے رہے اور طور سینا کے پہاڑ پر دیدارِ الٰہی کے طالب
ہوئے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ مطلوب تھے۔ بلا مانگے دیدار ملا۔
اور شوق اور درخواست کے بغیر نزدیک کیے گئے۔ اور تونگری کی استدعا کے بغیر
تونگر بنا دیئے گئے۔ اور آپ نے (دوسروں سے) چھپائی چیزوں کو بلا طلب
کے دیکھا حضرت موسیٰ، ہمارے نبی اور ان پر درود وسلام ہو۔ نے دیدارِ الٰہی
طلب کیا عطا نہ کیا گیا۔ اور سینا میں (بے ہوش ہوکر) گر پڑے۔ شاید ایسی
چیز کے مانگنے کی پاداش میں جو ان کے لیے دنیا میں مقدر نہ کی گئی تھی۔ اور
ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حُسن ادب برتا اور اپنی قدر کو سمجھا
(کہ اللہ کا غلام ہوں۔ آقا سے دیدار کی طلب بے ادبی ہے) تواضع اور انکساری
کی اور بے تکلفی نہیں کی تو وہ چیز عطا ہوئی جو اوروں کو عطا نہ ہوئی۔ اس لیے
کہ آپ نے اللہ کے سوا ہر چیز کو بھلا دیا۔ اور موافقت اختیار کی۔ حرص بُری
چیز ہے۔ خدائے بزرگ و برتر نے جو تمہارے لیے تجویز کر دیا اس پر قناعت کرو
اور راضی ہو جاؤ۔ جس نے صبر کیا (اللہ تک) پہنچ گیا۔ جس نے صبر کیا اس کا
دل غنی ہوا اور اس کا فقر جاتا رہا۔ خلوت اختیار کرو کہ عبادت اور اخلاص
پر قدرت پاؤ گے۔ بُرے ساتھیوں کے بجائے تنہائی بہتر ہے۔ ایک بزرگ
سے منقول ہے کہ ان کے پاس ایک کتا پلا ہوا تھا۔ کسی نے پوچھا کہ اپنے پاس
اس کتے کو کیوں رکھ چھوڑا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بُرے ساتھی کی نسبت اچھا
ہے۔ نیک لوگ خلوت کیوں پسند نہ کریں۔ جبکہ ان کے دل اپنے خدائے بزرگ و

برتر کی محبت سے لبریز ہوتے ہیں۔ اور مخلوق سے کیوں نہ بھاگیں جبکہ ان کے دل اپنے نفع اور نقصان پر نظر کرنے سے غائب ہو چکے ہوتے ہیں اور نفع اور نقصان کو اپنے خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے سمجھنے لگتے ہیں۔ قربِ الٰہی کی شراب ان کو زندہ کرتی ہے۔ اور غفلت ان کو مارتی ہے۔ شریعت ان کو گویائی دیتی ہے۔ اور بھیدوں سے واقف ہونا ان کو رُلاتا ہے۔ مخلوق کے نزدیک تم ان کو دیوانے سمجھتے ہو۔ مگر اپنے خدائے بزرگ و برتر کی نسبت سے وہ عقل و حکمت اور علم و فہم والے ہوتے ہیں۔ جو زاہد بننا چاہے ایسا بنے ورنہ تو مشقت میں نہ پڑے۔

اے تکلف و تصنع کرنے والے۔ تم جس چیز میں ہو۔ یہ سب بکواس ہے نفس۔ خواہش۔ جہالت۔ نظرِ بد خلق کے ہوتے ہوئے دن کا روزہ رکھتے۔ رات کو کھڑے ہونے اور کھانے اور پہننے میں روکھاپن اختیار کرنے سے بات نہیں بنتی۔ اور یہ تو محض سب چیزوں سے بے تکلفی سے حاصل ہوتی ہے۔ اخلاص اختیار کر۔ (ریا و خلق سے) خلاصی پاؤ گے۔ اصلی بات پر غور کرو۔ (کہ مالک اور وہی ایک ہے) تو بے شک اخلاص نصیب ہو جائے گا۔ سچے بنو۔ پہنچ جاؤ گے۔ اور نزدیک ہو جاؤ گے۔ اپنی ہمت بلند رکھو۔ یقیناً بلندی پاؤ گے۔ خود کو ہر حال میں اللہ کے حوالہ کرو۔ سلامت رہو گے۔ (امرِ مقدر) کی موافقت کرو۔ یقیناً تمہاری بھی موافقت کی جائے گی۔ (یعنی جو مانگے گا۔ ملے گا) تو (تقدیرِ الٰہی) پہ راضی ہو جا۔ یقیناً تمہارے سے اللہ راضی ہو جائے گا۔ شروع تو کرو۔ یقیناً اللہ پورا کر دے گا۔ اے اللہ! ہمارے دنیا اور آخرت کے سب معاملات کا کفیل اور کارساز بن جا۔ اور ہمیں خود ہمارے سے بچا۔ اور نہ ہی اپنی مخلوق میں سے کسی کے حوالہ نہ فرما۔ اور ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی دے اور آگ کے

عذاب سے بچا۔

پانچویں مجلس :-

اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک کلام میں فرمایا جھوٹا ہے جو میری محبت کا دعویٰ کرے۔ مگر جب اس پر رات آئے تو سو جائے۔ (یعنی تہجد کی نماز کے لیے اٹھنے کا ارادہ بھی نہ کرے)۔ اگر تو خدائے بزرگ و برتر کے پیاروں میں سے ہو گا تو ضرور اٹھ کھڑا ہو گا۔ اور سونا غلبہ ہی کے وقت ہو گا۔ محب محنت میں رہتا ہے اور محبوب راحت میں۔ محب طالب ہوتا ہے۔ (اس لیے محبوب کی طلب میں سرگرداں رہتا ہے) اور محبوب مطلوب ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ جبرائیل علیہ السلام سے فرماتے ہیں کہ اے جبریل! فلاں کو جو کہ محب ہے (تہجد کے لیے) اٹھا دو۔ اور فلاں کو جو کہ محبوب ہے۔ سلا دو۔ چونکہ اس نے میری محبت کا دعویٰ کیا ہے۔ ضروری ہے کہ میں اس کو آزماؤں اور اس کو اس کی جگہ کھڑا کروں تاکہ میرے سوا اوروں کے ساتھ اس کی ہستی کے تمام پتے گر جائیں۔ لہٰذا اس کو اٹھاؤ۔ تاکہ اس کے دعویٰ کی دلیل ظاہر ہو جائے۔ اور اس کی محبت ثابت ہو جائے۔ اور فلاں کو جو کہ محبوب ہے۔ سُلا دو۔ کہ وہ دیر تک مشقت اٹھا چکا ہے اور اس کے پاس میرے سوا کسی اور کا کوئی حصّہ باقی نہیں رہا اور اس کی محبت میرے ساتھ صحیح ہو گئی ہے اور ثابت ہو گئی ہے۔ اب میری نوبت آئی ہے اور میری وعدہ وفائی کا نمبر آیا ہے۔ وہ (میرا) مہان ہے اور مہمان سے خدمت اور محنت نہیں لی جاتی۔ اس کو میری آغوشِ لطف میں سلا دو۔ اور اس کو میرے دسترخوانِ فضل پر بٹھا دو۔ اور اس کو میرے قرب سے مانوس کرو۔ اس کی محبت صحیح ہو گئی ہے۔

جب محبت صحیح ہو جاتی ہے تو تکلیف زائل ہو جاتی ہے۔ دوسری طرح یہ ہے کہ فلاں کو سلا دو کہ وہ میری عبادت کر کے مخلوق کو متوجہ کرنا چاہتا ہے۔ فلاں کو اٹھا دو۔ چونکہ وہ میری عبادت سے میری ذات (خوشنودی) چاہتا ہے۔ فلاں کو سُلا دو کہ مَیں اس کی آواز سننی ناپسند کرتا ہوں۔ اور فلاں کو اٹھا دو کہ مَیں اس کی آواز سننی پسند کرتا ہوں۔ محب محض اس وقت محبوب بنتا ہے جبکہ اس کا دل خدائے بزرگ و برتر کے علاوہ سے پاک ہو جائے۔ پھر اللہ کو چھوڑ کر اس کے غیر کی طرف آنے کی تمنا جاتی رہتی ہے۔ اس مقام پر دل کا پہنچنا اس وقت ہوتا ہے کہ تمام فرائض ادا کرے۔ حرام اور شبہ والی چیزوں سے رُک جائے اور نفس، شہوت اور وجود کے تقاضوں سے جائز اور حلال چیزوں کے کھانے کو بھی چھوڑ دے۔ اور پوری احتیاط اور پورا زہد استعمال میں لائے اور یہ خدائے بزرگ و برتر کے علاوہ سب کو چھوڑنا ہے۔ نفس۔ شہوت اور شیطان کی مخالفت کرنا ہے اور مخلوق کو دل کو اس طرح پاک کر لینا ہے کہ تعریف اور بُرائی ملنا اور نہ ملنا اور پتھر اور ڈھیلے سب برابر ہو جائیں۔ اس کی پہل یہ گواہی دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور اخیر یہ ہے کہ پتھر اور مٹی یعنی چاندی سونا اور مٹی کنکر سب برابر ہو جائیں۔ جس کا دل صحیح ہو جائے اور اپنے خدائے بزرگ و برتر سے واصل ہو جائے اس کے نزدیک پتھر اور مٹی۔ تعریف اور برائی۔ بیماری اور تندرستی۔ ناداری اور مالداری اور دنیا کی توجہ اور بے رخی سب برابر ہو جاتی ہے اور جس کو یہ بات نصیب ہو اس کا نفس اور خواہش مر جاتی ہے۔ اور طبیعت کی تیزی ماند ہو جاتی ہے اور اس کا شیطان مطیع ہو جاتا ہے۔ دنیا اور اہلِ دنیا کو حقیر سمجھتا ہے اور اس کا دل مخلوق کے اندر رہتے اندر ہی اندر سرنگ بنا لیتا ہے جس میں چل کر خالق تک پہنچ جاتا ہے۔ دائیں بائیں سے سب ہٹ جاتے ہیں۔

اور الگ ہو کر اس کے لیے راستہ چھوڑ دیتے ہیں ۔ اس کی سچائی اور ہیبت سے بھاگتے ہیں ۔ اس وقت وہ عالم ملکوت میں سردار کے نام سے پکارا جاتا (اور افسر خلق قطب یا غوث قرار دیا جاتا) ہے ساری مخلوق اس کے دل کے قدموں کے نیچے ہوتی ہے اور اس کے سایہ میں پناہ پکڑتی ہے (اے ریاکار واعظ) تم اس ہوس میں مت پڑو ۔ جو بات تمہاری نہیں اور نہ تمہارے پاس ہے اس کا دعویٰ مت کرو ۔ تمہارا تو یہ حال ہے کہ تمہارا اپنا نفس تم پر غلبہ کیے ہوئے ہے ۔ خدائے بزرگ و برتر کی نسبت مخلوق اور دنیا تمہارے نزدیک بڑی ہے ۔ تم اللہ والوں کی قطار اور شمار سے خارج ہو ۔ اگر تمہیں اس چیز تک پہنچنے کی چاہت ہے جس کی طرف میں نے اشارہ کیا اور تمام چیزوں سے اپنے دل کو پاک کرنے میں مشغول ہو جاؤ ۔ تمہارا تو حال یہ ہے کہ اگر ایک نوالہ تمہارے ہاتھ سے جاتا رہے یا تمہارا ایک دانہ ضائع ہو جائے یا ذرا آبرو کو بٹہ لگ جائے تو تمہارے لیے قیامت برپا ہو جاتی ہے اور اپنے خدائے بزرگ و برتر پر اعتراض کرنے لگ جاتے ہو اور تمہارا غصہ اپنے بیوی اور بچوں کو پیٹ کر اترتا ہے اور اپنے دین اور نبی کو بھول جاتے ہو ۔ اگر تم بیدار اور صاحبِ نظر لوگوں میں سے ہوتے تو تم اللہ تعالیٰ کے سامنے گونگے بن جاتے اور اپنے سارے افعال اپنے حق میں نعمت اور اپنی طرف نظر (کرم) سمجھتے ۔ یاد کرو ۔ بھوکوں کی بھوک کو ۔ ننگوں کے ننگ کو ۔ بیماروں کی بیماری کو اور قیدیوں کی قید کو (کہ وہ لوگ کیسی کیسی سخت مصیبتوں میں مبتلا ہیں) تو تمہارے لیے تمہاری اپنی بلا ہیچ ہو جائے گی ۔ قیامت کی ہولناکیوں اور قبروں کے مُردوں کو یاد کرو اپنے بارہ میں اللہ کے علم کو اور اپنی ذات پر اس کی (فضل و کرم اور غیض و غضب) کی نگاہوں کو اور یاد کرو ازلی تحریر کو تاکہ (ان باتوں کے تصور سے) تمہیں شرم آنے

لگے۔ جب کسی کام میں تنگی پیش آئے تو اپنے گناہوں کو سوچا کرو اور ان سے توبہ کیا کرو۔ اور اپنے نفس سے کہا کرو کہ تمہارے گناہ کی وجہ سے ہی خدائے بزرگ و برتر نے تمہیں تنگی دی ہے۔ جب تم گناہوں سے توبہ کرو گے اور حق تعالےٰ سے ڈرو گے تو وہ تمہارے لیے ان سب سے اور ہر تنگی سے نکلنے کی راہ بنا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے (مصیبت سے چھٹکارے کی) راہ نکال دیتے ہیں۔ اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتے ہیں جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے وہ اس کے لیے کافی ہو جاتے ہیں۔ عقلمند وہ ہے جو (محبّت کے دعویٰ) میں سچا ہے اور جھوٹوں سے اپنی سچائی کی وجہ سے ممتاز ہو جائے۔ اور کفر کے بدلہ سچائی کو فرار کے بدلہ قرار کو۔ بے رُخی کے بدلے توجہ کو۔ بے صبری کے بدلہ صبر کو۔ ناشکری کے بدلہ شکر کو۔ ناراضی کی جگہ رضا کو۔ لڑائی جھگڑے کی جگہ موافقت کو اور شک کی بجائے یقین کو اختیار کرے۔ جب تم (مقدر کی باتوں میں) موافقت کرو گے اور چوں وچراں نہ کرو گے۔ شکر کرو گے اور نہ شکری نہ کرو گے۔ راضی رہو گے ناراض نہ ہو گے اور مطمئن ہو گے اور شک نہ کرو گے (تو تمہاری ہر تکلیف میں) تمہیں کہا جائے گا۔ کیا اللہ اپنے بندہ کو کافی نہیں؟

یہ سب حالات جن میں سے تم گزر رہے ہو اور قائم ہو۔ (اللہ کی نظروں سے گرے ہوتے ہیں) اور ان میں سے کسی ایک پر بھی اللہ نگاہ نہ کریں گے۔ یہ چیز (کہ اللہ کی رحمت کی نظر پڑے) بدن کے اعمال سے حاصل نہیں ہُوا کرتی۔ یہ تو محض دل کے اعمال سے حاصل ہُوا کرتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پڑھو کہ اللہ تعالےٰ ایمان والوں کو دنیا کی زندگی اور آخرت میں پکی بات پر ثابت قدم رکھتے ہیں اور یہ ارشاد کہ تجھے دشمنوں سے بچانے کیلئے

اللہ کافی ہے اور وہ سننے جاننے والا ہے۔ اور یہ ارشاد کہ اللہ بندہ کو کافی نہیں ہے؟۔ اور کثرت سے لاحول پڑھو کہ سوائے اللہ برتر و باعظمت کے نہ کسی میں طاقت ہے نہ زور۔ اور استغفار اور سبحان اللہ کا وِرد رکھو اور خدائے بزرگ و برتر کو سچے دل سے یاد کرو۔ کہ لشکرِ آفات نفس۔ شہوت اور شیطان کی فوجوں سے مامون رہو۔ مَیں تمہیں کتنا سمجھاتا ہوں مگر تم نہیں سمجھتے۔ جس کو اللہ ہدایت دے۔ تو اسے کوئی نہیں بھٹکا سکتا اور جس کو وہ بھٹکا دے تو اسے کوئی راہ پر نہیں لا سکتا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گمراہوں کا ہدایت پانا بہت پسند تھا۔ اور (ہر وقت) اس کی تمنا تھی۔ پس اللہ تعالےٰ نے ان کو وحی بھیجی۔ جسے آپ محبوب سمجھیں۔ آپ اسے ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ جسے چاہے ہدایت دے۔ چنانچہ اس وقت آپ نے فرمایا کہ مَیں ہدایت کے لیے بھیجا گیا ہوں مگر ہدایت میرے اختیار میں نہیں۔ اور ابلیس گمراہ کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ مگر گمراہی اس کے اختیار میں نہیں۔ اللہ کی کتاب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پیروی کرنے والوں کا یہ عقیدہ ہے کہ تلوار بذاتِ خود (کسی چیز کو) نہیں کاٹ سکتی بلکہ اللہ تعالیٰ اس کے (ذریعہ سے) کاٹتے ہیں۔ اور آگ بذاتِ خود نہیں جلا سکتی۔ بلکہ اللہ تعالےٰ اس کے (واسطہ سے) جلانے والے ہیں۔ اور کھانا بذاتِ خود (بھوکے کا) پیٹ نہیں بھر سکتا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ اس کے (ذریعہ سے) پیٹ بھر دیتے ہیں۔ اور پانی بذاتِ خود (پیاسے کو) سیراب نہیں کر سکتا بلکہ اللہ تعالےٰ اس کے (ذریعہ سے) سیراب کرتے ہیں۔ اور یہی حال مرفوع کی ہر چیز کا ہے اس میں اور اس سے تصرف فرمانے والے اللہ تعالیٰ ہی ہیں اور یہ سب چیزیں ان کے سامنے ہیں۔ ان سے جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ۔ ہمارے نبی اور ان پر درود و سلام ہو کہ جب آگ میں پھینکا گیا اور اللہ تعالےٰ نے چاہا کہ

یہ اس سے نہ جلیں تو یہ ان پر ٹھنڈی ہوگئی اور سلامتی والی بنا دی۔ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن (پل صراط پر سے گزرنے کے وقت) دوزخ کہے گی۔ اے ایمان والے! جلدی گذر جاؤ۔ کہ تمہارا نور میرے شعلوں کو بجھائے جاتا ہے۔ کمینہ کو لاٹھی سے پیٹنے کی ضرورت ہوتی ہے اور شریف کو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ اے اللہ کے بندو! پانچ نمازوں کو ان کے وقت پر اور ارکان و شرائط کے ساتھ ادا کرنے کا اہتمام کرو۔ اور کسی نماز سے غافل نہ ہو۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا کہ ان نمازیوں کے لیے تباہی ہے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم۔ (جن کے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی) انہوں نے نماز کو ترک نہیں کیا تھا۔ ہاں وقت سے مؤخر کر دیا تھا۔ توبہ کرو۔ اللہ تمہارے پر رحم فرمائے۔ اور اپنی توبہ میں توبہ قبول کرنے والے سے ڈرو۔ گزشتہ کوتاہی سے توبہ کرو۔ اور نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کرنے سے توبہ کرو۔ اے شیطان کی چال اور فریب میں آنے والو۔ اور اے شیطان کے دھوکہ میں پھنسنے والو۔ (کہ وقت کی تاخیر کے حیلے بہانوں پر خود کو معذور سمجھ لیتے ہو) اس کے آگ کے عذاب کو یاد کر کے نافرمانی نہ کرو۔ اس (ذات) سے غرور نہ کرو۔ جو دنیا میں (بطور عذاب) اندھا، بہرا، لنجا۔ بے صبر محتاج اور سخت دل مخلوق کا ضرورت مند بنا دیتی ہے اور آخروی عذاب دوزخ ہے اور یہ سب نافرمانیوں اور لغزشوں کی شامت ہے۔ ہمیں اللہ اپنے انتقام۔ اپنی گرفت۔ اپنی پکڑ۔ اپنی گرفت و غضب سے اپنی پناہ میں رکھے۔ اے اللہ! ہمیں معاف فرما۔ اور ہمارے ساتھ حلم و کرم کا برتاؤ فرما۔ نہ کہ عدل کا۔ اور ہمیں اپنی موافقت نصیب فرما۔ (کہ تیری تجویز اور تقدیر پر بے صبر نہ بنیں) آمین۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ حق تعالٰے نے جہنم میں سپاہیوں کی ایک کثیر جماعت پیدا کی ہے جن کے ذریعہ سے اپنے دشمنوں کافروں سے انتقام لے گا۔ پس جب کسی کافر کو پکڑنا چاہے گا تو فرمائے گا۔ اسے پکڑلو۔ جس پر ستر ہزار سپاہی جھپٹیں گے اور جس کے ہاتھ میں وہ آپڑے گا تو اس طرح پگھل جائے گا جیسے آگ پر چربی پگھلتی ہے تو اس کے جسم میں سوائے چکناہٹ کے کچھ باقی نہ رہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ دوسرا جسم دے دیں گے تو وہ اس کے گلے میں طوق اور پاؤں میں آگ کی بیڑی ڈال دیں گے اور اس کے سر پیروں کے ساتھ ملا کر باندھ دیں گے۔ پھر جہنم میں جھونک دیں گے۔ کسی پوچھنے والے نے "خواطر" دل میں گزرنے والی باتوں کے متعلق سوال کیا۔ (یعنی کس بات کو اللہ کا الہام سمجھا جائے) تو آپ نے جواب دیا۔ تم کیا سمجھے، کہ خاطرِ حق کیا چیز ہے۔ تمہارے "خواطر" تو سب شیطان اور طبیعت اور تقاضا نفس اور دنیا کی طرف سے ہیں، تمہارے دل میں وہی پڑے گا جس کا تمہیں ہر وقت دھیان رہے گا۔ تمہارے "خواطر" بھی تمہارے تفکرات ہی کی جنس سے ہیں۔ وہ کام کیا دے سکتے ہیں۔ خاطرِ حق تو محض اسی دل میں آتا ہے جو ماسوائے اللہ سے خالی ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالٰے نے فرمایا :-

جس کے پاس ہم نے اپنی چیز[ل] پائی ہے۔ جب تمہارے پاس اللہ اور اس کی

[ل] حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو پاس رکھنے کی تدبیر میں جب پیالہ ان کی خرجی میں رکھوا دیا۔ اور برادرانِ یوسفؑ کے قافلہ کو روکا گیا کہ تم چور ہو۔ تلاشی دلاؤ۔ اور پیالہ بنیامین کے اسباب میں سے برآمد ہوا تو بھائیوں نے درخواست کی کہ ان کے بدلہ ہم میں سے کسی کو رکھ لو۔ تو اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کے پاس سے ہمارا مال برآمد ہوا ہے سزا کے طور پر اسے ہی روکا اور رکھا جائے گا۔ دوسروں کو نہیں۔

یاد ہو، تو لامحالہ تمہارا دل اس کے قرب سے لبریز ہو جائے گا۔ خاطرِ شیطان، خاطرِ دنیا اور خاطرِ ہویٰ تمہارے پاس سے بھاگ جائے گا۔ جب تم خاطرِ نفس۔ خاطرِ ہویٰ۔ خاطرِ شیطان اور خاطرِ دنیا سے رُخ پھیر لو گے تو تمہارے پاس خاطرِ آخرت۔ پھر خاطرِ نیکی اور پھر سب سے آخر میں خاطرِ حق آئے گا کہ منتہا وہی ہے۔ اے لوگو! خدائے بزرگ و برتر تمہیں نعمتیں اس لیے بخشتا ہے تاکہ دیکھے۔ تم شکر کرتے ہو یا ناشکری؟ آشنا بنتے ہو یا ناآشنا۔ اطاعت کرتے ہو یا نافرمانی۔ ایسے مت بنو۔ کہ (دنیا میں) تعریف پھیلی ہوئی ہو۔ اور (باطن میں) عیب چھپا ہوا ہو۔ اس (تعریف) پر مت پھولو۔ کہ عنقریب رسوائی پیش آئے گی۔ یا تو جلدی ہی (دنیا میں) یا بدیر (آخرت میں۔ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے۔ اے اللہ! آپ نے مجھے میری حیثیت سے زیادہ دیا ہے اور میری شہرت و تذکرہ کو لوگوں میں پھیلا دیا ہے۔ اے اللہ! قیامت کے دن مجھے ان کے سامنے رسوا نہ کیجئے گا کیونکہ مجھ میں عیب چھپا ہوا ہے اور شہرت پھیلی ہوئی ہے۔ (اگر عیب کو ظاہر فرما دیا تو ثنا خوانوں میں بڑی ذلت ہوگی)۔ تمہارے نفاق۔ تمہارے لسانیت۔ تمہارے لہو و لعب۔ تمہارے چہرہ کے زرد بنانے، گدڑی میں پیوند لگانے اور تمہارے کندھے اور کپڑے سکیڑنے سے حق تعالیٰ کی طرف سے کچھ ہاتھ نہ پڑے گا۔ یہ (بزرگ بننے کی باتیں) سب تمہارے نفس، تمہارے شیطان۔ تمہارے مخلوق سے شرک کرنے اور ان سے دنیا طلب کرنے کی بنا پر ہیں۔ دوسروں کے ساتھ حسنِ ظن رکھو اور اپنے نفس کے ساتھ سوءِ ظن۔ اور اپنے آپ کو حقیر سمجھو اور اپنے حال کو چھپاؤ۔ اور اسی پر قائم رہو۔ یہاں تک کہ (اللہ ہی کی طرف سے) تمہیں حکم دیا جائے کہ جو نعمت تمہیں اللہ نے دی ہے۔ اسے ظاہر کرو۔ (یعنی ارشاد و ہدایت کی کھلی مسند پر بیٹھو۔) حضرت شمعون رحمۃ اللہ علیہ سے جب کسی کرامت کا ظہور

ہوتا۔ تو فرمایا کرتے۔ یہ دھوکا ہے۔ یہ شیطان کی طرف سے ہے۔ (تاکہ میں اپنے آپ کو بزرگ سمجھ بیٹھوں) یہاں تک کہ ان کو ارشاد ہوُا۔ کہ تم کون۔ تمہارا باپ کون بس ہماری نعمت کا اظہار کرو۔ (یعنی اتنا انکسار اور اتنی بدظنی مت کرو) اے (اللہ کی) محبت رکھنے والو۔ اے ارادت رکھنے والو۔ ڈرو۔ کہیں حق تعالیٰ (کا دامن) تمہارے ہاتھ سے چھوٹ جائے۔ اگر یہ ہاتھ سے چھوٹا۔ تو ہر چیز ہاتھ سے چھُوٹی۔ حضرت عیسیٰ۔ ہمارے نبی اور ان پر درود و سلام ہو۔ کی طرف اللہ نے وحی فرمائی۔ اے عیسیٰ! (علیہ السلام) اس سے ڈرو کہ میں تمہارے ہاتھ سے چھوٹ جاؤں۔ اگر میں تمہارے ہاتھ سے چھُوٹا۔ تو ہر چیز تمہارے ہاتھ سے چھُوٹی۔ اور حضرت موسیٰ اور ہمارے نبی پر درود و سلام ہو نے اپنے خدائے بزرگ و برتر سے دعا کے دوران عرض کیا۔ اے پروردگار! مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ ارشاد فرمایا گیا کہ تمہیں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ میرے ہو جاؤ۔ اور مجھے ہی چاہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سوال کو چار مرتبہ دہرایا۔ اور ہر مرتبہ جواب وہی فرمایا اور ان کو پہلے کی طرح جواب دیا۔ نہ ان کو یہ فرمایا کہ طالب دنیا بنو۔ نہ ان کو یہ فرمایا کہ طالب آخرت بنو۔ بلکہ یہ فرمایا کہ میں تمہیں اپنی اطاعت کی نصیحت کرتا ہوں۔ اپنی توحید کی نصیحت کرتا ہوں اور خالصتاً ہر عمل اپنے لیے (کرنے کی نصیحت کرتا ہوں) اور تمہیں اپنے ماسوا سے رخ پھیر لینے کی نصیحت کرتا ہوں۔

اے فقر والو! اپنے فقر پر صبر کرو۔ تمہیں دنیا اور آخرت میں تونگری نصیب ہو گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ فقر اور صبر کرنے والے قیامت کے دن اللہ کے ساتھ بیٹھنے والوں میں سے ہیں۔ فقر اور صبر والے آج اپنے دلوں سے اور کل (قیامت میں) اپنے جسموں سے

اللہ کے ساتھ بیٹھے ہوں گے۔ فقر والے اللہ تعالیٰ کے ہو کر اسی پر انحصار رکھتے ہیں، نہ کہ اس کے سوا کسی اور پر۔ ان کے دل اس سے مطمئن اور منقاد ہوتے ہیں کسی اور کو قبول نہیں کرتے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ، ہمارے نبی اور ان پر درود و سلام ہو۔ کے بارہ میں فرمایا۔ ہم نے ان پر (ان کی ماں کے سوا) دوسری چھاتیوں کو پہلے ہی سے ممنوع قرار دیا تھا۔ جب دل صحیح ہو جاتا ہے تو حق تعالےٰ کو پہچان لیتا ہے تو اور کو اوپرا سمجھتا ہے۔ اور اللہ ہی سے مانوس ہوتا ہے اور دوسروں سے وحشت کھاتا ہے اور اللہ کے ساتھ رہنے سے راحت پاتا ہے اور دوسروں کے ساتھ ہونے میں تکلیف اٹھاتا ہے۔

اے لوگو! موت اور موت کے بعد کے واقعات یاد کرو۔ دنیا اور فنا ہونے والی چیزوں کو جمع کرنے کی حرص چھوڑ دو۔ اپنی آرزوؤں کو کوتاہ کرو۔ اور حرص کو کم کرو۔ سب سے زیادہ نقصان دینے والی چیز بڑی آرزو اور زیادہ حرص ہی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جب انسان مرتا ہے اور اپنی قبر میں داخل ہو جاتا ہے تو چار فرشتے اس کی قبر کے کنارے آتے ہیں۔ ایک فرشتہ سر کی جانب کھڑا ہوتا ہے، اور ایک فرشتہ دائیں جانب اور ایک فرشتہ بائیں جانب اور ایک فرشتہ اس کے پیروں کے پاس۔ تو جو اس کے سر کی طرف ہوتا ہے، کہتا ہے۔ اے انسان! جاتے رہے اموال اور باقی رہ گئے اعمال۔ اور اس کی دائیں جانب والا کہتا ہے۔ پوری ہو گئیں مدتیں۔ اور باقی رہ گئیں امیدیں۔ اور بائیں جانب والا کہتا ہے۔ گذر گئیں لذتیں باقی رہ گئیں مشقتیں۔ اور اس کے پیروں کے پاس والا کہتا ہے۔ اے انسان! مبارک ہو تمہیں اگر تم نے کمائی کی ہے حلال۔ اور عطا کی گئی ہے تمہیں مجال۔ اے لوگو! ان واعظوں سے نصیحت سیکھو۔ اور خصوصاً اللہ اور اس کے رسولوں (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے واعظوں سے۔

اے میرے اللہ! گواہ رہو۔ میں تمہارے بندوں کو نصیحت کرنے میں انتہا کر رہا ہوں۔ اور ان کی اصلاح کے لیے پوری کوشش کر رہا ہوں۔ اے عبادت خانوں اور خانقاہوں والو! آؤ اور میری باتیں سنو۔ چاہے ایک ہی حرف۔ ایک دن یا ایک ہفتہ میری صحبت میں رہو۔ کیا عجب ہے۔ کوئی بات سیکھ لو۔ جو تم کو فائدہ بخشے۔ تم سے اکثر ہوس میں مبتلا ہیں۔ کہ تم عبادت خانوں میں بیٹھ کر مخلوق کی پوجا کر رہے ہو۔ یہ بات محض جہالت کے ساتھ خلوتوں میں بیٹھنے سے حاصل نہیں ہوتی، علم اور علماء کی تلاش میں اتنا چلو کہ چلنے کی سکت نہ رہے۔ اتنا چلو۔ اور طاقت رفتار جواب دے بیٹھے۔ پھر جب تھک جاؤ تو پہلے اپنے ظاہر کاموں سے بیٹھ جاؤ اور پھر اپنے باطن سے اور پھر اپنے دل سے اور پھر اپنے اندر سے (کہ اپنے آپ کو عاجز پاکر اللہ کی رہبری پر نظر ڈالیں گے) جب ظاہر اور باطن تھک کر بیٹھ جاؤ گے تب اللہ تعالیٰ کا قرب اور وصول تمہارے طرف آئے گا۔ تمہیں اذان کا حق حاصل نہیں جبکہ (ابھی) تم انڈوں میں بچوں کی (مانند) ہو۔ تمہیں بات کرنے کا حق نہیں، یہاں تک کہ تمہاری پیدائش مکمل ہو جائے اور تم انڈے چھوڑ کر باہر آجاؤ۔ اور اپنی ماں کے پروں کے نیچے چوزے بن کر آؤ۔ یعنی اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پروں کے نیچے۔ کہ وہ تمہیں چگادے تاکہ تمہارے ایمان کو مکمل کرے۔ اور جب تم میں (خود چگنے) کی صلاحیت ہو جائے گی تو تم اپنے بزرگ و برتر رب کی مہربانی سے دانے چنو گے۔ پھر اس وقت مرغیوں کے لیے مرغ بن جاؤ گے۔ ان کو اپنے ساتھ مانوس کر کے دانہ کے لیے ترجیح دو گے۔ اور ان کے لیے محافظ بن جاؤ گے۔ مصیبتوں کا سامنا کرو گے۔ اور ان کو بچانے کے لیے اپنی جان قربان کر دو گے۔ بندہ جب صحیح ہو جاتا ہے۔ مخلوق کا بوجھ اٹھاتا ہے اور ان کے لیے "قطب" بن جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے

فرمایا جس نے علم سیکھا اور اس پر عمل کیا اور دوسروں کو سکھایا۔ وہ عالم ملکوت میں "عظیم" کے نام سے پکارا گیا۔ میں وہی بات کہتا ہوں جو امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے فرمائی۔ کہ میرے سینے میں ایک علم ہے۔ اگر میں اس کے اٹھانے والے پاتا میں اس کو پھیلا دیتا۔ اگر میں تمہارے اندر اہلیت پاتا تو (اللہ کے) بھیدوں کے دروازہ کو کیوں بند کرتا۔ اور اس کے دروازے کھول دیتا۔ اور اس کی کنجیاں ضائع کر دیتا۔ (کہ بند کرنے کی صورت ہی نہ رہتی) مگر (افسوس کہ اہل نہیں ملتے اور اب) بھلا اسی میں سمجھتا ہوں کہ بھید محفوظ رکھو یہاں تک کہ کوئی اہلیت والا آئے جو تمہارے پاس ہے تم (بھی) اس کی حفاظت کرو اور جب تم سے کوئی چاہے تو اسے تناسبِ حد تک ظاہر کرو۔ اور جو کچھ تمہارے پاس ہے، سبھی نہ کھول دو۔ کیونکہ بعض حالات چھپائے رکھنے کے قابل ہوتے ہیں حضرت شمعون رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایمان ہی اصل ولایت ہے۔ اور جس کا قدم اس میں مضبوط ہو۔ وہی اضافہ ہے۔ یہ بات کہتے بھی تھے اور اس پر یقین بھی رکھتے تھے اور اس پر عمل بھی فرماتے تھے۔ اور جو شریعت کا خادم بنا اور اس پر عمل کیا اور اس میں مخلص ہوا۔ اور یہ (شریعت) تو قرآن و حدیث ہی ہے۔ وہ کام نکال لے گیا۔ خدا کی قسم! جس نے ان دونوں کے مطابق پرورش پائی۔ اور انہی (کے ماتحت) بڑھا پھولا۔ اور دونوں کی حدود کو پامال نہ کیا وہ کامیاب ہوا۔

اس بات سے ڈرو۔ کہ کہیں تمہیں ایمان اور اسلام سے عار محسوس ہو۔ اس سے تمہارے لیے خوفِ خدا، نماز روزہ، شب بیداری میں ترقی ہوگی۔ (اور آخر کار ایمان پر تمہارا مالکانہ قبضہ ہو جائے گا) اسی وجہ سے اللہ والے سرگرداں پھرے اور (آبادی چھوڑ کر) جنگلی جانوروں میں جا گھسے۔ اور زمین کے

خود رو گھاس پات کھانے اور قدرتی تالابوں کا پانی پینے میں ان کے مقابل ہوئے اور دھوپ ان کا سایہ بنی۔ اور چاند اور ستارے ان کے چراغ بنے۔ کوشش کرو کہ تمہارے پہنچنے سے پہلے اللہ کے ہاں تمہاری کی ماضی اور نزدیک کرنے والی باتیں پہنچ جائیں۔ اللہ کی نافرمانی اور اس پر بے باکی کر کے اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔ اے ہمارے اللہ! ہمیں اپنی اطاعت کی توفیق دے۔ اور اپنی نافرمانیوں سے بچا لے اور ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دے۔ اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچا۔

چھٹی مجلس :۔

بیت بکنا۔ کہنا سننا اور پیسہ لٹانا چھوڑ دو۔ اور بلا وجہ پڑوسیوں۔ دوستوں اور آشناؤں کے پاس زیادہ نہ بیٹھو۔ اس واسطے کہ یہ خود پرستی ہے۔ جھوٹ بولنا دو کے درمیان ہی چلتا ہے اور نافرمانی بھی دو کے بغیر پوری نہیں ہوتی۔ تم میں سے کسی کو اپنے گھر سے نہیں نکلنا چاہیئے۔ سوائے کسی ایسی بات کے لیے جس کے بغیر چارہ نہ ہو۔ اور اپنی بہتری اور گھر والوں کی بہتری ضروری ہو۔ کوشش کرو۔ کہ تم بات شروع نہ کرو۔ بلکہ تمہاری بات جواب ہو۔ جب کوئی پوچھنے والا کسی بات کے بارہ میں تم سے پوچھے تو اگر اس کا جواب دینا تمہارے لیے مصلحت ہو تو جواب دو۔ وگرنہ اس کو جواب مت دو۔ جب اپنے کسی مسلمان بھائی سے ملو تو یہ مت پوچھو کہاں جا رہے ہو اور کہاں سے آرہے ہو۔ چونکہ ممکن ہے وہ تمہیں اس کی اطلاع دینا پسند نہ کرے اور جھوٹ بول دے۔ تو تم ہی اس کو جھوٹ پر ابھارنے والے بنو "کراماً کاتبین" سے شرماؤ۔ جو بات تمہارے لیے جائز نہیں وہ ان سے (اپنے نامہ اعمال میں) مت لکھواؤ۔ صرف وہ لکھواؤ جسے

تم پڑھ کر خوش ہو جاؤ۔ تسبیح۔ تلاوتِ قرآن اور اپنی ذات کی اور مخلوق کی بہتری کی باتیں ان سے لکھواؤ۔ اپنے آنسوؤں سے ان کی روشنائی پھیکی کر دو۔ اور اپنی توحید سے ان کے قلم بچا دے۔ اور پھر ان کو دروازہ پر بٹھا کر خود اپنے بزرگ و برتر پروردگار کے سامنے ہو۔ (کہ سارے اعمال نیّت اور دل سے ہوں جن کی فرشتوں کو بھی خبر نہ ہو) موت کو اپنے پیشِ نظر رکھو۔ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو دیکھے تو اسے ایسا رخصتی سلام کرے جیسے رخصت ہونے والا (مسافر۔ آخری) سلام کیا کرتا ہے۔ اور اس طرح سے جب اپنے گھر سے نکلے۔ تو اپنے دل سے ان کو رخصت کر کے نکلے۔ چونکہ ممکن ہے کہ موت کا فرشتہ پکار بیٹھے۔ (اور گھر جانا نصیب نہ ہو) کیا خبر۔ موت اسے راستہ ہی میں آ ملے۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہر شخص کو ایسی حالت میں رات گذارنی چاہیئے کہ اس کا وصیت نامہ لکھا ہُوا سر کے نیچے ہو۔ اگر کسی پر کچھ قرض ہو اور اس کے ادا کرنے پر قادر ہو تو ادا کر دینا چاہیئے۔ اور اس کو ادا کرنے میں دیر نہ لگانی چاہیئے۔ کیونکہ پتہ نہیں کہ بعد میں کوئی ادا کرے گا۔ یا نہیں۔ اور جو کوئی باوجود ادا کرنے کے قابل ہونے کے ادا نہ کرے۔ وہ ظالم ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ توانگر کا (ادائے قرض میں) ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔ اللہ والے تکلیفوں پر صبر کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں اور تمہاری طرح سے پریشان نہیں ہُوا کرتے۔ ایک بزرگ کا قصّہ ہے۔ کہ وہ روزانہ ایک نئی مصیبت میں مبتلا ہُوا کرتے تھے۔ اور جس دن مصیبت پیش نہ آتی تو کہتے۔ الٰہی! آج مجھ سے کوئی گناہ ہُوا ہے کہ میری طرف مصیبت نہیں بھیجی۔ مصیبتیں مختلف قسم کی ہوتی ہیں۔ بعض کا تعلق محض بدن سے ہوتا ہے اور بعض کا دل سے اور بعض کا مخلوق سے اور بعض کا خالق سے۔ جس کو کوئی تکلیف نہ پہنچی۔ (سمجھ لو) اس میں کوئی بھلائی نہیں۔ مصیبتیں خدائے بزرگ و برتر کے آنکڑے ہیں۔

(کہ ان سے خدا اپنے پیاروں کو پکڑ کر کھینچ لیتا ہے) (دنیا دار اور خشک قسم کے)
زاہد عابد کی تمنا تو یہ ہوتی ہے۔ کہ دنیا میں کرامتیں پاؤں۔ اور آخرت میں جنت۔
اور عارف کی انتہائی آرزو یہ ہوتی ہے کہ دنیا میں ایمان قائم رہے اور آخرت میں
عذاب سے چھٹکارا نصیب ہو۔ وہ ہر وقت اسی تمنا اور خواہش میں لگا رہتا ہے
یہاں تک کہ اس کے دل سے کہا جاتا ہے۔ تجھے کیا ہوا ہے۔ سکون و قرار پکڑ۔ تیرا
(اپنا) ایمان سلامت ہے اور دوسرے ایمان والے تمہارے ایمان کا نور حاصل
کر رہے ہیں۔ تم کل قیامت میں شفاعت کرو گے اور تمہاری شفاعت قبول اور
تمہاری درخواست منظور کی جائے گی۔ تم بہت سی مخلوق کے لیے جہنم سے خلاصی کا
سبب ہو گے۔ تم اپنے نبی کے سامنے ہو گے۔ جو اہلِ شفاعت کے سردار ہیں۔
لہٰذا کسی اور کام میں لگو۔ یہ یقین و معرفت کی بقا اور آخرت میں سلامتی اور ان نبیوں
رسولوں اور سچوں کے ہمراہ چلنے کا فرمانِ سلطانی ہے جو مخلوق میں سے خاصانِ خدا
ہیں۔ اے منافق! یہ (مرتبہ) تمہیں اپنے نفاق اور ریاکاری سے کب ہاتھ آسکتا ہے
تم تو اپنی وجاہت اور لوگوں میں مقبولیت دیکھنا چاہتے ہو۔ اپنے ہاتھوں کو چومتے
چھاتے دیکھنا چاہتے ہو۔ تم اپنے لیے دنیا اور آخرت دونوں میں منحوس ہو (بلکہ اپنے
مریدوں کے لیے بھی) جو تمہارے زیرِ تربیت ہیں۔ اور جن کو تم اپنی اتباع کا حکم
کرتے ہو۔ تم ریاکار ہو۔ جھوٹے ہو۔ لوگوں کا مال لوٹنے والے ہو۔ آخر کار نہ تمہیں
قبول ہونے والی دعا مل سکتی ہے اور نہ ہی سچوں کے دلوں میں کوئی مقام مل
سکتا ہے۔ تمہیں اللہ نے علم دے کر گمراہ کر دیا ہے۔ جب غبار چھٹ جائے گا
تو دیکھو گے کہ گھوڑے پر سوار ہو یا گدھے پر۔ جب غبار چھٹ جائے گا (اور میدانِ
حشر سامنے آئے گا) تو خدائے بزرگ و برتر کے بندوں کو گھوڑوں اور اونٹوں پر
سوار دیکھو گے۔ اور تم ان کے پیچھے کوئی پھٹے گدھے پر سوار ہو گے۔ شیطان اور

ابلیس تمہیں چاروں سے پکڑتے ہوں گے۔ اللہ والے تو (تسلیم و رضا) کی ایسی حالت پر پہنچتے ہیں کہ نہ دعا باقی رہتی ہے نہ درخواست۔ نہ ہی نفع اٹھانے کے بارہ میں سوال کرتے ہیں۔ اور نہ ہی نقصان کے دفع کرنے کے بارہ میں۔ ان کی دعا دلوں کو حکم کی بنا پر ہوتی ہے۔ کبھی تو اپنی ذات کے لیے دعا مانگتے ہیں اور کبھی مخلوق کے لیے۔ چنانچہ دعا ان کے منہ سے نکلتی ہے اور وہ اس سے بے خبر ہوتے ہیں۔ اے ہمارے اللہ! ہمیں ہر حال میں اپنی ذات سے حُسنِ ادب کی توفیق عطا فرما۔ (یعنی اپنے نفس کے تقاضا سے دعا مانگ کر آپ کے علم اور آپ کی شفقت پر کبھی حملہ نہ کریں) اور ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

ساتویں مجلس :۔

خدائے بزرگ و برتر کی مخلوقات میں ایک ایسی مخلوق بھی ہے۔ جن کو وہ عافیت میں ہی زندہ رکھتا ہے اور انہیں عافیت میں ہی مارتا ہے۔ اور قیامت میں عافیت کے ساتھ ہی حشر فرمائے گا اور وہ رضا بر قضا والے۔ اللہ کے وعدوں کی طرف رجوع کرنے والے اور اس کی وعیدوں سے ڈرنے والے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں بھی ان میں سے کر دے۔ آمین۔ اللہ والے اللہ کی عبادت میں رات اور دن ایک کر دیتے ہیں۔ (اور باوجود اس ریاضت اور عبادت کے) ہر وقت خوف اور خطرہ میں رہتے ہیں۔ اور انہیں خاتمہ کے بُرا ہونے کا ڈر لگا رہتا ہے۔ کیونکہ معلوم نہیں کہ اللہ کا علم ان کے بارہ میں کیا ہے۔ نہ ان کو انجام کی خبر۔ (کہ خاتمہ ایمان پر ہوگا یا کفر پر) اس لیے دن رات رنج و غم اور گریہ میں رہتے ہیں۔ ساتھ ہی نماز۔ روزہ۔ حج اور تمام اطاعتوں پر ہمیشگی اختیار

کرکے خدائے بزرگ و برتر کو اپنے دلوں اور اپنی زبانوں سے یاد کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ جب یہ آخرت میں پہنچیں گے۔ جنت میں داخل ہوں گے۔ خدائے بزرگ و برتر کا دیدار اور اس کا احترام پائیں گے۔ (تو مطمئن و مسرور ہوکر) اس پر اللہ کی تعریف کریں گے اور کہیں گے۔ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمارا غم دور کیا۔ جب تم ایمان پختہ کرلوگے تو خود سے اور مخلوق سے فنا ہونے کی وادی میں پہنچو گے۔ پھر تمہاری ہستی اللہ سے ہوگی نہ کہ خود تم سے اور نہ مخلوق سے۔ تو اس وقت تمہارا غم زائل ہوجائے گا۔ حفاظتِ الٰہیہ تمہارا پہرہ دے گی اور نگہبانی تمہارا احاطہ کرے گی۔ اور توفیق آگے آگے ہو، بجو کہتی چلے گی اور فرشتے (جلوس کی شکل میں) تمہارے چاروں طرف چلیں گے۔ اور (نیک) روحیں تمہارے پاس آئیں گی تجھے سلام کریں گی اور خدائے بزرگ و برتر فرشتوں کے سامنے تمہارے پر فخر کریں گے (کہ دیکھو۔ یہ وہی ہیں۔ جن کو تم نے خلافت کے قابل نہ سمجھا تھا) اور ان کی توجہات تمہاری محافظ ہوں گی۔ اور اپنے قرب و انس اور راز و نیاز کے گھر کی طرف تمہیں کھینچیں گی۔

اے نافرمانو! تم اپنی نافرمانی سے توبہ کرو۔ کہ تمہارے خدائے بزرگ و برتر بڑے بخشنے والے اور رحم کرنے والے ہیں۔ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتے ہیں۔ گناہ بخش دیتے ہیں اور ان کو مٹا دیتے ہیں۔ اپنے دل اور زبان سے دعا کرو۔ اے ہمارے اللہ! ہم ہر گناہ سے اور ہر غلطی سے آپ کی جناب میں توبہ کرتے ہیں (اور وعدہ کرتے ہیں) کہ اب کبھی نہ کریں گے۔ اے ہمارے رب! اگر ہم بھول یا چوک سے گناہ کر بیٹھیں تو ہمیں پکڑ نا مت۔ اے ہمارے رب! ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو پھیر نہ دینا۔ اے گناہوں کے بخشنے والے ہمیں بخش دے۔ اے پردہ ڈالنے والے ہم پر پردہ ڈال۔ اور ہمارے عیبوں کو ڈھانپ

لیے۔ اللہ سے مغفرت مانگو۔ وہ سب گناہ بخش دے گا۔ تھوڑے عمل کی بھی قدر فرمائے گا اور اس پر اس سے کہیں بہتر بدلہ دے گا۔ کیونکہ وہ بڑا سخی داتا ہے۔ وہ بلا عوض اور بلا سبب دیتا ہے، پھر عمل پر تو کیا کہنا اس سے۔ توحید اور اعمالِ صالحہ سے۔ دنیا چھوڑ کر اور اس سے رُخ پھیر کر۔ آخرت اختیار کر کے اور اس طرف رغبت سے توجہ کر کے۔ گناہ اور لذتوں کو چھوڑ کر اور ان سے منہ موڑ کر معاملہ کرو۔ خدائے بزرگ و برتر کا چاہنے والا۔ جنت نہیں چاہتا۔ اور دوزخ سے نہیں ڈرتا بلکہ محض اُس کی ذاتِ حق کی آرزو رکھتا ہے۔ اس کی نزدیکی چاہتا ہے اور اپنے سے اس کی دُوری سے ڈرتا ہے۔ تم شیطان، شہوت، نفس، دنیا اور لذتوں کے قیدی بنے ہو۔ اور تمہیں لذاتِ توحید کی خبر نہیں۔ تمہارے دل کے پاؤں میں بیڑی پڑی ہے اور تمہیں اس (لذت کی) کیا خبر۔ اے میرے اللہ! اسے اس قید سے رہائی دے اور ہماری بھی خلاصی کر۔ تمہارے لیے لازم ہے کہ روزہ اور پانچوں نمازوں کو ان کے وقت پر (ادا کرنے) کا خیال رکھو۔ اور شریعت کی ساری حدود کی حفاظت کرو۔ جب تم فرض ادا کر چکو۔ تو نوافل کی طرف منتقل ہو جاؤ۔ عزیمت[1] کو اختیار کرو۔ اور رخصت کا خیال نہ کرو۔ جو رخصت کا پابند اور عزیمت کا تارک بن جاتا ہے۔ اس کے دین کی بربادی کا ڈر ہوتا ہے۔ عزیمت مردوں کے لیے ہے کیونکہ یہ راہ خطروں کی سواری کی ہے۔ تکلیف دہ اور تلخ ہے اور رخصت بچوں اور عورتوں کے لیے ہے کیونکہ زیادہ سہولت بخش ہے۔

تم پہلی صف کی پابندی کرو۔ چونکہ یہ مردوں اور بہادروں کی صف ہے۔

---

[1] مثلاً نفل نماز کا کھڑے ہو کر پڑھنا عزیمت ہے اور بیٹھ کر پڑھنا رخصت ہے کہ جائز ہے۔ گو ثواب آدھا ہے۔ پس حریصِ آخرت کو پورے اور زیادہ نفع کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

اور آخری صفت کو چھوڑ دو۔ اس واسطے کہ وہ بزدلوں کی صفت ہے۔ اس نفس سے خدمت لو۔ اور اس کو عزیمت کا عادی بناؤ۔ چونکہ جو بوجھ اس پہ لاد دوگے یہ اس کو اٹھالے گا۔ اس کے اوپر سے لاٹھی نہ ہٹاؤ۔ کہ یہ سو جائے۔ اور اپنے اوپر سے بوجھ اٹھا کر پھینک دے۔ اس کو اپنے دانتوں اور اپنی آنکھوں کی سفیدی (یعنی مسکراہٹ اور محبت مت جتاؤ۔ بلکہ ہر وقت منہ چڑھائے نیلی پیلی آنکھیں دکھاؤ) مت دکھاؤ۔ کیونکہ یہ ایک بُرا غلام ہے اور بُرا غلام لاٹھی کے بغیر کام نہیں کیا کرتا۔ اس کو پیٹ بھر کر کھانا کبھی نہ دو۔ مگر اس وقت جب تمہیں معلوم ہو جائے کہ پیٹ بھر کر کھانا اس کو سرکش نہیں بناتا۔ اور یہ اپنے پیٹ بھرنے کے بعد مقابلہ کا کام کرے گا۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ عبادت بھی بہت کرتے تھے اور کھاتے بھی بہت تھے۔ اور جب پیٹ بھر جایا کرتا۔ تو فرمایا کرتے۔ کہ حبشی کو کھلاؤ اور خوب اس کو رگیدو۔ کہ حبشی کی مثال گدھے کی سی ہے (کہ کمہار جتنا اس کو کھلاتا ہے۔ اتنا ہی اس پر بوجھ لادتا اور محنت لیتا ہے) پھر عبادت کے لیے کھڑے ہو جاتے تو اس سے پورا حصہ لیا کرتے (یعنی خوب عبادت کرتے) ایک بزرگ سے منقول ہے کہ میں نے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ انہوں نے اتنا کھایا کہ میں بیزار ہو گیا۔ پھر انہوں نے نماز پڑھی اور اتنا روئے کہ مجھے ان پر رحم آگیا۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیادہ کھانے میں پیروی نہ کرو۔ اس کی کثرتِ دعا (لمبی نماز) میں پیروی کرو۔ چونکہ تم سفیان رحمۃ اللہ علیہ نہیں ہو (کہ زیادہ کھا کر بھی نفس کو پھولنے نہ دو) اپنے نفس کو اس طرح پیٹ بھر کر مت کھلاؤ جس طرح وہ پیٹ بھر کر کھلاتے تھے۔ چونکہ تم اس کو اس طرح قابو نہ کر سکو گے جس طرح وہ اس کو قابو کرتے تھے۔ جب دل درست ہو جاتا ہے تو گویا درخت بن جاتا ہے جس میں شاخیں، پھل اور پتے ہوں۔ اور ان میں انسانوں، جنوں اور فرشتوں کی

مخلوق کے لیے فائدے ہوں۔ جب دل درست نہ ہو تو وہ جانوروں کے دل کی طرح ہوتا ہے۔ کہ محض صورت ہے۔ بلامعنی۔ برتن ہے بغیر پانی۔ درخت ہے۔ بے پھل۔ نگینہ ہے بغیر انگوٹھی۔ پنجرہ ہے بلا پرند۔ مکان ہے بلا مکین۔ خزانہ ہے۔ جس میں جواہرات، دینار و درہم سب کچھ ہیں مگر خرچ کرنے والا کوئی نہیں۔ جسم ہے بلا روح۔ جیسے وہ اجسام تھے جن کو مسخ کر دیا گیا تھا۔ کہ صرف صورت جسم کی تھی مگر حقیقت سے خالی تھے۔ خدائے بزرگ و برتر سے رُخ پھیرنے والے اور ناشکری کرنے والے درحقیقت مسخ شدہ ہے۔ اسی لیے حق تعالیٰ نے اس کو پتھر کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ کہ پھر اس کے بعد ان (یہودیوں) کے دل سخت ہو گئے۔ پس وہ پتھر کی طرح ہیں۔ بنی اسرائیل نے جب تورات پر عمل نہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو پتھروں کی طرح (بے حس) بنا دیا۔ اور اپنی بارگاہ سے راند دیا۔ اسی طرح۔ اے مسلمانو! جب تم قرآن پر عمل نہ کرو گے۔ اور اس کے احکام کو مضبوط نہ پکڑو گے۔ تمہارے دلوں کو مسخ کر دے گا اور اپنے دروازہ سے ہانک دے گا۔ ان میں سے مت بنو۔ جو جان بوجھ کر گمراہ ہو گئے۔ جب تم مخلوق کے لیے علم سیکھو گے تو مخلوق کے لیے ہی عمل کرو گے۔ اور جب اللہ تعالٰے کے لیے علم سیکھو گے تو اسی کے لیے عمل کرو گے۔ اطاعت عمل ہے۔ جنت والوں کا اور معصیت عمل ہے۔ دوزخ والوں کا۔ اس کے بعد معاملہ اللہ کے ہاتھ ہے۔ وہ اگر چاہے تو کسی کو عمل کیے بغیر ثواب بخش دے اور اگر چاہے تو کسی کو عمل کیے بغیر سزا دے دے۔ کہ سب اسی کے قبضہ میں ہے۔ اس واسطے کہ اللہ (با اختیار حاکم ہے) کر ڈالتا ہے۔ جو چاہے وہ کرے۔ اس سے پوچھ نہیں ہو سکتی۔ اور (باقی) سب سے پوچھ ہو گی۔ صدیق نورِ الٰہی سے دیکھتا ہے نہ کہ آنکھ کے نور سے اور سورج اور چاند کے نور سے۔ یہ اللہ کا نورِ علم ہے (علمِ شریعت) اور

صدیق کے لیے ایک خاص نور (بھی) ہے۔ یہ دوسرا نور (نورِ فراست) اس کو اللہ تعالیٰ نورِ علم کے مستحکم ہونے کے بعد عنایت فرماتے ہیں۔ اے ہمارے اللہ! ہمیں اپنا حلم۔ اپنا علم اور اپنا قرب نصیب فرما۔ اور ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دے اور ہمیں دوزخ کی آگ سے بچا۔

آٹھویں مجلس :-

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مروی ہے کہ حیا اثر ہے ایمان کا۔ اپنے خدائے بزرگ و برتر سے تم کس قدر بے شرم اور بے باک ہو۔ مخلوق سے شرمانا اور خالقِ برحق سے نہ شرمانا دیوانہ پن ہے۔ حقیقی حیا یہ ہے کہ اپنی خلوت اور جلوت میں خدائے بزرگ و برتر سے شرماؤ، تاکہ مخلوق سے شرمانا تابع ہو۔ کہ اصل مومن خالق سے شرماتا ہے۔ خدا تمہیں برکت نہ دے اے منافقو! کہ تم میں اکثر کی پوری مشغولیت اس تعلق کے آباد کرنے کی ہے جو تمہارے اور مخلوق کے درمیان ہے اور اس تعلق کو برباد کرنے کی ہے جو تمہارے اور خالق کے درمیان ہے۔ اگر تم نے میرے سے دشمنی کی۔ تو (یہ ایسا ہے۔ گویا) تم نے خدائے بزرگ و برتر اور اس کے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دشمنی کی۔ چونکہ میں انہی دونوں (کے دین) کی مدد کے لیے کھڑا ہوں۔ شرارت نہ کرو۔ کہ اللہ کو اپنا کام پورا کرنے کی بڑی طاقت ہے۔ یوسف۔ ہمارے نبی اور ان پر درود و سلام ہو۔ کے بھائیوں نے ان کو مار ڈالنے کی بہتیری کوشش کی مگر قابو نہ پا سکے۔ اور کس طرح قابو پا سکتے تھے جبکہ وہ اللہ کے نزدیک (مصر کے) بادشاہ اور اس کے نبیوں میں سے نبی اور اس کے دوستوں میں سے ایک دوست (قرار پائے ہوئے) تھے۔ ان کو کون فنا کر سکتا تھا۔ جبکہ علمِ الٰہی ان کے متعلق یہ تھا کہ

مخلوق کے فائدے ان کے ہاتھوں سے ہوں گے۔ اسی طرح یہود نے قصد کیا کہ مریم کے بیٹے عیسیٰ۔ ہمارے نبی اور اُن سب پر درود وسلام ہو۔ کو قتل کر دیں کیونکہ انہوں نے ان سے (محض) اس لیے حسد کیا۔ کہ ان کے ہاتھ پر کھلی نشانیاں اور معجزے ظاہر ہوتے۔ تو خدائے بزرگ و برتر نے ان کو وحی بھیجی کہ ان کا ملک چھوڑ کر مصر چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ ہجرت فرما گئے۔ اور اس وقت ان کی عمر تیرہ سال کی تھی۔ ان کے ایک رشتہ دار نے ان کو لیا۔ اور ان کے ساتھ فرار ہوگیا۔ اور انہوں نے قوّت پکڑی اور اطراف میں ان کی شہرت ہوگئی۔ تو (یہود) نے مل کر یہ تجویز پختہ کر لی کہ ان کو مار ڈالیں۔ مگر قابو نہ پاسکے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی تجویز پر غالب رہے۔ اور تم ہو، اے دَورِ حاضر کے منافقو! چاہتے ہو۔ کہ مجھے مار ڈالو۔ تمہارے لیے کوئی کرامت نہ ہو۔ تمہارے[1] ہاتھ اس سے قاصر رہیں گے۔ فرمانبرداری کے کام کرنے اور نافرمانیوں اور بُری باتوں کے چھوڑنے کے لیے اپنی طبیعت کو مجبور کرو۔ کہ یہی مجبوری (آخر) طبیعت بن جائے گی۔ اپنے خدائے بزرگ و برتر کے کلام کو سمجھو۔ اور عمل کرو۔ اور اپنے اعمال میں اخلاص اختیار کرو۔ ہمارے خدائے بزرگ و برتر متکلم ہیں اور ان کا کلام سنا اور سمجھا جاتا ہے۔ دنیا میں ان کا کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا۔ اور آخرت میں

---

[1] فرقہ معتزلہ کلام کو حق تعالیٰ کی صفت نہیں مانتا۔ خلیفہ معتصم باللہ کے زمانہ میں بعض معتزلی خلیفہ کے مصاحب و مقرب بن گئے اور اچھا خاصا اثر و رسوخ پیدا کر لیا تھا، چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ کو اسی مسئلہ پر حق گوئی کی سزا میں دُرّے کھانے اور مدت تک قید رہنا پڑا۔ حضرت غوث اعظمؒ بھی حنبلی المذہب ہیں اور آپ کے زمانہ میں بھی معتزلہ کا یہ شر و فساد چل رہا تھا۔ اور چاہتے تھے کہ امیر المومنین کے کانوں میں حضرت ممدوح کی تکفیر پختہ کر کے ارتداد و قتل کا حکم نافذ کرائیں۔ یہ انہی کی طرف اشارہ ہے اور کلام اور رویتِ باری تعالیٰ کے مسئلہ کو بلا خوف و جھجک وضاحت فرما کر خوب رسالت کا حق ادا کیا ہے۔

اس کے کلام کو اس کی مخلوق میں سے سب مومن سنیں گے۔ ہمارے رب کی رویت ہو سکتی ہے۔ کل قیامت میں ان کو اس کو اس طرح دیکھیں گے جیسا کہ آج سورج اور چاند کو دیکھتے ہیں۔ جس طرح آج ان کے دیکھنے میں شک نہیں ہوتا اسی طرح کل (قیامت) کو اللہ کی رویت میں ہمیں کوئی شبہ نہ ہو گا۔ خدائے بزرگ و برتر کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں جو ایک نظارہ کے بدلے جنت اور مافیہا کو بیچ دیتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس معاملہ میں ان کی نیتوں کی سچائی کو جان لیا کہ انہوں نے ایک نظارہ کے بدلے جنت کو بیچ دیا ہے تو (اپنے دیدار کے) نظارے ان کے لیے دائمی کر دیئے اور اپنا قرب ان کے لیے دائمی کر دیا۔ اور جنت کی لذتوں کے معاوضہ میں اپنے قرب کا مزہ بخشا۔

اے خدائے بزرگ و برتر اور اس کے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے بندوں کو نہ جاننے والو۔ افسوس تمہارے پر۔ اپنے دلوں کے پاؤں سے فضلِ الٰہی کے کھانے کی طرف ایک قدم تو بڑھاؤ۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ کس طرح وہ کھانا میں تمہارے سامنے رکھ رہا ہوں۔ تم میں سے جو بھی مجھے جھٹلائے گا۔ اسے خود اس کے کپڑے اور اس کا گھر اور وہ فرشتے جھٹلائیں گے جو اس کے آس پاس ہیں۔ میں تمہارے جھٹلانے کی مطلق پرواہ نہیں کرتا۔ جھوٹ کہتے ہو۔ اے منافق۔ اے دجال۔ تم مجسم نفس۔ طبیعت اور خواہشِ نفس بنا ہوا ہے۔ تم نامحرم عورتوں اور بچوں کے پاس بیٹھتے ہو۔ پھر تم کہتے ہو کہ میں ان کی پرواہ نہیں کرتا۔ جھوٹ کہتے ہو۔ نہ شرع تمہاری موافقت کرتی ہے۔ نہ عقل۔ تم آگ پر آگ اور ایندھن پر ایندھن بڑھا رہے ہو۔ لامحالہ تم اپنے دین و ایمان کے گھر کو جلا ڈالو گے۔ اس سلسلہ میں شرع کا انکار عام ہے۔ اس میں کسی کا استثناء نہیں۔ ایمان باللہ۔ معرفتِ الٰہی اور قوتِ قرب حاصل کرو۔ پھر نہایتِ الٰہی میں

مخلوق کے لیے طبیب بن کر بیٹھو۔ تمہاری خرابی ہو۔ تم کس طرح سانپوں کو پکڑتے اور الٹ پلٹ کرتے ہو۔ حالانکہ تمہیں سپیرے کا فن معلوم نہیں ہے اور نہ تم نے تریاق کھایا ہے۔ اندھا شخص بھلا دوسروں کی آنکھوں کا علاج کیا کرے گا۔ گونگا بھلا دوسروں کو کیسے پڑھائے گا۔ جاہل شخص بھلا دینی تعلیم کیونکر دے گا۔ جسے دربان سے واقفیت نہیں وہ لوگوں کو بادشاہ کے دروازے تک کیسے پہنچائے گا۔ بس، بات مت کرو۔ یہاں تک کہ قیامت آئے اور تم عجیب وغریب چیزیں دیکھو۔ اپنے اعمال خالص اللہ کے لیے کرو۔ ورنہ (ایمان کا) دعویٰ نہ کرو۔ جب تمام تعلقات منقطع کردو گے اور تب دروازے بند کردو گے، تب اللہ کی جہت اور اس کی نزدیکی راہ تمہارے لیے کھلے گی۔ اور اس تک تمہارے لیے راستہ تیار ہو جائے گا۔ اور سب چیزوں میں تمہیں بلند، بہتر اور روشن چیز حاصل ہوگی۔ یہ دنیا فنا ہونے والی، جانے والی اور نہ رہنے والی ہے۔ یہ مصیبتوں، تکلیفوں، غموں اور فکروں کا ٹھکانہ ہے۔ اس میں کسی کی بھی زندگی صاف اور سیدھی نہیں ہوتی خاص کر جب کوئی عقل والا ہو۔ جیسا کہ مثل مشہور ہے کہ دنیا میں موت کو یاد رکھنے والے عقلمند کی آنکھ کبھی ٹھنڈی نہیں ہوتی۔ جس شخص کے سامنے درندہ منہ کھولے پاس ہی کھڑا ہو وہ قرار کیسے پکڑ سکتا ہے۔ اور اس کی آنکھ کیسے سو سکتی ہے۔ اے غافلو! قبر بھی منہ کھولے ہے اور موت کا درندہ اور اژدہا دونوں منہ کھولے ہیں۔ سلطانِ قدرت کا جلاد اپنے ہاتھ میں تلوار لیے ہوئے حکم کا منتظر کھڑا ہے۔ لاکھوں میں کوئی ایک ہوتا ہے جو اس حالت میں بیدار اور خبردار ہوتا ہے۔ جو بیدار ہوتا ہے، وہ ہر چیز سے پرہیز کرتا ہے اور عرض کرتا ہے اے میرے اللہ! آپ کو معلوم ہے جو میں چاہتا ہوں۔ یہ (دنیا کی نعمتوں کے ہزاروں) خوان اپنی دوسری مخلوق کو دیجئے۔ میں تو آپ کے خوانِ قرب سے ایک لقمہ چاہتا ہوں۔ میں تو وہ چیز چاہتا

ہوں جو خاص آپ کی ہو۔ اے سبب کو شریکِ خدا سمجھنے والے۔ اگر تم توکّل کے کھانے کا مزہ چکھ لیتے تو سبب کو کبھی شریکِ خدا نہ بناتے۔ اور متوکل بن کر اور اس پر پورا بھروسہ جما کر اس کے دروازے پر بیٹھ جاتے۔ مجھے تو کھانے کی محض دو ہی صورتیں معلوم ہیں۔ یا تو شریعت کی پابندی کے کسب کے ذریعہ۔ یا توکّل کے ذریعہ۔ تمہاری خرابی ہو تم خدائے بزرگ و برتر سے نہیں شرماتے۔ اپنے کسب کو چھوڑتے ہو اور لوگوں سے بھیک مانگتے ہو۔ کسب ابتداء ہے اور توکّل انتہا ہے مگر تمہارے لیے تو نہ ابتدا دیکھتا ہوں نہ انتہا۔ میں تمہارے سے حق بات کہتا ہوں۔ اور تمہارے سے شرماتا نہیں ہوں۔ سنو اور مانو۔ اور جھگڑا نہ کرو۔ میرے سے جھگڑنا اللہ تعالیٰ سے جھگڑنا ہے۔ نماز کی پابندی کرو۔ کیونکہ یہ تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان ایک جوڑ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، آپ نے فرمایا کہ جب مومن نماز میں داخل اور اس کا دل اپنے خدائے بزرگ و برتر کے سامنے حاضر ہوتا ہے تو اس کے اردگرد "لا" کے بعد "حول" کی ضرب مار دیتے ہیں اور فرشتے اس کے چاروں طرف کھڑے ہوتے ہیں اور اس پر آسمان سے برکت نازل ہوتی ہے اور حق تعالیٰ اس کی وجہ سے فرشتوں پر فخر کرتے ہیں بعض نمازیوں کی یہ شان ہوتی ہے کہ ان کا دل حق تعالیٰ کی طرف اس طرح کھنچ جاتا ہے۔ جیسے کہ پرندہ کو پنجرہ میں بند کر دیا جاتا ہے، جیسے بچہ کو ماں کا ہاتھ کھینچ لیتا ہے۔ چنانچہ اس کو اپنی پسندیدہ چیزوں اور معلوم باتوں۔ سب سے اس طرح بے خبری ہو جاتی ہے کہ اگر اسے کاٹ دیا جائے، ٹکڑے کر دیا جائے اسے خبر نہ ہو۔ اس قسم کی بات ایک بزرگ سے منقول ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے حضرت عروہ بن زبیر بن عوام رحمۃ اللہ علیہ تابعی (اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے تھے) ان کے پاؤں میں گوشت خور (پھوڑا) ہو گیا۔ اس

پر (طبیب کی طرف سے) اُن کو حکم ہوُا کہ پاؤں کا کاٹ دینا ضروری ہے ، ورنہ تو یہ سارا بدن کھا جائے گا۔ آپ نے طبیب سے فرمایا۔ جب میں نماز میں مشغول ہوں تو اسے کاٹ دو۔ چنانچہ اس نے اسے اس وقت کاٹ دیا جب وہ سجدہ (کی حالت) میں تھے۔ آپ کو تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ تم پہلوں کے مقابلہ میں دیوانے ہو۔ تم صرف بات ہو۔ بے عمل صورت ہو۔ بے معنی رمنظر ہو۔ بغیر اطلاع۔ افسوس تم پر۔ لوگوں کی مدح سرائی پر مغرور نہ ہو۔ جس چیز میں اور جس حال پر تم ہو۔ تم خوب جانتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ بلکہ خود انسان اپنے نفس سے زیادہ واقف ہے۔ تم عوام کے نزدیک کتنے اچھے ہو۔ اور خواص کے نزدیک کتنے بُرے ہو۔ ایک بزرگ نے اپنے دوستوں سے فرمایا۔ جب تم پر ظلم کیا جائے تو تم ظلم نہ کرو۔ اور جب تمہاری مدح کی جائے تو تم خوش نہ ہو۔ اور جب تمہاری مذمت کی جائے تو غمگین نہ ہو۔ اور جب تم کو جھٹلایا جائے تو غصہ مت کرو۔ اور جب تمہارے سے خیانت کی جائے تو تم خیانت نہ کرو۔ یہ کتنی اچھی نصیحت ہے۔ ان کو نفوس و خواہشات کے ذبح کر دینے کا حکم فرمایا۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے اخذ کیا گیا ہے کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا۔ کہ حق تعالیٰ آپ سے فرماتے ہیں۔ اس کو معاف کرو جو تم پر ظلم کرے۔ اس سے جوڑ دو۔ جو تم سے توڑے۔ اور اس کو دو جو تمہیں محروم رکھے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں، کاریگریوں اور مخلوق سے اس کی کارگزاریوں پر غور کرو۔ جب تم دنیا سے پرہیز کرو گے اور اس سے تمہاری بے رغبتی ثابت ہو جائے گی تو (دنیا) خواب میں تمہارے پاس عورت کی شکل میں آئے گی۔ تمہاری تواضع کرے گی اور تمہارے سے کہے گی۔ مَیں تو تمہاری لونڈی ہوں۔ میرے پاس کچھ تمہاری امانتیں ہیں۔ تم انہیں مجھ سے لے لو۔ تمہارا مقسوم کم ہے یا زیادہ ایک ایک کر کے گنوائے گی۔ اور جب تمہاری معرفت الٰہیہ مضبوط ہو جائے گی تو

یہ تمہارے پاس بیداری میں آئے گی۔ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ابتدائی حالت الہام کی تھی اور دوسری حالت سچے خواب کی۔ جب ان کی حالت مضبوط ہوگئی تو فرشتہ ان کے پاس ظاہراً آنے لگا۔ کہتا۔ حق تعالےٰ تمہارے سے یہ فرماتے ہیں اور یہ فرماتے ہیں۔

عقل سیکھو، اور اپنی ریاست کا غرور چھوڑو۔ اور آؤ۔ عام لوگوں کی طرح یہاں بیٹھو۔ تاکہ تمہارے دل کی زمین میں میری باتوں کا بیج اُگے۔ اگر تمہیں عقل ہوتی تو تم میری صحبت میں بیٹھتے۔ اور میرے سے ایک لقمہ کھاکر قناعت کرتے۔ اور میری سخت کلامی کو برداشت کرتے۔ ہر وہ شخص جس کے پاس ایمان ہوتا ہے۔ میرے پاس جمتا ہے اور جس کے پاس ایمان نہیں ہوتا وہ مجھ سے بھاگتا ہے۔ تمہاری خرابی ہو۔ ارے۔ تم دوسرے کی حالت کے جاننے کا دعویٰ کرتے ہو۔ ہم کس طرح تمہیں سچا جانیں، حالانکہ تمہیں خود اپنے حال کا پتہ نہیں۔ یہ (صریح) جھوٹ ہے اپنے جھوٹ سے توبہ کرو۔ اے ہمارے اللہ! ہمیں تمام حالتوں میں سچائی نصیب فرما اور ہمیں دنیا میں اور آخرت میں نیکی دے۔ اور ہمیں دوزخ کی آگ سے بچا۔

نویں مجلس:۔

نفس کو دنیا (کے دھندوں) کے لیے چھوڑو۔ اور دل کو آخرت (کے کاموں) کے لیے۔ اور (دل کے) بھید کو موٹی کے لیے۔ دنیا سے مطمئن نہ ہو۔ یہ سجایا ہوا سانپ ہے۔ (پہلے) اپنی سجاوٹ سے لوگوں کو بلاتا ہے۔ پھر ان کو ہلاک کرتا ہے۔ اس سے پورے طرح سے رُخ پھیر لو۔ اپنے بزرگ و برتر خدا کی اطاعت میں، اپنے نیک بھائیوں کی صحبت اور ان کی خدمت میں اور مزوں سے منہ پھیرنے میں اخلاص اختیار کرو۔ حق تعالےٰ کے یہاں تک موحّد ہو۔ کہ تمہارے دل میں ذرہ

برابر بھی کوئی مخلوق باقی نہ رہے۔ اور جس کو توحید قبول نہ کرے۔ ایسی چیزوں کا ارادہ بھی نہ کرو۔ ہر مرض کی دوا حق تعالےٰ کو ایک ماننے اور دنیا کی محبت سے منہ پھیر لینے میں ہے۔ تمہارے میں کوئی خوبی نہیں، جب تک تمہیں اپنے نفس سے آگاہی نہ ہو۔ اور اس کو لذت سے باز نہ رکھو۔ یہاں تک کہ باطن کو حق تعالےٰ کے ساتھ اطمینان ہو۔ اپنے نفس کے سر سے مجاہدہ کی لاٹھی نہ ہٹاؤ۔ اور اس کی عاجزی سے دھوکا نہ کھاؤ۔ اس کی تمہارے سے (کوئی بات۔ قبول کرنے اور) لے لینے سے دھوکہ نہ کھاؤ۔ تمہاری طرف سے درندہ کے سونے پر دھوکہ نہ ہو۔ کیونکہ وہ تمہیں دکھاتا ہے کہ سویا ہوا ہے۔ حالانکہ وہ شکار کا انتظار کر رہا ہے۔ (کہ پاس آوے اور وہ) اسے پھاڑ کھائے۔ اس سے اس کی سونے کی حالت میں اسی طرح ڈرتے رہو۔ جس طرح تم اس سے اس کے جاگنے کی حالت میں ڈرتے ہو۔ اپنے نفوس سے ڈرتے رہو۔ اپنے دلوں کے کندھوں سے ہتھیار نہ اتارو۔ یہ نفس بھلائی کے معاملہ میں اطمینان۔ انکساری۔ عاجزی اور تابعداری کا اظہار کرتا ہے اور اس کے خلاف پیٹ میں چھپائے رکھتا ہے۔ اس کے بعد اس سے جو نتیجہ ظاہر ہوگا۔ اس سے ڈرتے رہو۔ غم زیادہ کرو۔ خوشی کم کرو۔ چونکہ یہ بات (اللہ تک رسائی) غم اور پریشانی پر مبنی ہے۔ یہی حال تھا۔ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اور بزرگانِ متقدمین علیہم الرحمۃ کا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے غم اور بہت فکر (میں رہنے) والے تھے۔ ہنستے نہ تھے۔ مگر مسکراہٹ سے۔ خوش نہ ہوتے تھے مگر تکلیف سے۔ تمہارے میں سے عقلمند وہ ہے۔ جو نہ دنیا پر ریجھے۔ اور نہ بچوں۔ بیوی۔ مال۔ کھانے پینے کی چیزوں۔ سواریوں اور عورتوں پر۔ یہ سب ہوس ہے۔ مومن کی خوشی ایمان و یقین اور اس کے دل کی اپنے خدائے بزرگ و برتر کی نزدیکی کے دروازہ تک رسائی سے ہوتی ہے۔ اپنے دل کی آنکھ کھولو۔ اور اس سے اپنے خدائے بزرگ و

برتر کی طرف دیکھیں کہ تمہیں وہ کس نظر سے دیکھتا ہے۔ دیکھو۔ اس نے تمہارے سے پہلے بادشاہوں اور امیروں کو کس طرح ہلاک کیا۔ جیلوں کے بچھڑنے کو یاد کرو۔ جنہوں نے دنیا پر قبضہ کیا اور خوب اس کے مزے لوٹے۔ پھر یہ ان کے ہاتھوں سے چھین لی گئی۔ اور وہ دنیا سے چھین لیے گئے۔ اور آج عذاب کے جیل خانہ میں قید ہیں۔ ان کے محل مسمار پڑے ہیں اور ان کے گھر برباد پڑے ہیں اور ان کے روپے پیسے تو چلے گئے مگر ان کے اعمال باقی رہ گئے۔ مزے گئے اور خمیازے باقی رہ گئے۔ خوش مت ہو جیل میں خوشی کا کیا موقع۔ تمہاری بیوی، تمہارے بچے اور تمہارے گھر کا حسن اور تمہارے مال کی کثرت تمہیں نہ لبھائے۔ اس چیز پر خوش مت ہو جس پر گذشتہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اور بندگانِ صالحین علیہم الرحمۃ خوش نہیں ہوئے۔ خدائے بزرگ و برتر نے فرمایا۔ خوش ہونے والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا۔ یعنی دنیا۔ اہل دنیا اور اس کے ماسوئے پر خوش ہونے والوں کو (پسند نہیں کرتا) اور اس سے اور اس کی نزدیکی سے خوش ہونے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اللہ والوں کی خوشی ان کا یہ غور و فکر کرنا ہے کہ آخرت کے معاملہ میں انہیں کیا کرنا چاہیئے۔ نہ کہ شہوات۔ لذات اور خرافات میں۔ اے ہوس پرست! تمہیں اس سے سروکار ہی نہیں کہ تمہیں کیا ہونا ہے۔ اے غافلو! آخرت میں اس کے لیے سخت عذاب ہے۔ جس نے اللہ کی اطاعت پر عمل نہ کیا۔ جب بندے کا دل سیدھا ہو جاتا ہے اور وہ سب کو الوداع کہہ دیتا ہے اور ہر چیز کو پسِ پشت پھینک دیتا ہے تو اسے ملکِ دنیا اور ملکِ آخرت دونوں حقیر معلوم ہوتے ہیں اور غار اور درندوں کے سامنے ہوتا ہے۔ جنگلی جانوروں سے ملتا جلتا ہے۔ اور مخلوق سے بھاگتا ہے۔ اور اپنے نفس کو بیابانوں کی بھوک۔ پیاس اور ہلاکت کے حوالے کرتا ہے۔ اور عرض کرتا ہے، کہ اے حیران و پریشان مخلوق کے راہنما۔

مجھے اپنی راہ بتا دے۔
اے اللہ! میرا غم ایک ہی بنا دے۔ اور یہ نہیں ہوتا مگر یہ کہ حرام چھوٹے۔ آخر مطلق حلال بھی چھوٹے۔ مَیں تو تجھے مزوں اور لذتوں، مخلوق اور دنیا اور اسباب پر اعتماد میں مبتلا دیکھتا ہوں۔ تم کیوں نیکوں کے حالات کے بارہ میں گفتگو کرتے ہو اور ان کو اپنا ذاتی بتانے کا دعویٰ کرتے ہو۔ تم ہمیں دوسروں کے حال کی خبر دے رہے ہو۔ اور ہم پر اوروں کی کمائی کو خرچ کر رہے ہو۔ کتابوں کا مطالعہ کرتے ہو اور ان سے بزرگوں کی باتیں نکال کر تقریر کرنے لگتے ہو۔ اور سننے والوں کو یہ وہم ڈالتے ہو کہ یہ تمہارے دل سے، تمہاری قوتِ حال سے اور تمہارے دل کے بولنے سے ہے۔ اے صاحبزادے! پہلے اُس پر عمل کرو جو انہوں نے فرمایا ہے، پھر زبان سے نکالو۔ اس وقت تمہاری بات تمہارے دل کے درخت کا پھل ہو گی۔ یہ بات محض نیکوں کے دیدار اور ان کی باتیں محفوظ کرنے سے نہیں حاصل ہوتی۔ بلکہ جو وہ فرمائیں اس پر عمل کرنے سے اور ان کی صحبت میں نہایت ادب سے اور ان کے بارہ میں حُسنِ ظن سے اور تمام حالات میں اس کی پابندی سے حاصل ہوتی ہے۔ عوام کو پاؤں سے چلنے کی مقدار پر ثواب ملتا ہے۔ اور خواص کو ان کے فکر کی مقدار پر ثواب ملتا ہے۔ جس کے سارے فکر ایک ہی فکر بن جاتے ہیں۔ حق تعالےٰ بھی اس کے لیے یکتا ہو جاتے ہیں۔ جب وہ اپنے دل سے غیر اللہ سے پیٹھ پھیر لیتا ہے۔ حق تعالیٰ اس کے والی بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی (سچی اور) پکی کتاب (یعنی قرآن مجید) میں ارشاد فرمایا ہے۔ بے شک میرا کارساز اللہ ہے جس نے کتاب اتاری ہے وہی نیکوں کا حمایتی ہوتا ہے۔ جب اس بندے کا دل اپنے خدائے بزرگ و برتر سے مل جاتا ہے تو خدا ہی اس کا معالج اور مونس ہوتا ہے۔ نہ کوئی دوسرا اس کا علاج کرتا ہے

اور نہ کوئی دوسرا اسے مانوس کرتا ہے۔ حضرت داوُد علیہ السلام عرض کیا کرتے تھے۔ اے میرے اللہ! مَیں تیرے بندوں کے سب طبیبوں کے پاس ہو آیا ہوں تو سب نے مجھے آپ ہی کا پتہ بتایا ہے۔ اے حیرت زدہ بندوں کے رہنما۔ مجھے اپنا راستہ دکھا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اس کا دل تو سراپا شوق، مکمل یکسوئی اور کامل فنا بن جاتا ہے۔ اپنے آپ اس کے سارے فکر ایک ہی فکر بن جاتے ہیں۔ کشف کی حقیقت پردوں سے باہر نکلنے کے بعد ہی پوری ہوتی ہے۔ اگر (خدا تک) رسائی چاہتے ہو۔ تو دنیا۔ آخرت اور زیرِ عرش سے لے کر ثریٰ (نیچے کی گیلی مٹی) تک سب کو چھوڑ دو۔ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساری مخلوقات حجاب ہے۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو دروازہ ہیں۔ خدائے بزرگ و برتر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا ہے "جو تم کو رسول دے اسے لے لو۔ اور جس سے تمہیں منع کرے اس سے باز آؤ۔ لہٰذا آپ کی پیروی پردہ نہیں بلکہ یہ رسائی کا حیلہ ہے۔

اے صاحبزادے! تمہاری بات سمجھ کی کیسے ہو۔ اور تمہارا باطن کس طرح صاف ہو جب تم مخلوق کو شریکِ خدا بناتے ہو۔ تمہارا کام کیسے نکلے۔ جب تم ہر رات یہی طے کرتے رہتے ہو کہ (صبح) کس کے پاس جانا اور اس سے (اپنی مصیبت کی) شکایت کرنی اور بھیک مانگنی ہے۔ تمہارا دل کیسے صاف ہو سکتا ہے جبکہ وہ توحید سے خالی ہے۔ اس میں ذرہ بھر بھی توحید نہیں، توحید ایک نور ہے۔ اور خالق سے شرک کرنا ظلمت ہے۔ تم کس طرح فلاح پا سکتے ہو۔ جبکہ تمہارا دل تقویٰ سے خالی ہے۔ اور اس میں ذرہ برابر بھی تقویٰ نہیں۔ تم خالق سے محجوب ہو۔ اور مسبب الاسباب سے اسباب کے حجاب میں ہو۔ مخلوق پر بھروسہ اور اعتماد کر کے محجوب ہو۔ تم خالی دعویٰ ہو۔ حقیر چیز۔ تلچھٹ۔ کسی دعویٰ پر بغیر ثبوت کے

کے کچھ نہیں دیا جاتا۔ (رسائی۔ وصول الی اللہ) صرف دو طرح سے ہی ہو سکتی ہے
اوّل مجاہدہ اور ریاضت (ہر عبادت میں عزیمت اور) مشقت اور محنت والی شق
کا اختیار کرنا۔ اور یہی طریقہ بزرگوں میں زیادہ اور مشہور ہے۔ اور دوسری بلا مشقت
محض عطا اور یہ (طریقہ) مخلوق میں سے کسی کے لیے نادر ہے۔ ایمان کی کمزوری
کی حالت میں خاص طور پر اپنی ہی فکر کرو۔ (کہ اس حالت میں) تمہارے پر اپنے
گھر والوں کی۔ اپنے پڑوسیوں کی اور اپنے شہر اور ملک والوں کی (اصلاح کی)
ذمہ داری نہیں لیکن ہاں۔ جب تمہارا ایمان مضبوط ہو جائے۔ تو پھر (پہلے) اپنے
اہل و عیال کی طرف اور پھر عام مخلوق کی طرف نکلو۔ (یعنی مجاہد بن کر ان کو راہِ راست
پر لاؤ) تم مت نکلو (مگر اس صورت میں کہ) تم تقویٰ کی زرّہ پہنے ہوئے ہو اور اپنے
سر پر ایمان کا خود رکھے ہوئے ہو۔ اور تمہارے ہاتھ میں توحید کی تلوار ہو ۔ اور
تمہارے ترکش میں دعا کی قبولیّت کے تیر ہوں ۔ اور تم توفیقِ الٰہی کے گھوڑے
پر سوار ہو۔ اور تم نے بھاگ دوڑ۔ تلوار بازی اور تیر اندازی سیکھی ہوئی ہو (کہ طالبین
کے مشاغل و طبائع کے واقف ہو کر جہاں جو طریقِ ارشاد مناسب سمجھو عمل میں لاؤ)
پھر تم حق تعالےٰ کے دشمنوں پر حملہ کرو۔ تو اس وقت تمہارے پاس (اللہ کی) مدد و
معاونت تمہارے چھیوں طرفوں یعنی دائیں بائیں۔ اوپر۔ نیچے۔ اور آگے پیچھے سے
آئے گی۔ جس پر تم مخلوق کو شیطانوں (کے ہاتھوں) سے چھین کر حق تعالےٰ کے
دروازہ پر لا ڈالو گے۔ اور جو کوئی اس مقام تک پہنچ جاتا ہے اس کے دل سے
سب پردے اٹھ جاتے ہیں۔ اور اپنی چھیوں طرفوں میں جدھر دیکھتا ہے۔ اس
کی نظر پار ہو جاتی ہے۔ اور کوئی چیز اس سے چھپی نہیں رہتی۔ وہ اپنے دل کا سر
اوپر اٹھاتا ہے تو عرش اور افلاک کو دیکھ لیتا ہے اور جب نیچے گردن جھکاتا ہے
تو زمین کے سارے طبق اور جتنے جن۔ انسان اور جانور اس میں آباد ہیں سب کو

دیکھ لیتا ہے۔ جب تم اس مقام پر پہنچ جاؤ۔ تو مخلوق کو خدائے بزرگ و برتر کے دروازہ کی طرف بلاؤ۔ اور اس سے پہلے تو تم سے کچھ بھی نہ بنے گا۔ جب تم مخلوق کو بلاؤ اور تم خود خالق کے دروازہ پر نہ ہو تو تمہارا یہ بلاوا تمہارے پر وبال بنے گا۔ تم ہلو گے اور گرو گے۔ بلندی چاہو گے اور پست ہو گے۔ تمہیں اللہ والوں کے حال کا پتہ ہی نہیں۔ تم محض بک بک ہو۔ تم زبان ہو، بغیر خیال۔ تم ظاہر ہو بغیر باطن۔ تم جلوت ہو بغیر خلوت۔ تم طاقت ہو بغیر رعب۔ تمہاری تلوار لکڑی کی ہے۔ تمہارے تیر (دیا سلائی) کے تیلے ہیں۔ تم بزدل ہو۔ تمہارے میں کوئی بہادری نہیں۔ ایک معمولی تیر تمہیں مار ڈالتا ہے۔ اور تمہارے لیے قیامت برپا کر دیتا ہے۔ اے اللہ! اپنے قرب سے ہمارے دین اور ایمان کو محفوظ فرمایئے۔ اور ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دیجئے۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچایئے۔

دسویں مجلس :-

بندہ جب اپنے نفس اور اپنی نفسانی خواہش سے فنا ہو جاتا ہے تو باعتبار معنی آخرت میں اور باعتبار صورت دنیا میں ہوتا ہے۔ علم الٰہی کے قبضہ میں اس کی قدرت کے سمندر میں تیرنے والا بن جاتا ہے۔ جب اس پر مخالف کا خوف زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور اپنے دل کو خوف کے امن سے کٹتا دیکھتا ہے تو حق تعالٰے اسے قریب کر لیتے ہیں، اور اپنی ذات پہچانوا دیتے ہیں۔ اور اس کو بشارت دیتے ہیں، اور اس کے دل کا ڈر جاتا رہتا ہے۔ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین سے کیا۔ اُن کی طرف دیکھا۔ کہ اس کے پیچھے جمع ہیں۔ ان کو بٹھایا۔ ایک ہی جگہ (بیٹھے) کھا رہے تھے اور اس کو اپنے ساتھ بٹھایا۔ اور اس کے ساتھ (خود) کھانا کھایا۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے۔ تو پوشیدہ طور پر

اشارہ کیا۔ اس سے کہا، مَیں ہی یوسفؑ ہوں پس وہ خوش ہو گیا۔ پھر اس سے
کہا کہ مَیں تمہیں چرانا اور تہمت لگانا چاہتا ہوں۔ تو تم اس مصیبت پر صبر کرنا۔ تو جو
کیفیت اس کی یوسف علیہ السلام کے ساتھ گذری۔ اس کے بھائیوں نے اس پر
تعجب کیا۔ اور اس سے یونہی حسد کیا جس طرح پہلے یوسف علیہ السلام سے حسد
کیا تھا۔ چنانچہ جب اس کی چوری اور عیب ظاہر ہوا۔ کرامت پیش آئی اور اس کو
اپنے نزدیک کر لیا۔ اسی طرح یہ مومن جب اس کو حق تعالیٰ دوست بنا لیتے ہیں۔
اس کو تکلیفوں اور مصیبتوں سے آزماتے ہیں، جب وہ ان پر صبر کرتا ہے تو بزرگی
اور نزدیکی عنایت فرماتے ہیں۔ بات پہنچنے پر کوشش کی۔ بخار آنے پر بیمار بن گیا۔
تقدیر اور تکلیف کی (باتیں) پیش آنے پر خاموش رہا۔ امیر المؤمنین حضرت علی
بن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا۔ اپنے سے تکلیف دور کرنے اور اپنے لیے
نفع اٹھانے کے سلسلہ میں اس طرح رہو، گویا تم قبر میں مردہ پڑے ہو۔ پیارا
حق تعالیٰ کی نسبت سے سنتا اور دیکھتا ہے۔ اور مخلوق کی نسبت سے وہ اندھا
اور بہرہ ہوتا ہے، شوق اس کے حواسِ خمسہ کو گھیر لیتا ہے۔ جسم اس کا مخلوق کے
ساتھ ہوتا ہے اور باطن خالق کے ساتھ ہوتا ہے، اس کے پاؤں زمین پر ہوتے
ہیں اور ہمت آسمان پر ہوتی ہے۔ اور اس کے دل میں فکرِ خدا ہوتا ہے اور لوگ
نہیں سمجھتے۔ اس کے پاؤں کو دیکھتے ہیں اور اس کی ہمت کو نہیں دیکھتے۔ اور نہ ہی
اس کے فکر کو، چونکہ یہ دونوں تو دل کے خزانہ میں ہوتے ہیں جو حق تعالیٰ کا خزانہ
ہے۔ (اس سے اندازہ کرو کہ) تم اس سے کہاں ہو۔ اے جھوٹے! تم اپنے مال،
اولاد، وجاہت، مخلوق اور اسباب کے ساتھ شرک پر ڈٹے ہو۔ اور اس پر تم حق تعالیٰ
سے نزدیکی کا دعویٰ کرتے ہو۔ (دیکھو) جھوٹ ظلم ہے۔ چونکہ ظلم کی حقیقت چیز کا دوسری
جگہ چھوڑنا ہے۔ اپنے جھوٹ سے توبہ کرو۔ اس سے پہلے کہ اس کی نحوست تمہاری

طرف لوٹے جو اللہ والوں کے ساتھی ہوتے ہیں ان کی صفتوں میں سے توبہ ہے کہ جب وہ کسی شخص کی طرف نظر کرتے ہیں ۔ اور اپنی توجہات اس کی طرف کرتے ہیں اس سے پیار کرتے ہیں ۔ اگرچہ وہ منظور (نظر) یہودی، عیسائی یا مجوسی ہو پس اگر مسلمان ہو تو اس کے ایمان، یقین اور استقلال کو (اور) زیادہ کر دیتے ہیں۔ اے حق تعالیٰ اور اس کے نیک بندوں سے غافلو! مال اور اولاد تمہیں حق تعالےٰ سے نزدیک نہ کریں گے۔ تمہیں اس سے محض تقویٰ اور نیک عمل قریب کرے گا۔ کافر لوگ اپنے مال اور اولاد سے بادشاہوں کے نزدیک ہوا کرتے تھے۔ پھر کہا کرتے تھے۔ اگر حق تعالےٰ نے چاہا تو قیامت کے روز بھی ہم اپنے مال اور اولاد اور فعل سے اس کے نزدیک ہو جائیں گے۔ جس پر حق تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :۔ ۰ اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد اس قابل نہیں کہ تمہیں کسی درجہ میں ہم سے نزدیک کر دیں ۔ مگر جو ایمان لایا اور نیک عمل کیا۔ ان سب کے لیے ان کے کیے پر دو گنا ثواب ہے۔ اور وہ (جنت) کے جھروکوں میں اطمینان سے (بیٹھے) ہوں گے ۔؛ دنیا میں رہنے اور جینے کی صورت میں اگر تم اپنے مال سے اللہ کے نزدیک ہو گے تو یہ چیز تمہیں فائدہ دے گی۔ جب تم نے اپنی اولاد کو لکھنا اور (قرآن) پڑھنا اور عبادت کرنا سکھایا اور ارادہ حق تعالےٰ سے نزدیکی کا کیا۔ تو یہ چیز تمہیں تمہاری موت کے بعد تمہیں فائدہ بخشے گی، تمہیں خبر دے دی گئی ہے کہ وہ سب چیزیں تم ہو۔ کوئی فائدہ نہ دیں گی۔ اور محض ایمان ۔ عمل صالح اور سچائی اور (رسولوں ۔ کتابوں اور فرشتوں کی تصدیق) فائدہ بخشے گی ۔ اس مومن عارف اللہ اور اس کا رسول اس سے راضی ہوں ۔ کا اس سے یہی معاملہ رہتا ہے یہاں تک کہ اپنے دل کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے پیش ہونے کی اجازت مانگتا ہے۔ اس کے سامنے غلام کی طرح ہوتا ہے۔ جب خدمت کافی ہو جاتی ہے (تو کہتا ہے)

اے استاد، مجھے مالک کا دروازہ دکھاؤ۔ مَیں اُس سے مشغول ہوں۔ اور مجھے ایسی جگہ کھڑا کرو (کہ جہاں سے) مَیں اس کو دیکھوں۔ میرا ہاتھ اس کی نزدیکی کے دروازہ کی کنڈی میں کر دو۔ تو اس کو اپنے ساتھ لیا اور قریب دروازہ کر دیا۔ پوچھا گیا۔ اے محمّد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اے پیغام دینے والے۔ اے راہ دکھانے والے۔ اے سکھانے والے۔ تمہارے ساتھ کیا ہے۔ تو فرمایا۔ آپ کو اُس کے رتبہ کی قدر و منزلت معلوم ہے اور آپ اس کی خدمت سے راضی ہو گئے ہیں۔ یہ ہے۔ پھر اس کے دل سے فرمایا۔ لو تم ہو۔ اور تمہارا رب۔ جیسے کہ آپ کے لیے جبریل علیہ السلام نے اس وقت کیا تھا۔ جبکہ آپ کو آسمان تک اٹھایا تھا۔ اور آپ اپنے خدائے بزرگ و برتر کے قریب ہو گئے تھے۔ لیجئے آپ ہیں۔ اور آپ کا رب۔ نیک عمل لاؤ۔ اور پروردگارِ عالم کی نزدیکی اختیار کرو۔ جو جنت والے ہیں وہ دنیا کی مصیبتوں سے اور ناداری۔ بیوی بچوں کی پریشانیوں بیماریوں اور غموں پر صبر کرنے سے محفوظ (جنت کے) جھروکوں میں (بیٹھے) ہوں گے۔ موت سے اور بعد میں ایک مرتبہ پھر اس کا پیالہ پینے اور منکر و نکیر کے سوال جواب سے نڈر ہوں گے۔ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ ان کے (داخل ہونے کے) بعد دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔ ان کے لیے نکلنا نہ ہو گا۔ جنت والوں کی راحت ان کے اُس میں داخل ہونے کے بعد ان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھُوتی رہے گی۔ لیکن پیارے۔ ان کے دلوں کے لیے کوئی راحت نہیں۔ چاہے وہ لاکھ جنت میں داخل ہوں۔ جب تک وہ اپنے محبوب کو نہ دیکھیں۔ وہ مخلوق کو نہیں چاہتے۔ وہ تو محض خالق کو چاہتے ہیں۔ وہ نعمتوں کو نہیں چاہتے۔ بلکہ منعم (نعمتوں کے دینے والے) کو چاہتے ہیں۔ اصل کو چاہتے ہیں فرع کو نہیں چاہتے ہیں۔ اور وہ

ان کے دل کی زمین باوجود کشادہ ہونے کے تنگ ہو جاتی ہے۔ ان کے پاس مخلوق سے بے خبر کرنے والا شغل ہوتا ہے۔ جب ان کے دل جنت میں ان کے کاٹنے کی چیز نہیں دیکھتے۔ ایک اشارہ کرتے ہیں جس کی تعبیر نہیں کی جا سکتی۔ ایک طرف اس طرح نکلتے ہیں گویا درندوں۔ بیڑیوں اور قید خانوں کو دیکھتے ہیں۔ جو کچھ اس میں ہے، پردہ۔ وہم۔ عذاب ہے۔ اس سے اس طرح دوڑتے ہیں جس طرح مخلوق درندوں۔ بیڑیوں اور قید خانوں سے بھاگتی ہے۔ اپنی امید کو کوتاہ کرو۔ اپنی حرص کو کم کرو۔ رخصت ہونے والے ایسی نماز پڑھو۔ میرے پاس رخصت ہونے والے کی طرح حاضر ہو۔ پس اگر تمہیں ایک اور دن کی حاضری میں موت آگئی تو یہ تمہارے حساب سے ہوگی۔ کسی مومن کیلئے مناسب نہیں کہ وہ سوئے۔ مگر یہ کہ لکھی ہوئی وصیت اس کے سر کے نیچے ہو۔ چونکہ اگر حق تعالیٰ نے اس کو اس کی نیند میں ہی اٹھا لیا تو لوگ اس کی موت کے بعد جانیں کہ اس میں کیا ہے۔ اور اس پر رحم کیا جائے۔ تمہارا کھانا رخصت ہونے والے کا کھانا ہونا چاہیئے۔ تمہارا اپنے بیوی بچوں میں بیٹھنا رخصت ہونے والے کا بیٹھنا ہونا چاہیئے۔ تمہاری اپنے بھائیوں اور دوستوں سے ملاقات رخصت ہونے والے کی ملاقات ہونی چاہیئے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو۔ جبکہ تمہارا معاملہ دوسرے کے ہاتھ میں ہے۔ مخلوق میں ایک دو ہی فرد ہوتے ہیں۔ جن کو معلوم ہو۔ کہ ان سے یا ان کے لیے کیا ہونے والا ہے۔ انہیں کس وقت مرنا ہے۔ یہ بات ان کے دلوں میں ہوتی ہے۔ اس کو اس طرح سامنے دیکھتے ہیں جس طرح تم نفس کو دیکھتے ہو۔ ان کی زبانیں اس کو بیان نہیں کرتیں۔ سب سے پہلے اس باطن کو واقفیت ہوتی ہے اور باطن قلب کو اور قلب مطمئنہ کو مطلع کرتا ہے اور وہ اس کو چھپاتا ہے۔ اس پر اس کی اجازت کے بغیر اور اس کی دل کی خدمت بغیر کسی کو مطلع نہیں کرتا اور اس کا قیام

اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہاں تک مجاہدوں اور ریاضتوں کے بعد رسائی ہوتی ہے اور جو اس مقام تک پہنچ جائے وہ زمین میں حق تعالیٰ کا نائب اور اس میں اس کا خلیفہ ہوتا ہے۔ یہ بھیدوں کا دروازہ ہے۔ اس کے پاس دلوں کے خزانوں کی کنجیاں ہیں جو حق تعالیٰ کے خزانے ہیں۔ یہ چیز مخلوق کی عقل سے بالا ہے۔ جو اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے پہاڑ کا ایک ذرہ ہے۔ اور اس کے سمندر کا ایک قطرہ ہے اور اس کی روشنی سے ایک چراغ ہے۔ اے میرے اللہ! مَیں آپ سے عذر کرتا ہوں۔ اور اس کی قدرت کہاں۔ لیکن جب مَیں اس درجہ تک پہنچ گیا۔ تو تم سے غائب ہو جاتا ہوں۔ چنانچہ میرے دل کے مقابل کوئی چیز باقی نہیں رہتی جو اس کی طرف عذر کرے اور اس سے محفوظ رکھے۔ یہ دل جب صحیح ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر اپنے پاؤں جما لیتا ہے تو تکوین کے صحرا اور اس کی وادیوں میں گر پڑتا ہے۔ اور اس کے سمندر میں کبھی اپنے کلام سے ہوتا ہے اور کبھی اپنی ہمت سے۔ اور کبھی اپنی نظر سے (یہ سب) اللہ تعالیٰ کا فعل ہو جاتا ہے۔ اور وہ ایک طرف علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اس کے بقایا کو وہ باقی رکھتا ہے۔ تم میں تھوڑے ہیں جو اس کو مانیں۔ اور تم سے اکثر اس کو ایمان سے جھٹلاتے ہیں۔ یہ ولایت ہے اور اس پر عمل کرنا منتہی ہے۔ بزرگوں کے حالات سے محض منافق۔ دجال اور اپنی نفسانی خواہشات کا سوار ہی انکار کرتا ہے۔ یہ بات صحیح اعتقاد پر مبنی ہے۔ پھر (شریعت) کے حکم کے ظاہر پر عمل کرنے پر۔ عمل معرفت الٰہی کا وارث بنا دیتا ہے۔ علم اس کے اور اس کے پروردگار کے درمیان (ذریعہ ہوتا) ہے۔ اس کے ظاہر اعمال باطنی اعمال کے پہاڑ کی نسبت سے ذرہ بھر ہوتے ہیں اس کے اعضاء کو سکون ہوتا ہے مگر دل کو سکون نہیں ہوتا۔ اس کا سر سوتا ہے اور اس کے دل کی آنکھیں نہیں سوتیں۔ اپنا دل سے عمل اور ذکر کرتا ہے۔ اور

وہ سویا ہوتا ہے۔ تم دنیا کو کب پہچانتے ہو۔ کہ اس کو چھوڑ دو۔ اور اس کو طلاق دینے والے بنو۔ تم اپنے بھائیوں سے حسد کرنے کو اور جو چیز ان کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کی تمنا کرنے کو کب چھوڑتے ہو۔ تمہاری خرابی ہو۔ تم اپنے مسلمان بھائی سے اس کی بیوی۔ اس کے بچے۔ اس کے گھر پر اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں دنیا سے ہے اس پر حسد کرتے ہو۔ اور یہ تو ایک بنی بنائی چیز ہے۔ اور اس میں تمہارا کوئی حصّہ نہیں ہے۔ تم اس کی بیوی کی تمنا کرتے ہو۔ اور حالانکہ وہ تو دنیا اور آخرت میں اسی کے لیے ہی بنائی اور پیدا کی گئی ہے۔ تم رزق کی فراخی کی تمنا کرتے ہو۔ حالانکہ علم الٰہی میں اس کی تنگی پہلے ہی ہو چکی۔

چونکہ تم وہ چیز چاہتے ہو۔ جو تمہارے لیے نہیں لکھی گئی۔ دنیا کی طلب میں تم کتنی محنت اٹھاتے ہو اور کتنا لالچ کرتے ہو۔ حالانکہ تمہارے لیے تو اس کا وہی حصّہ ہے۔ جو تمہارے لیے لکھا گیا۔ اے ہمارے اللہ! ہمارے دلوں کو ان کی غفلتوں سے بیدار کر دیجئے۔ ہمیں اپنے لیے بیدار کر دیجئے۔ اور ہمیں اپنی خدمت کے لیے کھڑا کر دیجئے۔ اور ہمیں دنیا میں اور آخرت میں نیکی دیجئے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔

گیارھویں مجلس :-

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہر چیز میں اس کے ماہرین سے مدد لو۔ یہ عبادت اور خوبی ہے۔ اور اس کے ماہرین اعمال کے نیک اور احکام پر عمل کرنے والے ہوتے ہیں۔ عمل کرنے والے مخلوق کو اس کی معرفت کے بعد رخصت کرنے والے ہوتے ہیں۔ مخلوق میں رہ کر اپنے دلوں اپنے بھیدوں اور اپنے معنوں کی طرف بڑھ کر اپنی جان۔ اپنے مال۔ اپنی اولاد

اور تمام ماسوائے اللہ سے بھاگنے والے ہوتے ہیں۔ اور ان کے دل جنگلوں اور بیابانوں میں ہوتے ہیں۔ اور ان کے دل اسی حالت میں رہتے ہیں۔ کہ ان کے بازو مضبوط ہو جاتے ہیں تو اس آسمان کی طرف نظر کرتے ہیں جس کی انہیں ہمت ہوتی ہے۔ پھر ان کے دل اڑتے ہیں اور حق تعالٰے کے ہاں پہنچتے ہیں۔ چنانچہ وہ ان میں سے ہو جاتے ہیں جن کے بارہ میں حق تعالٰے نے فرمایا:۔ کہ "وہ سب ہمارے نزدیک چُنے ہوئے نیک لوگوں میں سے ہیں۔" مومن ڈرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے باطن کو امان تحریر کر دی جاتی ہے۔ پس اس کو اپنے دل سے چھپاتا ہے۔ اور اس کو اس سے مطلع نہیں کرتا۔ اور یہ رکے رکے ہوتے ہیں۔

افسوس بدنصیبی تمہارے پر۔ اے مخلوق کے ذریعہ سے شرک کرنے والے، تم بہت سے ایسے دروازے کھٹکھٹاتے ہو۔ جن کے پیچھے تمہارے گھر نہیں۔ بہت دفعہ لوہا بغیر آگ کوٹتے ہو، نہ ہی تمہیں عقل، نہ ہی تمہیں فکر، نہ ہی تمہیں تدبیر۔ خرابی ہو تمہاری۔ میرے نزدیک ہو جاؤ اور میرے کھانے سے ایک لقمہ کھاؤ۔ اگر تم نے میرا کھانا چکھ لیا تو تمہارا دل اور تمہارا باطن مخلوق کے کھانے سے باز رہے گا۔ یہ ایسی چیز ہے جو کپڑوں، گوشت کی بوٹیوں اور کھالوں کے پیچھے دلوں میں ہوتی ہے۔ اور یہ دل نہیں سنورتا۔ جب تک مخلوق کے گھروں میں سے کوئی باقی ہو۔ اور یقین بھی صحیح نہیں ہوتا۔ جبکہ دل میں دنیا کی محبت کا ایک ذرہ بھی ہو۔ جب ایمان یقین اور یقین معرفت بن جاتی ہے اس وقت معرفت حق تعالٰے کے لیے سعی ہوتی ہے۔ امیروں کے ہاتھ سے لیتا ہے۔ اور فقیروں کی طرف لوٹا دیتا ہے۔ باورچی خانہ کا (مالک) بن جاتا ہے۔ رزق اور روزی تمہارے دل اور باطن کے ہاتھ پر بٹتی ہے۔ تمہارے لیے کوئی بزرگی نہیں۔ اے منافق! کہ تم ایسے ہو جاؤ۔ خرابی تمہاری۔ اللہ کے حکم سے تمہاری کسی پرہیزگار۔ زاہد۔ عالم

بزرگ کے ہاتھ پر نہ تربیت ہوئی۔ نہ تعلیم۔ خرابی تمہاری۔ تم بلاکسی چیز کے کچھ چاہتے ہو۔ یہ تمہارے ہاتھ نہ پڑے گی۔ جب دنیا بھی بلا محنت و مشقت حاصل نہیں ہوتی تو (کوئی چیز) اللہ تعالےٰ کے ہاں کس طرح۔ کہاں تم اور کہاں وہ لوگ جن کی اللہ تعالےٰ نے کثرتِ عبادت کے سلسلہ میں اپنی کتاب میں تعریف کی ہے۔ چنانچہ فرمایا :۔" رات کو بہت کم سوتے ہیں اور صبح کے وقتوں میں بخشش مانگتے تھے" جب اللہ نے انہیں اپنی عبادت میں سچا جانا تو ان کے لیے اپنے فرشتوں میں سے ایک کو کھڑا کر دیا۔ جو ان کو ان کے بستروں سے اٹھاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام سے فرماتے ہیں۔ اے جبریل! فلاں کو اٹھادے اور فلاں کو سُلا دے۔ اللہ والے جب بیدار ہو جاتے ہیں تو ان کے دل حق تعالےٰ کی طرف بڑھتے ہیں۔ نیند میں وہ چیزیں دیکھتے ہیں جن کو حالتِ بیداری میں نہیں دیکھا ہوتا۔ ان کے دل اور ان کے باطن ایسی چیز دیکھتے ہیں جس کو وہ بیداری میں نہیں دیکھتے۔ روزے رکھتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں۔ اپنی جان سے کوشش کرتے ہیں۔ (مخلوق) سے زیادہ رُخ پھیرتے ہیں۔ طرح طرح کی عبادت کر کے دن کو رات کر دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کو جنت حاصل ہو جاتی ہے۔ جب انہیں یہ حاصل ہو جاتی ہے۔ انہیں بتایا جاتا ہے کہ ایک راہ اور بھی ہے اور وہ حق تعالےٰ کے چاہنے کی ہے۔ چنانچہ ان کے اعمال دلوں کے مطابق ہو جاتے ہیں۔ جب حق تعالےٰ مل جاتے ہیں تو قرار پکڑ لیتے ہیں۔ اور اس کے ہاں جم جاتے ہیں جو اپنے مطلوب کو جان لیتا ہے تو اس پر اپنی طاقت کا خرچ کرنا آسان ہو جاتا ہے اور وہ حق تعالےٰ کی طاعت میں کوشش کرتا ہے۔ اس واسطے مومن مشقت میں ہی رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اپنے خدائے بزرگ و برتر سے ملاقات کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب آدمی مرجاتا ہے اور قبر میں داخل ہوجاتا ہے تو منکر نکیر اس سے سوال کرتے ہیں وہ جواب دیتا ہے۔ پھر اس کی روح کو بارگاہِ خداوندی کی طرف جانے اور اس کو سجدہ کرنے کا حکم ہوتا ہے اور اس روح کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت ہوتی ہے۔ وہ اس کو لے لیتی ہے، اور اس کے لیے ان باتوں سے پردہ اٹھاتی ہے جو اس سے چھپی ہوئی تھیں۔ پھر اس کو نیکوں کی روحوں کے ساتھ جنت میں لے جایا جائے گا۔ چنانچہ اور بہت سی روحیں استقبال کریں گی، اور اس سے حالات اور دنیا کے دھندوں کا پوچھیں گی، پس جو چیز اس کو معلوم ہوگی ان کو خبر دے گی۔ فلاں نے کیا کیا، وہ کہے گی وہ تو مجھ سے پہلے مرچکا۔ اس پر وہ کہیں گی، وہ ہمارے تک تو نہیں پہنچا۔ لاحول ولا قوۃ الاّ باللہ العلی العظیم۔ اس کو اس کی ماں ہاویہ (دوزخ) کے پاس لے کر چلے گئے تھے۔ پھر اس نیک روح کو سبز پرندہ کی پوٹ میں ڈال دیں گے۔ وہ جنت میں کھاتی پھرا کرے گی۔ اور آسمان کے نیچے لٹکے ہوئے پنجرہ میں پناہ لیا کرے گی۔ اکثر مومنین علیہم السلام کی ملاقات کی یہ صورت ہوا کرے گی۔ اے اللہ! ہمیں ان میں سے کردے۔ اور ہمیں ان کے جینے کی طرح جیتا رکھ۔ اور ہمیں ان کی سی موت مار۔ آمین۔

بارھویں مجلس :۔

اے فقیرو۔ اے مصیبتوں میں مبتلا ہونے والو! موت اور اس کے بعد کی چیزوں کو یاد کرو۔ تمہارا افلاس اور تمہاری مصیبتیں ہلکی ہوجائیں گی اور تمہارے لیے دنیا کو چھوڑنا آسان ہوجائے گا۔ میری یہ بات قبول کرلو۔ چونکہ میں نے اس کو آزمایا ہوا ہے۔ اور اللہ والوں (کی راہ) چلنے والے تو ذاتِ خداوندی کے علاوہ

(کچھ بھی) نہیں چاہا کرتے۔ جنت سے اٹھتے ہیں اور جنت کے پیدا کرنے والے کے سامنے جا کھڑے ہوتے ہیں۔ ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں (محض) اس کی ذات اور اس کی خوشنودی کی طلب میں۔ ان کے دلوں اور ان کی امنگوں کے درمیان رکاوٹ ہوتی ہے۔ ان کے (سامنے) ان کی ہمتوں کی بات آتی ہے۔ ان کی دکانوں کو بند کر دیتی ہے۔ اور ان کو ویرانوں اور بیابانوں میں بسا دیتی ہے۔ ان کو قرار نہیں ہوتا۔ نہ ان کی رات رات ہوتی ہے۔ اور نہ ان کا دن دن ہوتا ہے۔ ان کے پہلو ان کے بستروں سے الگ ہو لیتے ہیں۔ ان کے دل گرم بھٹی میں دانہ کی طرح ہوتے ہیں۔ جدا ہوتا ہے اور اس سے بھاگتا ہے، ان کے دل محاسبہ، مناقشت اور مخالفت کی فکر کی بھٹی میں ہوتے ہیں۔ وہی ازلی عقل اور سمجھ والے ہوتے ہیں۔ جنہوں نے دنیا اور دنیا والوں کو پہچانا۔ اور اس کی چالبازیوں، مکر و فریب۔ جادو گریوں، سحر آفرینی۔ بے وفائیوں اور اس کے اپنے بیٹوں کو ذبح کرنے کو خوب جانا۔ اللہ والوں کے دلوں کو پکارا گیا۔ تو ان کے پہلو ان کے بستروں سے الگ ہو گئے۔ یعنی صورتوں کی باتیں سننے کے بعد اپنے عیبوں کی باتیں بھی سنیں۔ پنجروں کی باتیں سننے کے ساتھ ساتھ پرندوں کی بھی باتیں سنیں۔ حق تعالےٰ کی بعض باتوں میں سے یہ بات بھی سنی۔ جھوٹا ہے، جس نے میری محبت کا دعویٰ کیا اور جب رات پڑی تو مجھ سے غافل ہو گیا۔ اس موافقت (گویا قول اور فعل کے تضاد سے) سے شرمندگی محسوس کرو۔ شرم کرو۔ (دوسری طرف اللہ والوں کا تو یہ حال رہا) کہ رات کی تاریکی میں صدق و صفا کے ساتھ اس کے حضور کھڑے ہو گئے۔ اور آنسوؤں کو اپنے رخساروں پر چھوڑ دیا اور اس کو اپنے آنسوؤں سے ہی مخاطب کیا اور (عبادت) کے رد سے ڈر کر اور (عبادت) کی قبولیت کی امید کر کے خوف و رجا (ڈر اور امید) کی منزل میں داخل ہو گئے۔

اے لوگو! (شریعت) کے اس ظاہر حکم میں داخل ہو جاؤ۔ خدائے بزرگ و برتر کی کتاب اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرو۔ اور اپنے اعمال میں اخلاص اختیار کرو۔ پھر دیکھو، کہ تم اس کے لطف و کرامت اور خوشگوار گفتگو سے کیا کچھ دیکھتے ہو۔ اے یقینی طور پر مجرمو۔ اے بدنصیبو! آگے بڑھو۔ اے دوڑنے والو! لوٹو۔ مصیبتوں کے تیروں سے مت بھاگو۔ یہ محض اوہام ہیں (ذرا) ڈٹو۔ اس قسم کی بات اور اس کی شہرت کے لیے تم کافی (ثابت) ہو چکے ہو۔ ڈٹے رہو۔ تمہارے علاوہ کسی پر کوئی چیز نہ پڑے گی۔ اس کا ٹھکانہ تو صدیقین (سچوں) کے دل ہیں، تم اس کے اہل نہیں ہو۔ نہ ہی وہ تمہارے لیے ہیں۔ اور نہ ہی تم ان کے لیے ہو۔ تم تو (محض) نظارہ کرنے والے اور پیچھے آنے والے ہو۔ پس اللہ والوں کے عدد زیادہ کرو۔ اور جو اللہ والوں کے عدد کو زیادہ کرے گا وہ انہی میں سے ہوگا۔ سر کی آنکھ سے دنیا کی طرف دیکھا جاتا ہے اور دل کی آنکھ سے آخرت کی طرف دیکھا جاتا ہے۔ اور باطن کی آنکھ سے حق تعالےٰ کی طرف دیکھا جاتا ہے۔ سر کی آنکھ سے دنیا سے بے پرواہ ہوا جاتا ہے۔ اور دل کی آنکھ سے آخرت سے بے پرواہ ہوا جاتا ہے۔ اور باطن کی آنکھ دنیا اور آخرت میں حق تعالےٰ کے ساتھ باقی رہتی ہے۔ چونکہ یہ دنیا اور آخرت میں اس کی طرف دیکھتی ہے۔ جس مومن کی یہ شان ہوتی ہے۔ جب آبادی میں ہوتا ہے تو آبادی والوں کے لیے رحمت ہوتا ہے۔ اگر وہ نہ ہو تو آبادی اس طرف سے دھنس جائے۔ اور اگر آبادی والوں پر دیواریں کھڑی رہیں۔ اس کو سچا جانیں اور اس پر ایمان لائیں اور وہ بلند ہو۔ دشمنی کرنے والے ان جاہلوں کے ساتھ ہوں گے جنہوں نے انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کو قتل کیا۔ اور ان کے دشمن اپنے پروردگار سے دور اوٹ میں پھینکے ہوں گے۔ اے اللہ! ہم پر

اور ان پر مہربانی کیجئے اور ہمیں اور ان کو ہدایت دیجئے۔ آمین

اے دنیا کے عیش و آرام سے فائدہ اٹھانے والو! عنقریب اس سے اس کا آرام و عیش علیحدہ ہو جائے گا۔ ایک شاعر نے کیا عمدہ بات کہی، سنو۔ کہ (آج) تمہیں (آواز) سننے کا مقدور ہے۔ تم نہیں سمجھتے۔ وہ فوت ہونے والی ہے۔ بلکہ جو چاہے کھاؤ۔ اور اچھی طرح جیو۔ چونکہ ان سب کے بعد آخر موت ہے۔ عنقریب تمہارا مال اور تمہاری زندگی فنا ہو جائے گی۔ اور تمہاری (آنکھوں) کی روشنی کم ہو جائے گی اور تمہاری عقل میں فتور واقع ہو جائے گا۔ اور تمہارا کھانا پینا کم ہو جائے گا اور تم مزوں کی چیزوں کو دیکھو گے۔ لیکن ان میں سے کچھ بھی کھانے کے قابل نہ ہو گے۔ تمہاری بیوی اور تمہارا بچہ تم سے بغض رکھتے ہیں۔ اور تمہاری موت کی تمنا کرتے ہیں۔ تمہیں رنج و غم کا سامنا ہو گا۔ اور دنیا چلی جائے گی اور آخرت تمہارے سامنے آئے گی، پھر اس وقت اگر تمہارے پاس کوئی نیک عمل ہو گا تو تمہارا استقبال کرے گی اور تمہیں اپنے سینے سے چمٹائے گی اور اگر نیک عمل نہ ہوا تو قبر تمہاری جگہ ہو گی اور آگ تمہاری سہیلی ہو گی۔ یہ ہوس نہیں؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جینا تو آخرت کا جینا ہے اور اس کو اپنی ذات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے دہرایا کرتے۔ مجھ سے سیکھو۔ اے جاہلو۔ میری پیروی کرو۔ بلاشبہ میں تمہیں نیکی کی راہ کی ہدایت کروں گا۔ تمہاری خرابی ہو تم میری ارادت کا دعویٰ کرتے ہو اور اپنا مال مجھ سے چھپاتے ہو۔ تم اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہو۔ مرید کے پاس اپنے پیر کے مقابلہ میں نہ کرتا ہوتا ہے نہ پگڑی اور نہ سونا ہوتا ہے اور نہ ملکیت۔ اس کے ہقال پر محض وہ کھانا ہے جس کے کھانے کا اسے حکم ہوتا ہے۔ وہ اس سے فانی ہوتا ہے۔ اس کے امر و نہی کا منتظر ہوتا ہے۔ جانتا ہے کہ یہ اس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کی مصلحت ہے۔

تم اپنے پیر پر تہمت لگاتے ہو۔ جب تم اسے ہی صحیح نہیں سمجھتے تو اس کی ارادت اور صحبت تمہارے لیے صحیح نہیں۔ بیمار جب اپنے معالج پر ہی تہمت لگاتا ہے تو اس کے علاج سے اچھا نہیں ہوتا ہے۔ جو کام تمہاری مدد نہیں کرتا اس میں مت لگو۔ کہیں وہ بھی رہ جائے جو تمہاری مدد کرتا ہے۔ دوسرے کے حالات اور ان کے عیبوں کا ذکر ایسی چیزوں میں سے ہے جو مدد نہیں کرتیں۔ اور اپنے نفس کے حالات کا ذکر ایسی چیزوں میں سے ہے جو تمہاری مدد کرتی ہیں۔ نفس، خواہش نفسانی اور طبیعت سے رفاقت کرو۔ پیر کی ساری بات ان کے حق میں نہیں، خلاف ہُوا کرتی ہے، مرید اندھیرے میں ٹٹولنے والے کی طرح ہوتا ہے، نہیں جانتا۔ اس کے ہاتھ میں کیا ہے، جب نفس مطمئن ہو جاتا ہے تو اس سے خواہش نفسانی اور طبیعت کی آگ بجھ جاتی ہے، عقل حرکت میں آتی ہے اور ایمان مضبوط ہو جاتا ہے۔ سکون ہوتا ہے اور حق اور باطل میں تمیز ہو جاتی ہے، چنانچہ باطل سے باز رہتا ہے۔ اور حق کی باتیں کرتا ہے۔ پھر اس کو حکم ہوتا ہے تو اس پر عمل کرتا ہے۔ اور اس کے تابع ہو جاتا ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امر اور نہی میں اتباع کرتا ہے۔ چونکہ حق تعالےٰ کی سنتا ہے، جو ارشاد فرماتے ہیں، "اور جو تم کو رسول دے، سو وہ لے لو۔ اور جس سے تم کو منع کرے، سو باز رہو۔"

یہ حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے تمام اوامر اور نواہی میں عام ہے۔ پس جب ان کے حکم کو بجا لاتا ہے اور لغزشوں میں ان کی منع کی ہوئی چیزوں سے باز رہتا ہے تو اس وقت متقی مسلمان بن جاتا ہے، جب اس میں پختہ ہو جاتا ہے تو عارف باللہ بن جاتا ہے۔ اس کے پاس سکون اور خاموشی ہوتی ہے اور جو کچھ اس کے دل میں ڈالا جاتا ہے۔ اس کی طرف کان کرتا ہے۔ اس کے پاس

دائمی گفتگو، دائمی سماعت اور دائمی فرحت ہوتی ہے۔ اے اللہ! ہمیں اپنے نزدیکی کا مزہ۔ اپنی بات چیت کی خوشگواری اور اپنی ذات سے خوشی نصیب فرمایئے، اور ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دیجئے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچایئے۔

تیرھویں مجلس :-

جس کی مخلوق سے بے رغبتی صحیح ہو جاتی ہے، اس سے اللہ والوں کو صحیح طور پر رغبت ہو جاتی ہے اور وہ اپنی بات چیت میں کمی اختیار کر لیتا ہے۔ اور اس لحاظ سے جب دل کی بے رغبتی مخلوق سے صحیح ہو جاتی ہے۔ اور سوائے قرب خداوندی کے ماسوائے اللہ سے باطن کی بے رغبتی صحیح ہو جاتی ہے تو "قرب (الٰہی)" دنیا میں اس کا دوست ہوتا ہے، اور آخرت میں اس کا رفیق ہوتا ہے، جب تم مخلوق کو جان لوگے۔ وہ اللہ کو جان لے گا۔ اور اللہ والوں کو اور ان کی صفتوں کو تم اپنی طرف سے خوب اچھی طرح پہچان لوگے۔ تمہارے پاس سے انسان اور جن معدوم ہو جائیں گے۔ اور فرشتہ تمہارے دل کو ایک دوسری صفت دے دے گا۔ اور اسی طرح تمہارا باطن تمہارے وجود کے اس چھلکے سے علیحدہ ہو جائے گا جو بنی آدم کی عادت ہے، حکم ہوگا۔ تو تمہارے پر کرتا ہو جائے گا۔ تو تم اپنے نفس کی بات، مخلوق خداوندی کی بات سے واقف ہو جاؤ گے اور علمِ وحی آئے گا۔ پس وہ تمہارے دل اور باطن پر کرتا بن جائے گا۔ اپنی خانقاہ میں جہالت کے ساتھ علیحدہ ہو کر نہ بیٹھ جاؤ۔ چونکہ جہالت کے ساتھ علیحدہ ہونا پورا فساد ہے۔ اسی واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پہلے دین کی سمجھ پیدا کرو۔ پھر علیحدہ ہو کر بیٹھو۔ تمہارے لیے مناسب نہیں کہ اپنی خانقاہ میں علیحدہ ہو کر بیٹھ جاؤ اور زمین کی سطح پر ایک ایسا بھی ہو جس سے تم ڈرتے ہو اور اس سے

امید بھی لگائے ہوئے ہو۔ سوائے ذاتِ واحد کے خوف کے اور ایک ہی خوف کے تمہارے لیے کوئی خوف مناسب نہیں۔ اور وہ خدائے بزرگ و برتر ہے۔ عبادت ترکِ عبادت ہے، نہ کہ عادت کہ عبادت کی جگہ لے لے، دنیا۔ آخرت اور مخلوق سے تعلق مت چاہو۔ اور حق تعالیٰ سے تعلق پیدا کرو۔

چونکہ پرکھنے والا جاننے والا ہوتا ہے۔ کسوٹی (پرپرکھے) بغیر نہیں لیتا۔ جو تمہارے پاس ہے۔ اس کو پھینک دو۔ اسے کچھ بھی شمار نہ کرو۔ وہ تم سے نہیں لے گا۔ (لوگ)، دعویٰ کرتے ہیں اخلاص کا اور ہوتے ہیں (بڑے) منافق۔ اگر امتحان نہ ہوتا کرتا تو دعووں کی تو کثرت ہو جاتی۔ جو کوئی علم کا دعویٰ کرتا ہے غصّہ والی باتوں سے آزمایا جاتا ہے۔ اور جو سخاوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ سوال سے آزمایا جاتا ہے۔ اور جو کوئی بھی کسی چیز کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کی ضد سے آزمایا جاتا ہے۔ جب بندہ اللہ تعالیٰ کے سوا دنیا اور آخرت کو چھوڑ دیتا ہے اور اس کے دل کو اللہ تعالیٰ کی قرب و محبت۔ لطف و احسان کا گھر حاصل ہو جاتا ہے تو حق تعالیٰ اس کو کھانا۔ پینا۔ پہننا اور بہتری کی چیز کے حاصل کرنے کی تکلیف نہیں دیتے ہیں اور اس کے دل کو ان چیزوں کی لگاوٹ سے پاک کر دیتے ہیں۔ بدبختی تمہاری۔ تم بلا کسی چیز کے کوئی چیز چاہتے ہو۔ یہ تمہارے ہاتھ نہ پڑے گی۔ قیمت ادا کرو۔ اور قیمت کی چیز لے لو۔ مبارک بات ہے۔ دنیا کا رنج و غم برداشت کر لو تاکہ تمہیں آخرت کی خوشی حاصل ہو جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے غم والے اور ہمیشہ فکر کرنے والے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ عبادت کرنے والے تھے۔ حالانکہ آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ بخشے گئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی فکر کرتے تھے کہ ان کے بعد امت سے کیا بنے گی۔ اور حسن بصریؒ جب اپنے گھر سے نکلا کرتے تھے تو آپ کے دل سے ان کے چہرہ غم و اندوہ کے

عمل سے غم کا اثر پھیلتا تھا۔ غم سب حالات میں مومن کی عادت ہے۔ یہاں تک کہ اپنے خدائے بزرگ و برتر سے ملاقات کرتا ہے۔ اللہ والے تو گونگوں کی طرح ہی رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کو بات کرنے کی اجازت مل جائے۔ اور یہاں تک کہ انہیں اور نیکوں کو اکٹھا کر دیا جائے۔ پھر وہ مخلوق کے سامنے بات کریں۔ ان کی مراد کی طرف رہنمائی کریں۔ ان کے لیے سراپا نطق بن جائیں۔ پھر جب ان کے دل مخلوق کی طرف مائل ہوتے ہیں تو غیرتِ (خداوندی) کا ہاتھ ان کی طرف گرفت اور لگام (کی شکل میں) آتا ہے۔ ان کی طرف سے (رحمتِ خداوندی کا) دروازہ بند کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ معذرت کریں اور توبہ کریں۔ جب ان کی توبہ ثابت ہو جاتی ہے تو ان کے لیے دروازہ کھولتا ہے۔ اور ان کے دلوں کو قرب حاصل ہوتا ہے۔

اے دل کے مرد! تمہارا میرے پاس بیٹھنے کا کیا (مطلب یا فائدہ) اے دنیا اور بادشاہوں کے بندو۔ اے امیروں کے غلامو۔ اے غلہ کی مہنگائی (اور ارزانی) کے بندو۔ اگر گندم کے ایک دانہ کی قیمت ایک دینار تک ہو جائے۔ مَیں کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ مومن کو اس کے قوتِ یقین اور اپنے خدائے بزرگ و برتر پر بھروسہ کی بنا پر اس کا رزق غم میں نہیں ڈالتا۔ تم اپنی ذات کو مومنین میں نہ شمار کرو۔ (جب ایمان و یقین اس قدر کم اور کمزور ہے تو) ان سے علیحدہ ہو جاؤ۔ پاک ہے وہ ذات جس نے مجھ کو تمہارے درمیان کھڑا کر دیا ہے۔ جب کبھی میرا بازو لمبا ہو جاتا ہے تو قدرت کا ہاتھ اسے کوتاہ کر دیتا ہے۔ اور جب کبھی علم کا بازو لمبا ہو جاتا ہے تو حکم شریعت کی قینچیاں اس کو کتر دیتی ہیں۔ تمہارے سامنے جو دلائلِ توحید اور صدیقین و اولیاء کی باتوں کی طرف کان لگانے کی بات کرتا ہوں اور جو تمہارے لیے نصیحت کرتا ہوں

قبول کرو۔ ان کی باتیں حق تعالیٰ کی وحی کی مانند ہیں۔ حاصل جو اس سے کرتے ہیں اور وہ ان کو عالم کلام کے ماورار مقام سے حکم کرتا ہے۔ تم تو (نری) ہوس ہو۔ کتابوں سے باتیں جمع کرتے ہو۔ اور ان سے وعظ کہتے ہو۔ (فرض کرو) اگر تمہاری کتاب ضائع ہو جائے تو تم کیا کرو۔ یا (خدانخواستہ) تمہاری کتابوں میں آگ لگ جائے یا وہ چراغ جس سے تم دیکھتے ہو۔ بجھ جائے اور تمہارا مٹکا ٹوٹ جائے۔ پھر اس پانی کا پتہ چل جائے جو اس میں تھا۔ تمہارا پیالہ۔ تمہارا مٹکا۔ تمہاری دیا سلائی اور تمہارا مددگار کہاں ہیں۔ جو سیکھتا اور سکھاتا۔ اور مقرر مقدم عبادت میں اخلاص پیدا کرتا ہے۔ اس کے دل میں حق تعالیٰ کی طرف سے ایک نور پیدا ہو جاتا ہے جس سے وہ خود اور دوسرا روشن ہو جاتا ہے۔ ہٹو۔ بچو۔ ایک طرف ہو جاؤ۔ اے قلموں کے بیٹو۔ اے نفوس و امداد کے ہاتھوں جمع شدہ صحیفوں کے بیٹو۔ خرابی تمہاری۔ تم خطوط اور تنقیص پر جھگڑتے کرتے ہو اور خط کی تبدیلی کی بنا پر ہلاک کر دیتے ہو۔ اور تمہاری کوشش سے پہلا خط اور علم کس طرح بدل سکتا ہے۔ تابعدار بن جاؤ۔ کیا تم نے حق تعالےٰ کی بات نہیں سنی۔ "جنہوں نے ہماری باتوں پر یقین کیا اور تابعدار ہوئے" اسلام کی حقیقت اور اللہ والوں کی تابعداری یہ ہے کہ اپنے پروردگار کے سامنے گر پڑے۔ اور کتنا۔ کیسا۔ کرو اور نہ کرو (سب) بھول گئے۔ طرح طرح کی عبادت اور فرمانبرداری کرتے رہے۔ اور (پھر بھی) ڈرتے رہے۔ اور اسی واسطے حق تعالےٰ نے ان کی تعریف فرمائی۔ " دیتے ہیں۔ جو وہ دیتے ہیں۔ اور ان کے دل ڈر رہے ہیں کہ وہ اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں" میرے احکام بجا لاتے ہیں اور میری منع کی ہوئی باتوں سے رکتے ہیں۔ اور میری مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں۔ اور میری دی ہوئی چیزوں پر شکر کرتے ہیں اور اپنی جانوں، اپنے

مالوں۔ اپنے بچوں اور عزتوں کو میرے ہاتھ کی لکھی (تقدیر) کے حوالہ کر دیتے ہیں اور ان کے دل میرے سے سہمے ہوئے ڈرتے رہتے ہیں۔ اے اللہ کی بخشش اور پاکیزگی سے دھوکہ میں پڑنے والو۔ جلد ہی تمہاری پاکیزگی کدورت سے، تمہاری امارت فقیری سے اور تمہاری فراخی تنگی سے بدل جائے گی۔ جس (کام) میں تم لگے ہو۔ اس سے دھوکہ نہ کھاؤ۔ اور مجالس ذکر کی پابندی اور عمل کرنے اور علم حاصل کرنے اور ان کی باتیں سننے اور ان کی کسی باتوں پر کان دھرنے کے سلسلہ میں بزرگوں سے حُسنِ ظن کو ضروری سمجھو۔ اور جب مرید کی شیخ سے صحبت ہوگی تو یہ صحبت شیخ کے دل کی معرفت کے کھانے پینے سے نوالہ اور کھانا دے گی۔ اے بے نصیبو! اپنے دلوں کو مخلوق سے خالی کر لو۔ کل قیامت کو تم عجیب و غریب چیزیں دیکھو گے۔ جنت والوں سے کہا جائے گا۔ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اس دن جب حق تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے دلوں میں جھانک لیں گے۔ اور ان کو دنیا۔ جنت اور اپنے ماسوائے سے خالی پائیں گے۔ ان سے فرمائیں گے۔ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ یعنی میرے قرب کی جنت میں۔ جلد یا بدیر۔ خرابی تمہاری۔ اپنے دلوں سے اپنے خدائے بزرگ و برتر کی دشمنی میں موافقت نہ کرو۔ تمہارے دل جو تمہارے پہلوؤں میں ہیں۔ تمہارے دشمن ہیں۔ جب بھی تم انہیں پیٹ بھر کر کھلاؤ گے۔ اور ان کا خیال کرو گے اور ان کو موٹا کر دو گے تمہیں کھا جائیں گے۔ کاٹنے والا درندہ بن جائیں گے۔ ان سے ان کی لذتیں اور مزے کاٹ دو۔ اور (ویسے) ان کے حقوق ان کو پورے دے دو۔ اور یہ چیز تو ان کے لیے لابدی ہے۔ ایک ٹکڑا جو بھوک کو بند کر دے اور (کپڑے) کا پھٹا ٹکڑا جو ستر کو ڈھانپ دے۔ اور یہ بھی اللہ تعالےٰ کی طاعت کی شرط پر۔ اپنے دل کو کہو۔ میں تمہیں تمہارا حق نہ دوں گا۔ جب تک تم اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری نہ کرو۔ نماز۔ روزہ

اور ہر وہ عبادت کا کام نہ کرو۔ جس کا تمہیں اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہے اس پر
پوری نظر رکھو۔ جب تم اس پر قائم رہو گے تو اس کی برائی مٹ جائے گی اور
اس کی بھلائی باقی رہ جائے گی۔ (ہمیشہ) اس کو حلال کھلاؤ۔ (پھر بھی یہ کہ)
وہ مر چکا۔ اس سے مامون نہ رہو۔ چونکہ نفاق اس کی عادت ہے۔ اور اپنے لیے
نماز روزہ کرتا اور مشقتیں اٹھاتا ہے۔ تاکہ مخلوق سے اپنی تعریف سنے۔ اور مجلسوں
میں اس کا ذکر ہو۔ جس نے بھلائی والا نہ دیکھا۔ اس کی بھلائی نہ ہوئی۔ جب کسی
مومن بندے کا دل ریا اور نفاق سے نجاست سے پاک ہو جاتا ہے تو اس کی
دو رکعتیں اس شخص کی ہزار رکعتوں سے اچھی ہوتی ہیں۔ جس کا دل ان دونوں سے
پاک نہ ہوا۔ اے منافق۔ تیرا سارا نفاق تیرے دل سے ہے۔ اپنے دل کے مواد
کو نکال دو۔ اور تم اس کے پیدا کرنے والے کے ہو جاؤ گے۔ اور اس کی برائی ختم
ہو جائے گی۔ دل کو سکھانے اور سنوارنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاکہ تمہارا کجاوہ
اٹھا سکے۔ اور اس کو ایسی چیز اٹھانے کی سکت ہو۔ جیسی اس ایسے اٹھا لیتے ہیں
جیسے اونٹ جس کو تم نے خریدا ہو۔ اور وہ چھوٹا ہو۔ تو تمہیں اور تمہارے کجاوہ کو
اٹھانے کے کب قابل ہوتا ہے۔ کیا تم اس کو پالتے۔ بڑھاتے۔ اور ایک چیز سے
دوسری چیز کی طرف نہیں چلاتے۔ یہاں تک کہ اسے اطمینان ہو جاتا ہے اور
تمہارا سامان اٹھاتا ہے۔ اور تمہارے پیچھے جنگلوں اور بیابانوں میں چلتا ہے۔ تم
اپنے دل کے عاشق ہو۔ تمہیں اس کی مخالفت نہیں کر سکتے۔ وہ دن بدن تمہیں
جہاں چاہتا ہے کھینچ لے جاتا ہے۔ یہاں تک کہ تمہارا گلا گھٹنے اور تمہاری موت
(کا وقت) آ جاتا ہے۔ اور تم نے تو اپنی اطاعت کو گا۔ گے۔ گی میں رکھ چھوڑا
ہے۔ تم کہتے ہو۔ آج توبہ کرتا ہوں۔ کل توبہ کرتا ہوں۔ عنقریب اپنے پاک پروردگار
کی اطاعت کے لیے فارغ ہو جاؤں گا۔ جلدی ہی اپنے گناہوں سے شرمندگی کو

پہنچوں گا۔ ذرا دیکھو! مَیں ایسا کروں گا۔ ویسا کروں گا۔ چنانچہ تم اسی طرح خود فریبی کی بے ہوشی میں پڑے رہتے ہو کہ اچانک تمہیں موت آن پکڑتی ہے۔ پھر تمہیں اس سے چھوٹنے کی قدرت کہاں۔ اور تمہارے قرض۔ تمہارے گناہ اور تمہاری نافرمانیاں تمہارے ذمہ باقی رہ جاتی ہیں۔ بدنصیبی تمہاری۔ تم روپیہ پہ روپیہ جمع کیے جاتے ہو۔ اور تمہارے اس جمع کرنے کی کوئی انتہا نہیں۔ یہ سب تمہارے لیے بچھو (ثابت) ہوں گے۔ اور سانپ ہیں جو تمہیں کاٹیں گے۔ روپیہ پیسے کا ٹھکانہ دنیا ہے۔ دنیا مصروفیتیں ہیں اور آخرت ہولناکیاں ہیں۔ اور بندہ ان کے درمیان ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ قرار پکڑے۔ پھر (اس کی راہ) یا جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف۔ جس کی اصل اور تفصیل تمہیں معلوم نہیں۔ اسے نہ کھاؤ۔ حرام کا کھانا دل کی سیاہی ہے۔ جس شخص کو صبر نہ ہو وہ حلال کیسے کھائے۔ حلال تو محض وہ کھاتا ہے جو اپنے دل۔ خواہش نفسانی اور شیطان سے جنگ کرنے کے لیے ڈٹا ہوا ہو۔ جنگ کرنے والا صابر ہوتا ہے اور حلال کھاتا ہے۔ اے اللہ! ہمیں حلال کی روزی دیجئے۔ اور ہمارے اور حرام کے درمیان دُوری کر دیجئے۔ اور ہمیں اپنی مہربانی۔ اپنی بھلائی اور اپنی نزدیکی سے (کچھ) نصیب فرمایئے اور اس سے وہ ہمارے دلوں۔ ہمارے باطنوں اور ہمارے ہاتھ پاؤں کو روزی عطا فرمایئے۔ آمین۔

چودھویں مجلس :-

اے اللہ کے بندو۔ عقل سیکھو۔ اپنے معبود کو اپنی موت سے پہلے پہچاننے کی کوشش کرو۔ اپنی حاجات مانگو۔ تمہارا دن اور رات اس سے مانگنا اس کی عبادت ہے۔ اگرچہ دے یا نہ دے۔ اس کا اہتمام کرو۔ اور جلدی نہ کرو۔ اور مانگنے سے اُکتا نہ جاؤ۔ اس سے ذلت کے ساتھ مانگو۔ اگرچہ دیر ہو۔ تمہاری پکار کو پہنچے گا۔ چنانچہ

اللہ تعالٰے پر اعتراض نہ کرو۔ چونکہ وہ تمہاری مصلحتوں کو تمہارے سے زیادہ جانتا ہے۔ اس بات کو سنو اور سمجھو۔ اور اس پر عمل کرو۔ یہ سیدھی راہ کی بات ہے۔ آزمائی ہوئی بات ہے۔ افسوس تم پر۔ تم اپنے ربِ جلیل کو پہچانے بغیر کیسے مرجاتے ہو۔ حیف ہے تمہارے پر۔ جس کی طرف نہ تم پلٹے۔ نہ اس سے معاملہ کیا اور نہ اس کے مہمان ہوئے۔ اس کی طرف بڑھتے ہو لیکن اس کی ضیافت کے ذکر سے کھاتے ہو۔ اس سے معاملہ کرو۔ اور تمہارا یہ معاملہ جو تم نے اس کے ساتھ اپنے پہنچنے سے پہلے کر لیا ہے نفع بخش ہو گا۔ فقیروں اور مسکینوں کی عزت کرو کہ ان کو اللہ پر زور ہے۔ اور ان کے ساتھ اپنے مالوں سے غمخواری کرو۔ تمہیں بھی اللہ پر زور ہو گا۔ اگر تم نے ایسا کیا۔ اللہ تمہاری عزت کرے گا۔ اور تمہارے لیے تمہاری دنیا اور آخرت اچھی کر دے گا۔ یہ مال جو تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ یہ تمہارے لیے نہیں۔ یہ تمہارے پاس امانت ہے۔ یہ تمہارے اور فقیروں کے درمیان مشترک ہے۔ امانت والے (کی موجودگی میں) امانت کے مالک مت بنو۔ کہ وہ اس کو تمہارے ہاتھوں سے چھڑا لے۔ تم میں سے جب کوئی (سالن کی) ہنڈیا پکائے۔ تو اس سے اکیلا ہی نہ کھائے۔ بلکہ اس میں سے اپنے پڑوسی کو بھی کھلائے اور اس سائل کو جو اس کی اور اس کے دروازہ کی طرف آئے۔ اور اس مہمان کو اس سے جو مہمانی چاہے۔ ان پر اور ان کے کھلانے پر قدرت رکھنے کے باوجود سوال کو رد نہ کرے۔ چونکہ اس کے سوال کا رد کرنا نعمتوں کے زوال کا باعث ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ جس نے بغیر عذر کے سائل کو اپنے دروازے سے لوٹا دیا۔ امان کے فرشتے چالیس روز تک اس کے دروازہ پر نہیں پھٹکتے۔ اگر فقیروں کے آنے کے وقت تم نے اپنے دلوں کو اس کی عادت ڈال لی تو اللہ تعالٰے تمہارے لیے تمہاری مدد میں وسعت کر دیں گے۔ دینے کی قدرت کے باوجود تم ان کو لوٹا دیتے ہو۔ کس چیز نے تمہیں

نڈر بنا دیا۔ (کہ اللہ تعالےٰ اپنی روزی) اس (سائل) کے لیے فراخ کر دیں اور تمہارے لیے تنگ کر دیں۔ کم بختی تمہاری۔ تم فقیر تھے۔ ایک ذرہ تمہارے پاس نہ تھا۔ اللہ تعالےٰ نے تمہیں بے پرواہ کر دیا۔ اور تمہاری عزت دور کر دی اور تمہاری بھلائی اور تمہارے رزق کو اتنا زیادہ کر دیا کہ تمہارے خیال میں بھی نہ تھا۔ پھر تمہاری طرف ایک فقیر بھیجا۔ اس کو تمہارے گرد گھمایا۔ تاکہ تم اس کی اس چیز سے غمخواری کرو۔ جو اللہ نے تمہیں دی۔ تم اس کو خالی ہاتھ لوٹاتے ہو۔ اور متوجہ نہیں ہوتے۔ خدا کی قسم، جلدی ہی اللہ تمہارے ہاتھ سے وہ سب کچھ چھین لے گا جو تمہیں دیا ہے اور تمہیں عزبت اور تنگی کی طرف لوٹا دے گا۔ اور تمہارے تھوڑے صبر کے ساتھ تمہارے لیے مخلوق کے دلوں میں سختی ڈال دے گا۔ اے اللہ! ہمیں موت سے پہلے بیداری موت سے پہلے ہدایت۔ موت سے پہلے معرفت۔ موت سے پہلے اپنے سے معاملہ اور اپنے دروازہ کی طرف لوٹنا اور موت سے پہلے اپنے نزدیکی کے گھر میں داخل ہونا نصیب فرمایئے۔ آمین۔

پندرھویں مجلس :-

اے صاحبزادے! اپنے ہاتھ میں توحید کی تلوار اور تقویٰ کی ڈھال پکڑو۔ اور اپنے صدق و ارادت کے گھوڑے پر سوار ہو اور اپنے دل۔ نفسانی خواہش اور طبیعت اور مخلوق۔ دنیا اور شیطان کے ساتھ شرک پر حملہ اخلاص سے حملہ آور ہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد نصرت آئے گی۔ اللہ والوں نے اپنے دلوں کو قید کیا۔ تھوڑے پر تبلیغ کی۔ یہاں تک کہ کثرت کو پہنچے۔ انہوں نے اپنے لیے تیار شدہ پوشاکوں کو تقدیر کی کیلوں پر لٹکتے دیکھا۔ تو انہوں نے مخلوق کی آسانی پر صبر کیا۔ یہاں تک کہ ان کے لیے دنیا اور آخرت کے حصّہ سے جو کچھ ان

کے لیے تیار ہوا تھا۔ آگیا۔ مل گیا۔ جب دل حق تعالٰے کے ماسویٰ سے پرہیز کرتا ہے تو معرفت کے جنگلوں اور علم کے بیابانوں کی طرف بڑھتا ہے۔ ماسویٰ اللہ سے امان کے گھر میں آجاتا ہے۔ چنانچہ اس پر نافرمانی۔ شیطان کی پیروی اور رحمٰن کی مخالفت غلبہ نہیں کرتی۔ اے جلدی کرنے والو جمے رہو۔ اے چیزوں کا اپنے وقت سے پہلے آنا چاہنے والو! جہالت مت کرو۔ کیا تم نے نہیں سنا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جلدی شیطان کی طرف سے اور دیری رحمان کی طرف سے ہوتی ہے۔ بوجہ اس کے تمہاری مصلحتوں کو جاننے کے۔ جو اللہ تعالےٰ سے محبت کرتا ہے اس کے لیے کوئی ارادہ باقی نہیں رہتا۔ چونکہ محب کا محبوب کے سامنے کوئی ارادہ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ غلام کا اپنے آقا کے سامنے۔ اپنے آقا کا عقلمند غلام کسی بھی چیز میں نہ اپنے آقا کی مخالفت کرتا ہے نہ اس سے معارضہ۔ بدنصیبی تمہاری۔ تم نہ محب ہو۔ نہ محبوب۔ اور تم نے نہ محبت کا ذائقہ چکھا۔ اور نہ محبوبیت کا ذائقہ۔ محب پریشان دل اور ڈرتا ہوتا ہے اور محبوب سکون سے ہوتا ہے۔ محب مشقت میں ہوتا ہے اور محبوب آرام سے ہوتا ہے۔ تم محبّت کا دعویٰ کرتے ہو۔ اور اپنے محبوب کی طرف سے (نیند میں غافل) سو رہے ہو۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام میں فرمایا۔ جھوٹا ہے۔ جو میری محبت کا دعوےٰ کرے۔ اور جب رات آئے۔ مجھ سے غافل ہو جائے۔ اللہ والوں میں ایسے بھی ہیں جن کی آنکھ نیند کے غلبہ سے نہیں (بلکہ) اونگھ سے سوتی ہے۔ اپنے سجدوں میں سوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جب بندہ اپنے سجدوں میں سوتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے فرشتوں میں فخر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں تم نہیں دیکھتے۔ اس کی روح میرے پاس ہے اور اس کا جسم میری اطاعت میں میرے سامنے ہے۔ جس شخص کو اپنی نماز میں نیند کا غلبہ ہو۔ وہ اپنی نماز ہی میں ہوتا ہے۔

اس واسطے کہ وہ اپنی نیت سے نماز میں ہے۔ اس پر (نیند) کا غلبہ ہوا جس نے اس کو دبا لیا۔ اور حق تعالےٰ صورت کی طرف نہیں دیکھتے وہ تو محض نیت اور معنی کی طرف نظر کرتے ہیں۔ عارف جب آخرت سے پرہیز کرتا ہے تو اس سے کہتا ہے، مجھ سے ایک طرف ہٹ جا۔ کیونکہ میں تو حق تعالےٰ کا دروازہ تلاش کر رہا ہوں۔ تم اور دنیا میرے نزدیک ایک ہی ہو۔ دنیا مجھے تمہارے سے روکتی تھی۔ اور تم مجھے میرے ربِ جلیل سے روکتی ہو۔ تمہیں کوئی بزرگی نصیب نہ ہو۔ کہ تم مجھے اللہ تعالیٰ سے روکتی ہو۔ اس بات کو سنو۔ چونکہ یہ اللہ تعالےٰ کے اپنی مخلوق سے علم اور ارادت سے ہے۔ اور یہ حال انبیاء و مرسلین اور اولیاء و صلحاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔

اے دنیا کے بندو۔ اے آخرت کے بندو۔ تم حق تعالےٰ اور اس کی دنیا اور آخرت سے جاہل ہو۔ تم خطا کار ہو۔ تم دنیا کی ہنسی ہو۔ حق تعالےٰ کے علاوہ تعریف و ستائش اور قبولیت مخلوق تمہارا بت ہے۔ اللہ والے تو محض اس کی ذات کے طالب ہوتے ہیں۔ بدنصیبی تمہاری، قیامت تمہارے لیے قریب ہے۔ بیشک یہ مدو جزر ہے۔ بلاشبہ یہ تقدیر کا سونا اور اس کا جاگنا ہے۔ دراصل یہ اشیاء اور اقبال ہے۔ کیا صبح قریب نہیں ہے۔ قیامت کا دن متقین کی مدد کا دن ہے۔ متقین کی خوشی کا دن ہے۔ اور متقی لوگ وہی ہیں جو اللہ تعالےٰ سے اپنی پسند اور ناپسند کی چیزوں کے بارہ میں اپنی خلوت و جلوت، سختی اور تکلیف میں اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں۔ وہی عباد اللہ اور مردانِ خدا ہیں، وہی مرد اور بہادر لوگ ہیں وہی سیادت اور ریاست کے (مالک) ہیں۔ یہی ایمان کی جڑ ہیں۔ بنیاد اس کی یہ ہے کہ کھلے اور چھپے شرک اور نفاق سے بچتے ہیں۔ دنیا اور مخلوق سے پرہیز کرتے ہیں اور دلوں کے مطالب ختم کر دیتے ہیں،

تم اللہ تعالٰے سے قرب کا درجہ اس وقت تک نہیں پا سکتے جب تک کہ ماسوئ اللہ کو اور اپنی حرص کی چیز کو نہ چھوڑ دو۔ جب تم اس سے متفق ہو جاؤ گے تو جو بھی تمہارے پاس ہو گا اسے جان بوجھ کر خرچ کرو گے۔ پہلے بزرگوں میں سے ایک بزرگ (کی عادت) تھی۔ جب ان کے سامنے کھانا رکھا جاتا۔ اپنے غلام سے کہتے یہ کھانا اٹھا کر فلاں فقیر کے گھر دے آؤ۔ افسوس تمہارے لیے۔ تم نہیں شرماتے۔ جب تمہارے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ تو جو سونا تمہارے پاس ہوتا ہے۔ اس میں سے ردّی نکال کر (دیتے) ہو۔ اپنی فرض (زکوٰۃ کی ادائیگی میں)، صحیح میں سے ردّی چیز نکال کر دیتے ہو۔ گوہروں میں سے چاندی (دیتے ہو)۔ جب تمہارے پاس روپے برابر چیز ہوتی ہے، اور نصف کا اندازہ کرتے ہو۔ تو جو تمہارے پاس فقیر کے لیے ہوتی ہے۔ اس کو کم کر دیتے ہو۔ جب تمہارے سامنے کھانا ہوتا ہے۔ تو اس میں سے سب سے خراب کا صدقہ کرتے ہو اور سب سے اچھا آپ کھاتے ہو۔ اپنے دل کی پوجا کرتے ہو۔ تم سے اس کی مخالفت کا امکان نہیں۔ تم اپنی خواہش نفسانی، اپنے شیطان اور اپنے بُرے ساتھیوں کے تابعدار ہو۔

اس کے دستر خوان پر پاک آدمی کے سوا کوئی نہیں بیٹھتا۔ اس کے دستر خوان پر تو وہی چیز حاضر ہوتی ہے جو کسی پرہیز گار کے ہاتھ پر ذبح کی گئی ہو۔ مردہ کو قبول نہیں فرماتے۔ مخلوق کا اور دنیا کا طالب ایک مری مردہ گدھی ہوتا ہے۔ مخلوق اور اسباب سے شرک نجاست ہوتی ہے۔ ہمارے ربِ جلیل وہی چیز قبول فرماتے ہیں جس سے ان کی رضا کا ارادہ کیا گیا ہو۔ جو چیز تمہیں مدد نہ دے۔ اس کی بات نہ کرو۔ اس چیز میں لگو۔ جس کا تمہیں ربِ جلیل نے حکم کیا ہے۔ اپنا وقت ضائع نہ کرو۔ اپنے ربِ جلیل سے ڈرو۔ اور اس کی طرف لوٹو۔ جو اس سے ڈرا

اس کو اس نے بچالیا۔ اور اپنی نزدیکی کے دروازہ تک چڑھادیا۔ جو اسے دائمی زندگی تک لے جاتا ہے۔ اسے پستیوں سے بلندی کی طرف بڑھادیتا ہے۔ اور اسے ساتویں آسمان تک چڑھادیتا ہے۔ جلد ہی تم قیامت کو دیکھو گے۔ یہ بھی دیکھو گے کہ کس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے سے ڈرنے والے لوگوں کو اپنے عرش کے سایہ تلے اکٹھا کر لیتے ہیں اور ان کو ستونوں پر بٹھاتے ہیں جس پر شہید ہوں گے۔ بعض سمندر اور اس کی غرقابی میں ڈوب رہے ہوں گے۔ اور وہ ان ستونوں پر بیٹھے مخلوق اور اس کے حالات پر خوش ہو رہے ہوں گے۔ کچھ لوگوں کو جنت کی طرف اٹھایا جا رہا ہوگا۔ اور کچھ لوگ دوزخ کی طرف لے جائے جا رہے ہوں گے۔ وہ وہاں بیٹھے ہوں گے اور جنت میں ان کے لیے اُن کے ٹھکانے ان کے برابر ہوں گے۔ ان کے ایک طرف ان کی عورتیں اور ان کے بچے ان کے پہنچنے سے پہلے دیکھ رہے ہوں گے۔ کوئی مومن نہیں جس کی موت کے وقت اس کی آنکھ کا پردہ اٹھا نہ دیا جاتا ہو۔ تاکہ جنت میں جو کچھ اس کے لیے ہے وہ اس کو دیکھے۔ عورتیں اور بچے اس کی طرف اشارے کریں۔ اور اس تک جنت کی خوشگواری پہنچے۔ تاکہ اس کے لیے موت اور موت کی سختیاں خوشگوار بن جائیں۔ حق تعالےٰ کے اس کارنامہ سے جو کارنامہ اس نے فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رحمتہ اللہ علیہا سے فرمایا۔ (پہلے) فرعون نے اس کو عذاب دیا پھر اس کے ہاتھوں اور پاؤں میں لوہے کی میخیں گاڑ دیں۔ تو (اللہ تعالےٰ نے) اس کی آنکھ سے پردہ اٹھادیا۔ اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے جس پر اس نے جنت اور اس کی چیزوں کو دیکھا۔ فرشتوں کو دیکھا وہ اس کے لیے ایک گھر بنا رہے ہیں۔ تو اس نے کہا۔ اے پروردگار، میرے لیے اپنے ہاں جنت میں ایک گھر بنا دے۔ جس پر اس سے کہا گیا۔ یہ تمہارے

لیے (رہی) ہے۔ چنانچہ وہ ہنس پڑیں۔ جس پر فرعون نے کہا۔ مَیں نے تم کو نہیں کہا تھا کہ یہ پگلی ہے۔ تم اس کو نہیں دیکھتے۔ ہنس رہی ہے۔ حالانکہ اس عذاب میں (مبتلا) ہے۔ اور ایسا ہی مومن سے ہوتا ہے۔ (فرشتے) ان کو وہ چیزیں دکھا دیتے ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کے ہاں ان کے لیے ان کی موت کے نزدیک (مقدر و مہیا) ہوتی ہیں۔ اور ان میں سے بعض ان کو موت سے پہلے جان لیتے ہیں۔ اور وہ تو نزدیکی والے سبقت کرنے والے اور چاہے ہوئے لوگ ہوتے ہیں۔ اللہ کی ذات کے لیے عمل کرو۔ اور نماز اور روزہ سے اور اخلاص کو ساتھ ملا کر نیکی کے تمام کاموں سے مت تھکو۔ ظاہر کو مضبوط کرو۔ چونکہ یہ تمہیں ایمان و یقین بڑھا کر تمہیں تمہارے ربِ جلیل کے دروازہ کے علم کی وادی تک عمل پر ابھارے گا تو اس وقت تم وہ چیزیں دیکھو گے۔ جن کو نہ آنکھ نے دیکھا۔ اور نہ کان نے سنا اور نہ وہ کسی انسان کے دل پر گزریں۔ اے دل والو۔ سنو۔ اور خوب سنو۔ اے عقل والو۔ سنو۔ حق تعالےٰ نے بچوں کو مخاطب نہیں فرمایا۔ بلکہ بڑوں اور بالغوں کو مخاطب فرمایا۔ صورتوں کو مخاطب نہیں فرمایا بلکہ دلوں کو مخاطب فرمایا۔ مومنین نے اس کا فرمان سنا۔ اور مشرکین اس کے فرمان سے بہرے بنے رہے۔ اے اللہ! ہمیں ہمارے تمام حالات میں چھپائے رکھیے۔ ہماری اچھائی اور برائی کو چھپائے رکھیے۔ ہمارے اور اپنے سے غیر کے درمیان معاملہ نہ کرائیے۔ نہ مدح میں نہ رسوائی میں۔ نہ ہی مدح کے وقت کہ ہم اپنے آپ کو کچھ سمجھیں۔ اور نہ رسوائی کے وقت کہ ہم رسوا ہوں۔ چنانچہ نہ یہ ہو۔ نہ وہ ہو۔ آمین

سولھویں مجلس :-

اور اے اللہ! ہمیں ان سے ان کے علوم سے نفع بخش۔ آمین۔

آپ نے فرمایا۔ میں تم میں سے اکثر کو دیکھتا ہوں۔ جب برائی کو دیکھتے ہیں تو اسے پھیلا دیتے ہیں اور جب بھلائی کو دیکھتے ہیں تو اس کو چھپا دیتے ہیں (ایسا) مت کرو۔ تم لوگوں کے لیے وکیل نہیں ہو۔ لوگوں کو اللہ کے پردہ (تلے) ہی چھوڑو۔ اور لوگوں کو اپنے ہاتھوں سے چھوڑو۔ ان کا حساب ان کے پروردگار (کے حوالہ) ہے۔ اگر تم خدائے بزرگ و برتر کو پہچان لیتے۔ تو مخلوق پر رحم کرتے۔ اور ان کے لیے تم ان کے عیب چھپا دیتے۔ اگر تم نے اس کو پہچان لیا ہوتا۔ تو غیر اللہ سے منکر ہو جاتے۔ اگر تم اس کا دروازہ پہچان لیتے تو تمہارے دل غیر اللہ کے دروازہ سے پلٹ جاتے۔ اگر تم اس کی نعمتوں کو دیکھ لیتے تو تم اس کا شکریہ ادا کرتے۔ اور غیر اللہ کے شکر کو بھلا دیتے۔ اس سے مانگو۔ اس کو ایک جانو۔ ایک کو ایک جان لینے سے (سمجھو) کہ تم موحد بن گئے۔ جس نے چاہا اور کوشش کی۔ اس نے پا لیا۔ جو اسلام لایا اور اس کی تابعداری کی وہ بچ گیا۔ جس نے موافقت کی۔ توفیق دیا گیا۔ اور جس نے تقدیر سے جھگڑا کیا۔ پیس دیا گیا۔ فرعون نے جب تقدیر سے لڑائی کی اور علمِ الٰہی کو بدلنا چاہا۔ اللہ نے اس کو پیس دیا اور دریا میں غرق کر دیا۔ (پیچھے) موسیٰ اور ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام وارث ہوئے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں ان کے بارہ میں ذبح کرنے والوں سے ڈری۔ جن کو فرعون نے ہر بچہ کے لیے کھڑا کر رکھا تھا۔ اللہ تعالٰے نے ان کو (موسیٰ کی ماں کو) بذریعہ الہام حکم کیا۔ کہ ان کے بارہ میں اپنے ڈر کی وجہ سے ان کو دریا میں پھینک دے۔ چنانچہ ان کے لیے ارشاد ہوا۔ "تم خطرہ (محسوس) نہ کرو۔ اور نہ (ہی) غم کرو۔ ہم اس کو تمہاری طرف لوٹا دیں گے۔ اور اس کو رسول بنائیں گے۔" مت ڈرو۔ تمہارے دل میں ایمان چاہیئے۔ اور تمہارا باطن میں سلوک ہونا چاہیئے۔ ان کے ڈوبنے اور مرنے کے بارہ میں نہ ڈرو۔ پھر ان کو تمہاری طرف لوٹا دیں گے۔ اور ان کے ذریعہ سے

تمہیں رغبت سے بے پرواہ کر دیں گے۔ چنانچہ اس نے ان کے لیے ایک صندوق تیار کیا۔ اور ان کو اس میں رکھ چھوڑا۔ اور اس کو دریا میں پھینک دیا۔ وہ پانی کی سطح پر چلتا رہا۔ یہاں تک کہ فرعون کے گھر پہنچا۔ جب ذرا آگے گیا تو اس کی طرف لونڈیاں بڑھیں۔ جن کو ان کی طرف رغبت ہوئی اور صندوق کو کھولا جس پر انہوں نے ایک ننھا دیکھا۔ چنانچہ ان سب نے اس کی چاہت کی۔ اور ان کے دلوں میں اس کی محبت پڑ گئی۔ اور اس کے (سر) کو تیل لگایا۔ اور اس کے کپڑے اور قمیض وغیرہ بدلی۔ اور وہ حضرت آسیہ رحمۃ اللہ علیہا اور ان کی لونڈیوں کو دنیا میں سب سے پیارا بن گیا۔ اور فرعون کی قوم میں سے جو کوئی بھی اس کو دیکھتا اسے محبوب رکھتا۔ اور یہی معنی ہیں اللہ کے فرمان کے۔" اور میں نے تجھ پر اپنی محبت ڈال دی" کہتے ہیں۔ اس کا یہ حال تھا۔ کہ جو بھی کوئی اس کی طرف آنکھ کی طرف نظر کرتا۔ اس کو محبوب رکھتا۔ پھر اس کو اس کی ماں کی طرف لوٹا دیا۔ اور اس کی مخالفت کے باوجود اس کی پرورش فرعون کے گھر کرائی۔ اور اسے اس کو مارنے کی قدرت نہ ہوئی۔ جس کو خداوند عزوجل نے اپنی ذات کے لیے چن لیا تھا۔ کس طرح مارتا۔ کس طرح ذبح کرتا۔ اور کس طرح اس کو دریا میں غرق کرتا۔ جبکہ وہ (خدا کی طرف سے) محفوظ تھا۔ جس کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھیں۔ اس سے کون دشمنی رکھے۔ اور جس کی وہ مدد کریں۔ اسے شکست دینے کی قدرت کسے ہے۔ جس کو وہ مالدار کر دے۔ اسے کون غریب بنائے۔ جس کو وہ بلند کرے۔ اسے پست کرنے کی کسے مجال۔ جس سے وہ دوستی کرے اس سے بھاگنے کا کسے یارا۔ جس کو وہ قریب کرے اس کو دور کرنے کی کسے سکت۔ اے ہمارے اللہ! ہمارے لیے اپنی نزدیکی کا دروازہ کھول دیجئے اور ہمیں اپنی فرمانبرداری۔ اپنے عاشقوں اور اپنے لشکریوں میں سے بنائیے اور ہمیں عذاب سے بچائیے۔ اپنی مہربانی کے حلقہ

میں بٹھائیے اور ہمیں اپنی محبت کی شراب پلائیے اور ہمیں دنیا میں اور آخرت میں نیکی دیجئے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔

سترھویں مجلس :-

اے اللہ کے بندو ظلم سے بچو۔ چونکہ یہ قیامت کے دن تاریکیاں ہوگا۔ ظلم سے دل اور منہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ مظلوم کی بد دعا سے بچو۔ مظلوم کے رونے کرلانے سے بچو۔ اور مظلوم کا دل جلانے سے بچو۔ مومن اس وقت تک نہیں مرتا جب تک ظالم سے بچ نہ جائے۔ اور اس کی موت اور اس کے گھر کی بربادی اور اس کی اولاد کے یتیم ہونے اور اس کا مال چھننے اور اس کی چودھراہٹ کو دوسرے کی طرف منتقل ہوتا دیکھ نہ لے۔ مومن جب دل والا بن جاتا ہے۔ اس کے لیے اغلب ایسے ہوتا ہے۔ کہ فیصلہ اس کے خلاف نہ ہو۔ بلکہ فیصلہ اس کے حق میں ہو۔ اس کی اہانت نہ ہو بلکہ اس کے لیے (کسی دوسرے) کی اہانت ہو۔ اس کی شان میں کمی نہ ہو۔ بلکہ اس کے لیے (کسی دوسرے) کی شان کم ہو۔ اس گھر پر (دست درازی) جائز نہ سمجھی جائے۔ اور نہ ہی ذلیل کیا جائے۔ اور نہ ہی ظالموں کے ہاتھوں کے حوالہ کیا جائے۔ اور محض اکے دکے لوگ ہی ہوں گے جن کے ذمہ گناہ باقی ہوں۔ اور ان کو آخرت میں تکلیفوں اور مصیبتوں سے پاک کیا جائے۔ ان کے لیے آخرت میں ایسے درجات ہوں گے جن کو تم رضا بالقضاء کے حکم کو پکا کرکے اور اپنی پسندیدہ اور ناپسندیدہ چیزوں میں سختی اور نرمی کے سب حالات میں نیک اعمال اختیار کرکے نہیں پہنچ سکتے۔

آپ نے فرمایا۔ جو اللہ کی قضا پر راضی نہ ہو۔ تو اس کی حماقت کا علاج نہیں جو اس نے فیصلہ کر دیا۔ وہ تو ہوگا (ہی)، چاہے بندہ ناراض ہو کہ راضی، خرابی تمہاری۔

اے اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنے والے۔ (جب) تم راہ نہیں پاتے تو فضول بکواس مت کرو۔ قضا، کو نہ کوئی لوٹانے والا لوٹا سکتا ہے اور نہ کوئی روکنے والا روک سکتا ہے۔ (اسے) تسلیم کرو۔ یہ رات اور دن آرام کرتے ہیں۔ اور اسی طرح دونوں کے دونوں تمہارے خلاف کے باوجود زندہ رہتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ نے اپنی تقدیر کا تمہارے حق میں اور تمہارے خلاف فیصلہ کیا ہے۔ جب فقر کی رات آئے تو اسے تسلیم کرو۔ اور امارت کے دن (کی یاد) کو چھوڑو۔ اور جب ایسی رات آئے جسے تم برا جانتے ہو تو اسے تسلیم کرو۔ اور اس دن (کی یاد) کو چھوڑو۔ جسے تم پسند کرتے ہو۔ بیماریوں۔ خرابیوں اور ناداری کی رات کا اور مرادوں کے بر نہ آنے کا راحت بھرے دل سے سامنا کرو۔ اللہ تعالےٰ کے فیصلہ اور تقدیر سے کوئی بھی چیز نہیں ٹلتی۔ پس تم مرو گے۔ اور تمہارا ایمان جائے گا۔ اور تمہارا دل سخت پریشان ہو گا۔ اور تمہارا باطن مردہ ہو گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب میں فرمایا۔ مَیں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کسی کی عبادت نہیں۔ جس نے میرے فیصلہ کو تسلیم کر لیا۔ اور میری دی مصیبت پر صبر کیا اور میری نعمتوں پر شکر کیا۔ مَیں نے اس کو اپنے ہاں "صدیق" لکھ لیا۔ اور "صدیقوں" کے ساتھ اس کا حشر کیا۔ اور جس نے میرے فیصلہ کو تسلیم نہ کیا اور میری دی مصیبت پر صبر نہ کیا اور میری نعمتوں پر شکر نہ کیا۔ تو وہ میرے علاوہ کوئی اور پروردگار تلاش کرے۔ جب تم قضا پر راضی نہ ہوئے۔ اور مصیبت پر صبر نہ کیا۔ اور نعمتوں پر شکر نہ کیا۔ تو وہ تمہارے لیے پروردگار نہیں۔ تم اس کے علاوہ اور پروردگار ڈھونڈ لو اور اس کے علاوہ اور پروردگار ہے (ہی) نہیں۔ اگر تم چاہو۔ تو قضا پر راضی ہو جاؤ۔ اور اچھی۔ بُری میٹھی اور کڑوی تقدیر پر ایمان لاؤ۔ اگر تمہیں پہنچے تو ڈر اور بچنے سے تمہارے سے خطا تھوڑا ہی ہو جائے گی۔ اور تمہارا خطا ہونا بھی کیا۔ کوشش

کرنے اور چاہنے سے تمہیں پہنچے گی نہیں ۔ جب تمہارے لیے ایمان ثابت ہو جائے گا تو تم ولایت کے دروازہ کی طرف بڑھو گے تو اس وقت اللہ تعالےٰ کے ان آدمیوں میں سے ہو جاؤ گے جن کی عبودیت اس سے ثابت ہو چکی ہوتی ہے ۔ ولی کی علامت یہ ہے کہ اپنے سب حالات میں اپنے رب عزوجل کے موافق ہو ۔ (احکام کو بجا لا کر اور منع کی ہوئی چیزوں سے رک کر) بغیر کیوں اور کیسے سراپا موافقت ہو جائے ۔ لامحالہ اس کی صحبت رہے ۔ تم سینہ بلا پشت ۔ نزدیکی بلا دُوری سُتھرائی بلا گندہ پن ۔ بھلائی بلا برائی نہ ہو ۔ تم نے اپنا اسلام مضبوط نہیں کیا ۔ تم مومن کیسے ہو گئے ۔ اور تم نے یقین مضبوط نہیں کیا ۔ تم عارف ۔ ولی و بدل کیسے ہو گئے ۔ اور تم نے معرفت ، ولایت اور بدست کے علم کو مضبوط نہیں کیا ۔ تو محب فانی کیسے ہو گئے ۔ تمہارا وجود ہی اس سے ہے ۔ تم اپنی ذات کا مسلم کیسے نام رکھتے ہو ۔ اور قرآن و حدیث نے تمہارے لیے حکم کیا ہے لیکن تم ان دونوں کے حکم پر نہ عمل کرتے ہو اور نہ دونوں کی پیروی کی جس نے اللہ تعالیٰ کی تلاش کی اس نے اس کو پایا ۔ اور جس نے اس (کی راہ) میں کوشش کی اس نے اس کو راہ دکھا دی ۔ اس واسطے کہ اس نے اپنی پکی کتاب میں فرمایا ہے :-

اور نہ وہ ظالم ہے اور نہ ظلم کو پسند کرتا ہے ۔ اپنے بندوں پر ذرا بھی ظلم کرنے والا نہیں ۔ بغیر کسی چیز کے کوئی چیز دے دیتا ہے ۔ تو کسی چیز کے ساتھ کیسے (نہ دے گا) ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا " کیا بھلائی کا بدلہ بھلائی نہیں " جس نے دنیا کے اندر اپنا عمل نیک کیا ۔ اس سے اللہ دنیا اور آخرت میں نیکی کرے گا ۔ تمہارے گناہ ، تمہاری جہالت ، تمہارے گھروں کی خرابی اور تمہاری بدنصیبی ہی تم کو اس کی اطاعت اور توحید سے باز رکھتی ہے ۔ جلد ہی تمہیں ندامت ہو گی ۔ قرآن کی آیات اپنے دلوں کے (کانوں) سے سنو ۔ اس کی طرف لپکو ۔ تمام دروازے چھوڑ دو ۔ اور اپنے

رب جلیل کے دروازہ کو لازم پکڑ لو۔ وہی تکلیف رفع کرنے والا ہے۔ وہی ہے جو بے بس کی پکار کو پہنچتا ہے۔ وہ وہ اسے پکارتا ہے۔ اس کے ساتھ صبر کرو۔ تم نے بھلائی کو دیکھ لیا جب وہ تمہاری پکار کو پہنچے۔ تو اس کا شکر کرو۔ اور تمہاری پکار پر پہنچنے میں تاخیر پر اس کے ساتھ صبر کرو۔ بہادری صبر ہے۔ اے اللہ! آنے والی تکلیف کو رفع کرنے والے۔ ہماری تکلیفوں اور مصیبتوں کو رفع کر دیجئے۔ اس واسطے کہ آپ بے چین کی پکار کو پہنچنے والے ہیں۔ جب وہ آپ کو پکارے ۔کہ اے جو چاہے کر ڈالنے والے۔ اے ہر چیز کے سکنے والے۔ اے ہر چیز کے جاننے والے۔ ہماری حاجتوں سے آپ واقف ہیں۔ اور آپ ان کے پورا کرنے پر قادر ہیں۔ آپ ہمارے عیبوں سے خبردار ہیں اور ان کو مٹانے اور بخش دینے پر قادر ہیں۔ ہمیں اپنے علاوہ کسی اور کے ہاں نہ اتارو۔ ہمیں اپنے علاوہ کسی اور کے حوالہ نہ کرو۔ ہمیں اپنے علاوہ کسی اور کے دروازہ کی طرف نہ دھکیلو۔ ہمیں اپنے علاوہ کسی اور کی طرف نہ لوٹاؤ۔ آمین

اٹھارھویں مجلس :-

اے لوگو! اپنے رب عزوجل کی عبادت میں ٹھہراؤ مانگو۔ اس واسطے کہ اس نے اپنے سامنے ادب سے کھڑے ہونے والوں کی تعریف کی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب بھی بندہ کا قیام اس کی نماز میں اس کے رب عزوجل کے سامنے طویل ہو جاتا ہے۔ اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح سخت آندھی کے دن خشک پتے جھڑتے ہیں۔ اور جب بندہ اپنے رب عزوجل کی اطاعت میں سچا ہو جاتا ہے اور اس کے ظاہر اور باطن سے اس کے گناہ جھڑتے ہیں۔ اور روشنی ہوتی ہے اور اس کا دل روشن ہو جاتا ہے اور باطن

پاک ہو جاتا ہے۔ صحیح بنو۔ فصیح بنو۔ اپنی خلوت میں صحیح ہو جاؤ۔ اور اپنی جلوت میں فصیح ہو جاؤ۔ جب تم دنیا میں صحیح ہو گے۔ تو آخرت میں (بھی) صحیح ہو گے۔ اور اپنے اللہ تعالےٰ کے سامنے گفتگو میں فصیح ہو۔ شفاعت کرو۔ تمہاری شفاعت کے ساتھ اپنی مخلوق میں سے جس کی چاہے گا اپنی اجازت اور اپنے حکم سے اس کی شفاعت فرمائے گا۔ تمہارے سے (شفاعت) تمہاری کرامت اور اپنے ہاں تمہارا مقام ظاہر کرنے کے لیے قبول کرے گا۔ اور اپنے اور اپنے خدا کے درمیان صحیح (معاملہ) کرو۔ اس کی مخلوق کی تعلیم میں فصاحت اختیار کرو۔ اور ان کو پڑھانے اور ادب سکھانے والے بنو۔ بدنصیبی تمہاری۔ تم اس مقام پر قابض ہو۔ لوگوں کو وعظ کرتے ہو پھر ان کے سامنے ہنستے ہو۔ اور ان کو ہنسانے والی کہانیاں سناتے ہو۔ آخر کار نہ تم فلاح پاؤ گے اور نہ وہ فلاح پائیں گے۔ واعظ معلّم (علم پڑھانے والا) اور مردّب (ادب سکھانے والا) ہوتا ہے۔ اور سامعین بچوں کی مانند ہوتے ہیں اور بچہ بغیر روشنی اور محرومی اور ترشروئی لازم کیے بغیر نہیں سیکھتا۔ ان میں گنتی کے ہی افراد ہوتے ہیں جو بغیر اس کے (محض) اللہ تعالےٰ کی عطا سے ہی سیکھ جاتے ہیں۔ اے لوگو! دنیا فانی ہے۔ دنیا جیلخانہ اور ویرانہ اور رنج وغم ہے۔ اور حق تعالےٰ سے (روکنے والا) پردہ ہے۔ اس کی طرف سر کی آنکھوں سے نہیں بلکہ اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھو۔ دل کی آنکھ معنی کی طرف نظر کرتی ہے اور سر کی آنکھ (محض) صورت کی طرف دیکھتی ہے۔ مومن سارے کا سارا اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لیے اس میں ایک ذرہ بھی نہیں ہوتا۔ وہ اپنے ظاہر اور باطن سے محض اسی کے (حکم) سے حرکت کرتا ہے۔ اور اسی کے ساتھ سکون پاتا ہے۔ چنانچہ وہ اسی سے ہے۔ اور اسی کی طرف سے ہے۔ اور پھر اسی میں ہے۔ اس کے قدم اس کے دروازہ کو کھٹکھٹاتے ہیں۔ اور وہ ان کی طرف سے صحیح سالم سو رہے

ہوتے ہیں۔ اور وہ اس کی خدمت میں کھڑا ہوتا ہے۔ تم نے اپنا شغل تنگی و پریشانی اپنے حصے حاصل کرنا اور ان پر حرص کرنا بنا لیا ہے۔ تم نے موت اور اس کے بعد کی چیزوں کو بھلا دیا ہے۔ حق تعالے اور اس کے تغیر و تبدل کو بھلا دیا ہے اور اس کو اپنی پشت پیچھے ڈال دیا ہے۔ اس سے تم نے روگردانی کی ہے۔ دنیا، مخلوق اور اسباب پر کھڑے ہو گئے ہو۔ تم میں سے اکثر روپے پیسے کی پوجا کرتے ہیں اور تم خالق و رازق کی عبادت کو چھوڑ دیتے ہو۔ یہ سب مصیبتیں تمہاری اپنے نفوس کی طرف سے ہیں۔ چنانچہ تمہیں لازم ہے۔ ان کو مجاہدات کی قید میں بند کرو۔ اور ان کے مزوں کی چیزیں روک کر ان کی مراد کو ختم کرو۔ کہ ان کی آرزوئیں (محض روٹی کا) ایک خشک ٹکڑا اور پانی کا ایک گھونٹ ہوں۔ یہ سب ان کے مزے ہو جاتے ہیں۔ اگر تم نے ان کو طرح طرح کے مزوں سے موٹا کیا۔ تمہیں کھا جائیں گے۔ ایسا ہو گا جیسے ایک بزرگ نے فرمایا۔ اگر تم نے اپنے کتے کو موٹا کیا وہ تمہیں کھا جائے گا۔ یعنی ان میں سے جرأت کرنے والے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا ہے "بے شک نفس تو برائی ہی سکھاتا ہے مگر جو میرا پروردگار رحم کرے۔" اے لوگو! نصیحت قبول کرو۔ اور (اللہ کا قول) یاد کرو۔ کہ عقلمند ہی نصیحت قبول کرتے ہیں۔ اللہ والے ہی عقلمند ہوتے ہیں۔ جنہوں نے دنیا سے عقل برتی تو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ پھر آخرت کے کام کی عقل لی اور اس میں لگ گئے۔ یہاں تک کہ ان کے لیے (پھلوں کے) درخت اگ گئے اور (پانی کی) نہریں بہہ گئیں۔ اور جاگتے اور سوتے آخرت پر ہی جمے رہے۔ (یہاں تک کہ) ان کے پاس حق تعالے کی محبت آئی۔ چنانچہ اس سے (بھی) اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اس سے (بھی) سفر اختیار کیا اور اس سے بھی نکل گئے۔ اور اپنے دلوں کی طنابوں کو باندھا اور اپنے رب عزوجل کی طرف متوجہ ہو کر ان میں سے ہو گئے۔ جو اسی کی ذات کو چاہیں اور اس

کے علاوہ (کسی کو) نہ چاہیں۔ان سب لوگوں کے ساتھ برکت حاصل کرو۔ان کا قصد کرو۔ اور ان کی خدمت کرو۔ ان کے پیش ہو جاؤ۔ اور ان کی صحبت میں ادب سیکھو۔ اے ہمارے اللہ! ہمیں اپنے ساتھ اور اپنے بندوں میں سے نیکوں کے ساتھ تمام حالات میں حسن ادب نصیب فرمایئے۔ اور ہمیں دنیا میں اور آخرت میں نیکی دیجئے اور دوزخ کے عذاب سے بچایئے۔

انیسویں مجلس :۔

اے دنیا کے بندے ،اے مخلوق کے بندے ۔اے قمیص۔ دوپٹہ ۔روپیہ۔پیسہ تعریف اور بندے مذمت کے ۔ افسوس تمہارے پر۔تم سراپا دنیا کے لیے ہو۔ تم سارے کے سارے غیر اللہ اور اس کی عبادت کے لیے ہو۔جس شخص کو عقل اور سمجھ اور (علم) حاصل ہوتا ہے وہ اپنے خدائے بزرگ و برتر کی عبادت کرتا ہے ۔ اور اپنے بڑے بڑے کاموں میں اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور جس کو عقل نہیں ہوتی، وہ ایسا نہیں کرتا۔اس کا دل منسوخ ہوتا ہے اور دنیا کی محبت زیادہ ہوئی ہے۔پس جو کوئی اپنے ظاہر میں اسلام کا دعویٰ کرے اور کافروں ایسی باتیں کرے ،" اور کچھ نہیں ،بس یہی ہمارا دنیا کا جینا ہے ۔ ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں۔ اور ہمارا مرنا سودہ زمانہ سے ہے" کافروں نے یہ بات کہی اور تم میں سے بہت سے یہ بات کہتے ہیں ۔ اور اس کو چھپاتے ہیں ۔ اور اپنے ان افعال سے کہتے ہیں جو ان سے صادر ہوتے ہیں ،چنانچہ ان کی نہ میرے ہاں قدر ہے اور نہ مچھر کے پَر جتنا وزن ۔ تو حق تعالےٰ کے نزدیک کیسے ہو سکتا ہے ، نہ ان کو عقل اور نہ ان کو تمیز ہے ،جس سے نفع اور نقصان کے درمیان فرق کریں۔ اے اللہ کے بندو! موت اور اس کے بعد کی چیزوں کو یاد کرو۔ اور ان پر اس وقت غور کرو۔جب تم اپنے گھر والوں

حق تعالیٰ اور اس کی مخلوق میں اور اس کی ربوبیت اور عظمت میں اس کے تصرفات اور کارگزاریوں کو یاد کرو۔ اور ان پر اس وقت غور کرو جب تم اپنے گھر والوں سے علیحدہ ہوتے ہو۔ اور آنکھیں سوتی ہیں جب دل کی اصلاح ہو جاتی ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی خرید و فروخت اور اسباب کے ذریعے سے لینے کے لیے نہیں چھوڑتے۔ اس کو علیحدہ کر لیتے ہیں۔ اور خالص اپنے لیے کر لیتے ہیں۔ اور اس کو اس کی پستی سے اٹھا لیتے ہیں۔ اور اس کو اپنے دروازہ پر اپنے آغوشِ کرم میں بٹھا لیتے ہیں اور اس کو بلاتے ہیں۔ اے اپنے ربِ جلیل سے منہ پھیرنے والے۔ جلدی ہی جب غبار چھٹ جائے گا تو تم اپنے گھر کی خرابی اور حق تعالیٰ کی پکڑ کو دیکھو گے، اگر تم نہ لوٹے، اور متوجہ اور متنبہ نہ ہوئے۔ کم بختی تمہاری۔ تمہارے اسلام کی قمیص ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی ہے اور تمہارے اسلام کی قمیص گندی ہے، تمہارا ایمان خالی ہے، تمہارا دل ناواقف ہے، تمہارا اندر تاریک ہے، تمہارا سینہ اسلام سے کھلا نہیں ہے، تمہارا باطن ویران ہے اور تمہارا ظاہر برباد ہے۔ تمہارے نوشتے سیاہ ہیں، تمہاری دنیا جس کو تم پیار کرتے ہو تمہارے سے کوچ کرنے والی ہے، ایسا بھی ہو سکتا ہے، آج ہی اور اسی گھڑی تمہاری موت ہو۔ تمہارے اور تمہاری امیدوں کے درمیان حائل ہو جائے جو اپنی چاہی چیز کو جان لیتا ہے۔ اس پر وہ آسان ہو جاتی ہے سچا اپنی محبت میں بدلا نہیں کرتا۔ محبوب کے علاوہ کسی کے ساتھ بیٹھا نہیں کرتا۔ جب مخلوق میں سے ایک کہے کہ میں نے جنت اور اس میں جو نعمتیں ہیں ان کی بھلائی کو سنا ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "اور اس جنت میں تمہارے لیے وہ چیز ہے جس کو تمہارے جی چاہیں اور تمہاری آنکھیں لطف اٹھائیں" تو ہم نے اس سے کہا۔ اس کی قیمت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر خرید لیے کہ ان کے لیے

جنت ہے ۔" جان اور مال حوالہ کرو ۔ اور وہ تمہاری ہو جائے گی ۔ دوسرے نے کہا ۔ میں تو ان لوگوں میں سے ہونا چاہتا ہوں جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں ۔ میرا دل قرب الٰہی کے دروازہ کے قابل ہو گیا ہے ۔ اور کون سے پیارے اس میں داخل ہونے والے ہیں اور کون سے اس سے نکلنے والے ہیں ۔ اور ان پر اپنی ملکیت اور مال کے چھوڑنے کا غلبہ ہو گیا ۔ تو اس میں داخل ہونے کی کیا قیمت ہے ۔ ہم نے اس کو کہا ۔ اپنا سب کچھ خرچ کر دے ۔ اور اپنے مزوں اور لذتوں کو چھوڑ دے اور اپنے آپ سے اس میں فنا ہو جاؤ اور جنت اور اس کی چیزوں کو چھوڑ دو ۔ اور اس کو چھوڑ دو ۔ اور نفس ۔ خواہش نفسانی اور طبیعت اور دنیا اور آخرت کے مزوں کو چھوڑ دے اور سب کچھ چھوڑ دو ۔ اور اپنی پس پشت پھینک دو ۔ پھر داخل ہو ۔ تاکہ تم وہ دیکھو جس کو نہ آنکھ نے دیکھا اور نہ کان نے سنا اور جو نہ ہی کسی انسان کے دل پر گذری ۔ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ۔" پھر ان کو چھوڑ دو ۔ کہو ۔ جس نے مجھے بنایا ہے وہی مجھے راہ دکھلاتا ہے ۔" اے دنیا سے بے رغبتی کرنے والے ! جب تیرا دل آخرت سے چاہتے ہوئے اس سے نکل جائے ۔ تو پھر کہو ۔" جس نے مجھ کو بنایا ہے ۔ وہی مجھے راہ دکھاتا ہے ۔" اور تم ۔ اے حق تعالےٰ کے چاہنے والے ۔ دنیا سے رغبت رکھتے ہو ۔ اور اس کے علاوہ سے بے رغبتی اختیار کرتے ہو ۔ جب تمہارا دل اپنے مولیٰ کو چاہتے ہوئے جنت کے دروازہ سے نکل جائے گا ۔ پھر تم کہو ۔" جس نے مجھ کو بنایا ہے ۔ وہی مجھے راہ دکھلاتا ہے ۔" راہ کی مصیبتوں سے اس کی ہدایت سے مدد مانگو ۔

اے لوگو ! میری پکار کو پہنچو ۔ اس واسطے کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلا رہا ہوں ۔ اپنے دلوں سے اپنے خالق کی طرف رجوع کرو ۔ تم سب کے سب مردہ ہو ۔ دوری ہو ۔ اللہ کی طرف رجوع کرنے اور اس کے سامنے معذرت کرنے کا دروازہ کھلوانا چاہو ۔ اسی کے منتظر رہو ۔ (اس طرح) عمل کرو ۔ کہ وہ نگہبان دیکھنے والا تمہارے سے

خبردار ہو۔ تم نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں سنا" کہیں تین کا مشورہ نہیں ہوتا جہاں وہ ان میں چوتھا نہیں ہوتا۔ اور پانچ کا مشورہ نہیں ہوتا۔ جہاں وہ چھٹا نہیں ہوتا۔ اور نہ اس سے کم اور نہ زیادہ۔ جہاں وہ ان کے ساتھ نہیں ہوتا۔ جہاں کہیں بھی ہوں" اس کی محبت کے کھانے سے کچھ کھاؤ اور اس کی الفت کی شراب سے کچھ پیو۔ اور اس کی نزدیکی سے مدد چاہو۔ اے مردہ دلو۔ اے ریا سے بیٹھ رہنے والو۔ اس سے پہلے اٹھو کہ تم سے منہ پھرالیا جائے۔ اس سے پہلے اٹھو۔ کہ تمہیں ہلاک کردیا جائے۔ اے کئی جگہ بیٹھنے والو۔ اس سے پہلے اٹھو کہ تمہیں موت آجائے۔ اس سے پہلے اٹھو کہ پانی (بالکل) تمہارے (پاؤں) کے نیچے پہنچ جائے۔ اپنی شرک کی زمین سے اپنی توحید کی زمین کی طرف اٹھو۔ اے ہمارے پروردگار! ہمیں ایسے تجارت پر کھڑا کردے جس سے آپ ہم پر راضی ہوجائیں۔ اور ہمارے دلوں کو ہدایت دینے کے بعد نہ پھیریئے۔ ہمارے دلوں کو حق سے نہ اکتایئے۔ نہ ان کو اپنی کتاب اور اپنے رسول کی سنت کی پیروی سے (باہر) اور ان دونوں پر عمل کرنے سے نکالیئے۔ اور ہمیں پہلے گزرے ہوئے انبیاء و مرسلین اور شہداء و صالحین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی راہ روشن سے نہ نکالیے۔ ہماری روحوں کو ان کی روحوں کے ساتھ کر دیجئے۔ اور آخرت سے پہلے دنیا میں اپنی نزدیکی کے دروازہ میں داخل فرمایئے۔ آمین۔

بیسویں مجلس :-

اگر قیامت کے دن پیاروں کے لیے جنت میں داخل ہونے سے بھاگنے کی راہ ہوتی، کب داخل ہوتے۔ اس واسطے کہ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم تکوین سے کیا چیز کریں۔ جو مکون چاہیے۔ ہم حدث سے کیا چیز کریں۔ جو قدیم چاہیے۔ یہ دل جب صحیح ہوجاتا ہے تو اس صفت پر ہوتا ہے۔ پھر خود بخود حق تعالیٰ سے قریب ہوجاتا ہے۔ اور دنیا

اور مخلوق کا چھوڑنا فی الجملہ صحیح ہو جاتا ہے۔ اور اس کے لیے قرب بھی صحیح ہو جاتا ہے۔ خرابی تمہاری۔ مَیں اپنے بچپن سے لے کر اس وقت تک حق تعالیٰ کے دروازہ پر کھڑا ہوں۔ اور تم ہو۔ کہ تم نے اس کو کبھی نہیں دیکھا۔ نہ تیرے دل نے دروازہ دیکھا نہ اس کے ساتھ رہا۔ تم مشرق میں۔ اور یہ جس کی طرف مَیں نے اشارہ کیا۔ مغرب میں۔ عقل کرو۔ پھر تمہاری تربیت اور پرورش ہوگی۔ میری عقل نے غفلت نہیں کی۔ چنانچہ مَیں اس کے بندوں میں سے خاص لوگوں کے ساتھ اس کے دروازہ پر ہوں۔ کہو۔ مَیں نے سچ کہا۔ اور تمہاری عقل اچھی ہوئی۔ اے یوسف کے پیالے۔ اپنے پاس سے باتیں کرتے ہو۔ اپنے پیچھے کی خبر دے۔ اپنے دل کی بات کرو۔ اور سچ کہو۔ پھر گونگے بن جاؤ۔ اپنے کان اور اپنے خزانہ سے اور اپنے گھر سے خرچ کرو۔ وگرنہ تو نہ چراؤ۔ نہ خرچ کرو۔ لوگوں کو اپنے خوان سے کھلاؤ۔ اور ان کو اپنے چشمہ سے پلاؤ۔ مومن عارف ایسے چشمہ سے پلاتا اور پیتا ہے جس کا پانی کبھی خشک نہیں ہوتا۔ ایسا چشمہ جو اس کے پاس اس کے مجاہدوں اور سچ (کی وجہ) سے حاضر ہو گیا ہے۔

جنت نہیں۔ کہو دنیا نزدیک ہے۔ اور جنت تو بندہ کے اس دنیا کے قریب ہونے سے نزدیک نہیں ہوتی جس کو وہ چاہتا ہے۔ پھر اس کے اوپر اس کے عیب کھل جاتے ہیں۔ پھر اس سے بے رغبتی کرتا ہے۔ اور اس سے محض ایک نوالہ اور اس سے لابدی پر قناعت کرتا ہے۔ جس کو وہ تمہارے لیے اس سے شریعت۔ تقویٰ اور پرہیزگاری کے ہاتھ سے حاصل کرتا ہے۔ اس کے زہد کے ہاتھ سے دل کے ہاتھ سے لیتا ہے۔ نہ کہ نفس۔ خواہش نفسانی اور شیطان کے ہاتھ سے۔ جب اس کی یہ بات پوری ہو جاتی ہے۔ تو دنیا آتی ہے۔ چونکہ اس کی دنیا سے بے رغبتی جنت کے گوشوں کی قیمت ہے۔ جب اس کا دل اس کو اس میں داخل کر دیتا ہے اور اس کے پاؤں اس میں جم جاتے ہیں۔ اور اس کا باطن جگہ پکڑ لیتا ہے تو اس پر اس کے کام

آسان ہو جاتے ہیں۔ پس وہ جب اس حال میں ہوتا ہے۔ وہ حق تعالیٰ کے بندوں کو اپنی طرف چلتے دیکھتا ہے۔ اس نے ان سے پوچھا۔ کدھر کو۔ جواب دیا۔ بادشاہ کے دروازہ کی طرف۔ پھر انہوں نے اس کی طرف اس کو بھی شوق دلایا۔ اور اس نے متنبہ کیا۔ اور جنت سے بے رغبتی اختیار کرتے ہیں۔ اور اس سے جس پر وہ ہے، اور کہتے ہیں۔ ہم تو ان میں سے ہیں۔ جن کے حق میں حق تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اسی کی رضا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اس پر جنت کی زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگ ہو گئی، اور اس سے واپسی چاہی۔

یہاں تک کہ نکلوں۔ مَیں تو پنجرہ میں قید پرندہ کی مانند ہو گیا ہوں۔ اور میرا دل تمہاری قید میں ہو گیا ہے۔ اس واسطے کہ دنیا مومن کا قید خانہ ہے۔ اور تم عارف کا قید خانہ ہو۔ چنانچہ وہ اس سے نکلتا ہے۔ ان سے ملتا ہے۔ جو اللہ والے ہیں۔ یہ طریقہ سالکین کا ہے لیکن مجذوبین کا طریقہ تو یہ ہے کہ قربِ الٰہی کی بجلی بغیر کسی درجہ بدرجہ واسطہ کے پہلے قدم پر ہی قتل (مار، کاٹ) کر چھوڑتی ہے۔ اے اللہ! ہمارے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیجئے۔ اور ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دیجئے۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچایئے۔

اکیسویں مجلس :۔

اللہ والوں کے تو ایسے اعمال ہوتے ہیں۔ جیسے نیکی کا پہاڑ۔ پھر ان کو کوئی عمل شمار (بھی) نہیں کرتے۔ اپنے آپ کو متواضع اور حقیر (ہی سمجھتے اور رکھتے) ہیں تم اپنی عاجزی اور انکساری کے قدم پر ہی رہو۔ تم عاجزی۔ ڈر اور خوف کے قدموں پر رہو۔ ڈر کی بات ہے۔ کہ (کہیں) باطن کی صفائی گندی اور وہ اور سینہ تنگ ہو جائے۔ جب تم ہمیشہ اس پر ہو گے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس امان

آئے گی اور تمہارے دل اور تمہارے باطن پر مہر کر دے گی۔ اور تمہاری خلوت کی دیواروں کو پوشاک پہنا دے گی۔ اس کے لیے اور تمہارے ہاتھ پاؤں کے لیے اشارہ زبان تسبیح اور ذکر بن جائے گی۔ تمہارا دل عجیب وغریب (باتیں) سنے گا۔ اور تمہارے منہ کی طرف سے ایک لفظ بھی نہ نکلے گا۔ تمہارا ظاہر اور مخلوق اس سے ایک لفظ بھی نہ سنیں گے۔ یہ چیز تمہارے لیے مشکل نہ ہوگی۔ یہ ایک ایسی نعمت ہوگی۔ جسے جان کر تم اپنے آپ ہی میں بات کرو گے۔" اور جو تمہارے پروردگار کا احسان ہے سو تم اس کو بیان کرو۔" اے ولی! تمہیں اور تمہارے دل کو چاہیئے کہ ان باطنی نعمتوں کو بیان کرو۔ اور تم اپنے رب جلیل کی نعمت اور تنہائی میں اپنے ساتھ اس کی کرامت کو کس چیز کے ساتھ بیان کرتے ہو۔ اس واسطے کہ ولی ہونے کی شرط چھپانا ہے۔ اور نبی ہونے کی شرط اظہار ہے۔ ولی کا اظہار اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ پس اگر وہ اس کی بات کو ظاہر کر دیتا ہے۔ آزمائش میں پڑتا ہے۔ اور اس کی حالت جاتی رہتی ہے۔ جب اس کی بات کو محض اللہ تعالےٰ کے فعل سے ظاہر کرتا ہے۔ اس پر نہ گرفت ہوتی ہے اور نہ غصہ۔ یہ اس کے علاوہ ہے۔ نہ کہ وہ۔ ایک کسی پوچھنے والے نے مجھ سے پوچھا۔ میں ہر ایک کو دیکھتا ہوں۔ کہ جو کچھ اس سے گزرتی ہے۔ اس کو چھپاتا ہے اور تم ظاہر کرتے ہو۔ میں نے جواب دیا۔ افسوس تمہارے پر۔ ہم تو کوئی چیز بھی ظاہر نہیں کرتے۔ یہ جان بوجھ کر نہیں۔ غلبہ سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ جب میرا تالاب لبالب بھر جاتا ہے۔ میں اسے کم دیتا ہوں۔ جب اس پر رو آتی ہے اور غیر اختیاری طور پر وہ اپنے ارد گرد سے بہہ نکلتا ہے۔ تو میں کیا کروں۔ بدبختی تمہاری۔ تم علیحدگی اختیار کرتے ہو کہ (کچھ تم پر بھی) کھل جائے۔ اور یہ تمہارے اور خانقاہوں والوں اور مخلوق کے لیے نہیں۔ تمہارے لیے تمہارا دل جنگلوں اور بیابانوں پر سے بھر گیا۔ پس جب تمہارے پاس نزدیکی کا خزانہ لائے تو پھر تم مخلوق کے درمیان بیٹھنے کے قریب ہو۔

تو اس وقت تم ان کے لیے روا ہو گے۔ اللہ رحم کرے۔ اس مومن پر جو میرے کہنے کے مطابق اس کو چکھنے والا ہے۔ (بلکہ) میں کہتا ہوں۔ اپنی خلوت اور جلوت میں اس پر عمل کرنے والا ہے۔ اے لوگو! کوشش کرو، خوب کوشش کرو۔ اور اس گھڑی کو (دیکھ کر) فراخی کی گھڑی سے ناامید مت ہو جاؤ۔ کیا تم نے نہیں سنا۔ اللہ تعالےٰ کس طرح فرماتے ہیں، شاید اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی اور بہتر صورت پیدا کر دیں۔ اپنے پروردگار سے ڈرو۔ اور اس سے امید رکھو۔ تم نے ان کی نہیں سنی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اللہ تمہیں آپ ڈراتے ہیں۔ امان کو تم اپنے ڈرنے اور بچنے کے مطابق ہی دیکھو گے۔ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھو۔ اور اس سے ڈرتے رہو۔ کیا تم نے ان کی نہیں سنی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے۔ اللہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔ اے اللہ! ہمیں مخلوق سے بے پرواہ کر دے۔ ان لوگوں سے بے پرواہ کر دے، جنہوں نے بہت مال جمع کیا اور اس کو اپنے پاؤں تلے چھوڑ گئے۔ اور اس پر غرور کیا۔ اور وہ ان کی محبت میں (حیران و پریشان) کے میدان میں گھسے ہیں۔ اور فقیر ان سے مانگتے ہیں۔ اور انہیں فریاد کو پہنچنے کے لیے کہتے ہیں۔ اور وہ بہرے بن رہے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں ایسا کر۔ جو اپنی حاجتیں تمہارے سامنے لاتا ہے۔ اور اپنی مشکلات میں آپ ہی سے فریاد کرتا ہے۔ آمین

بائیسویں مجلس :۔

حضرت سفیان علیہ الرحمۃ سے پوچھا جاہل کون ہے۔ فرمایا۔ وہ جو اپنے پروردگار کو نہیں پہچانتا۔ تاکہ اپنی حاجتیں اس سے مانگے۔ جو کوئی اپنی حاجتیں پروردگار سے نہ مانگے۔ اس کی مثال اس مرد کی مانند ہے۔ جو کسی بادشاہ کے گھر میں کوئی ایسا کام کرتا تھا۔ جس کے کرنے کا بادشاہ نے اس کو حکم دیا تھا۔ پھر اس نے کام کو چھوڑا اور

بادشاہ کے پڑوس میں کسی شخص کے دروازہ کی طرف چلا گیا۔ اس سے روٹی کا خشک ٹکڑا مانگتا تھا جس کو وہ کھائے۔ کیا ایسا نہیں۔ جب بادشاہ کو اس کا علم ہُوا۔ اس سے بیزار ہُوا۔ اور اس کو اپنے گھر میں گھسنے سے منع کر دیا۔ اے دل کے مُردو۔ سنو۔ اور مَیں اس کو تمہارے اوپر دیکھ رہا ہوں۔ تم کیسے مرتے ہو۔ اور تم نے اپنے ربِ جلیل کو (بھی) نہیں پہچانا۔ اے اللہ! ہمیں اپنی معرفت اور اپنے لیے اخلاصِ عمل اور اپنے غیر کے لیے عمل چھوڑنا نصیب فرمایئے اور ہمیں اپنا ظاہر اور باطن کا علم عطا کیجئے۔ ہم نے صبر کیا اور ہم راضی ہو گئے۔ اور اپنی اس مصیبت جس کا علم ہمارے بارہ میں آپ کو پہلے سے ہو چکا ہے کی تلخی کو ہمارے لیے خوشگوار بنا دیجئے۔ ہمارے دلوں کو گوشت کو مردہ کر دیجئے۔ یہاں تک کہ تیری قدرت کی قینچیاں ہمیں ملول نہ کریں۔ تاکہ ہمارے لیے ہمیشہ آپ ہی کی صحبت ہو۔ آمین

تئیسویں مجلس :۔

اے صاحبزادے! جو چیز تمہارے لیے ہے، تم سے فوت نہ ہو گی۔ نہ کوئی اور اسے کھائے گا۔ اور جو چیز دوسرے کے لیے ہے۔ وہ رغبت اور لالچ سے تمہارے پاس نہ آئے گی۔ وہ تو محض کل ہے۔ جو گذر گئی۔ اور تمہارا دن یہ ہے۔ جس میں تم ہو۔ اور کل جو آئے گی۔ تمہاری (گذری ہوئی) کل تو تمہارے لیے عبرت بن چکی ہے۔ اور تمہاری آج اور (آنے والی) کل ایسی مدت ہے۔ جس میں تم ہو کہ نہ ہو۔ اس واسطے کہ تم نہیں جانتے۔ کہ کون سی تمہاری (گذری ہوئی) کل ہے۔ تب تم یاد کرو گے۔ جو مَیں تمہیں کہتا ہوں۔ اور شرمندہ ہو گے۔ بدنصیبی تمہاری۔ میرے ہاں اپنی حاضری کو ایک یا چند دانوں کی خوشبو کے لیے بیچ دیتے ہو جس چیز میں مَیں لگا ہوں اور جو کچھ مَیں کہتا ہوں۔ تمہاری اس سے جہالت نے تم کو میرے سے کاٹ دیا ہے۔ تم اس کی جڑ

اور شاخ (دونوں) سے ناواقف ہو۔ تم نے بات کی اور تم نے پہچانا۔ لیکن تم باز نہیں رہے۔ کچھ وقت (گزرنے) کے بعد تم اس کو یاد کرو گے۔ جو میں نے تمہارے لیے نصیحت کی۔ تم مرنے کے بعد میری بات کے نتیجہ کو دیکھ لو گے۔ پھر تم اس طرف دھیان کرو گے۔ جو میں نے تم سے کہا۔ میں اپنا کام اللہ کے حوالہ کرتا ہوں۔ لاحول ولا قوۃ الاّ باللہ العلی العظیم۔

مومن کے نزدیک سب سے پیاری چیز عبادت ہے۔ اور اس کے نزدیک سب سے پیاری چیز نماز میں کھڑا ہونا ہے۔ وہ اپنے گھر میں بیٹھا ہوتا ہے اور اس مؤذن کا انتظار کر رہا ہوتا ہے جو حق تعالےٰ کی طرف بلانے والا ہوتا ہے۔ جب اذان سنتا ہے تو اس کے دل میں خوشی پیدا ہوتی ہے۔ مسجد اور جماعت کی جانب لپکتا ہے۔ اس سے مانگنے والا خوش ہوتا ہے۔ جب اس کے پاس کوئی چیز ہوتی ہے۔ اس کو دیتا ہے۔ چونکہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول سنا ہے کہ مانگنے والے کو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی طرف راہ دکھاتے ہیں۔ کیوں خوش نہ ہو۔ اور رب جلیل نے تو اس بات کا حکم جاری کر دیا۔ کہ اس سے فقیر کا ہاتھ طلب کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ تم نے اپنی دنیا پر اپنی آخرت کو ترجیح دی۔ اور تم نے اپنی لذتوں پر میری عبادت کو ترجیح دی۔ مجھے اپنی عزت اور اپنے جلال کی قسم! میں نے جنت کو پیدا ہی تمہارے لیے کیا ہے۔ یہ آپ کا ارشاد ان سب کے لیے ہے۔ اور اپنے لیے محبت کرنے والوں کے لیے آپ کا ارشاد ہے۔ تم نے مجھے دنیا کی تمام مخلوق اور آخرت پر ترجیح دی۔ تم نے مخلوق کو اپنے دلوں سے دور کر دیا۔ اور ان سے اپنے بھیدوں کے بارہ میں بھی ان سے پرہیز کیا۔ میری رضا تمہارے لیے ہے اور میری نزدیکی تمہارے لیے ہے۔ اور میری محبت تمہارے لیے ہے۔ تم سچ مچ میرے بندے ہو۔ اللہ والوں میں ایسا

بھی ہے۔ جو دن کے وقت جنت کے کھانوں میں سے کھاتا ہے۔ اور اس کی شراب میں سے پیتا ہے۔ اور جو کچھ اس میں ہے، وہ سب کو دیکھتا ہے۔ ان میں ایسا بھی ہے جس کا کھانا پینا ختم ہو جاتا ہے۔ اور مخلوق سے الگ ہو جاتا ہے اور ان سے چھپ جاتا ہے۔ اور حضرت الیاس علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی طرح مرے بغیر زمین پر بستا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اللہ والوں میں بہت سے ایسے ہیں جو زمین میں چھپ جاتے ہیں۔ لوگ نہیں دیکھتے۔ وہ لوگوں کو دیکھتے ہیں اور لوگ ان کو نہیں دیکھتے۔ ان میں اللہ والے بہت ہیں۔ اور ان میں خواص کم ہیں۔ چند لوگ تو یکے ہیں۔ اور سب ان کے پاس آتے ہیں اور ان کا قرب چاہتے ہیں۔ جن کی وجہ سے زمین اگاتی ہے اور آسمان بارش برساتا ہے۔ اور فرشتے مخلوق سے مصیبت دور کرتے ہیں۔ جن کا کھانا اور پینا حق تعالیٰ کا ذکر اور تسبیح وتہلیل ہے۔ اور اللہ والوں میں چند لوگ ایسے ہیں، جن کا یہی کھانا ہو جاتا ہے۔ اے صحت اور فراغت والے۔ تمہارا زیادہ نقصان کاہے سے ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ دو نعمتیں ہیں، جس میں اکثر لوگوں کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ صحت اور فراغت۔ وہی صحت اور اپنی فراغت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لیے استعمال کرو۔ اس سے پہلے کہ تمہاری صحت کو کوئی مرض لگ جائے۔ اور کوئی کام تمہاری فراغت اڑا لے جائے۔ اپنی تنگدستی سے پہلے اپنی امیری کو غنیمت جانو۔ چونکہ امیری ہمیشہ نہیں رہتی۔ فقیروں کی عزت کرو۔ اور ان کو اپنے ہاتھوں کی چیزوں میں شریک کرو۔ اس واسطے کہ اللہ ان کو دیتا ہے۔ یہی چیز ہے، جو تمہارے پروردگار کے ہاں کام آئے گی۔ اور تمہاری آخرت میں تمہیں فائدہ دے گی۔ کمبختو۔ تم اپنی موت سے پہلے اپنی زندگی کو غنیمت جانو۔ موت جیسے واعظ سے سبق سیکھو۔ اس واسطے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ موت کافی واعظ ہوتی ہے۔ موت ہر نئی چیز کو پرانی بنا دیتی ہے اور

ہر دُور کو نزدیک کر دیتی ہے۔ اور ہر بچے کو چھوٹا بنا دیتی ہے۔ مرنا۔ نہیں اس سے بچنا۔ اِس وقت اور اسی گھڑی اور آج ہی آجائے۔ یہ معاملہ تو دوسرے کے ہاتھ میں ہے۔ یہ تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ ہر چیز، جو تمہارے لیے ہے، عارضی ہے۔ تمہاری جوانی، تمہاری صحت، تمہاری فراغت، تمہاری امیری، تمہاری غریبی اور تمہاری زندگی تمہارے ہاں عارضی طور پر ہے۔ پس اس کی تمہیں فکر ہونی چاہیئے۔ کم بختی تمہارے لیے کہ تم دوسروں کو صبر کا حکم کرتے ہو۔ اور خود تم بے صبر ہو۔ تم دوسرے کو رضا بالقضا کا حکم کیسے کرتے ہیں اور خود تم ناراض ہو۔ تم دوسرے کو دنیا سے بے رغبتی کا حکم کیسے کرتے ہو۔ جبکہ خود تم اس سے بے رغبتی اختیار کیے ہو۔ تم دوسرے کو اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کرنے کا حکم کیسے کرتے ہو جبکہ خود تم غیر اللہ پر بھروسہ کیے ہو۔ تم ہو۔ اور اللہ کے بندوں میں سے سچوں اور نیکوں کے دلوں کی بیزاری ہے۔ کیا تم نے اللہ والوں میں سے ایک کی یہ بات نہیں سنی۔ اس بات سے لوگوں کو منع نہ کرو جس کو کہ تم خود کرتے ہو۔ تمہارے لیے (باعث) شرم ہے جب تم (ایسا) کرو۔ بُری بات ہے۔ تمہارے سارے (کارنامے) لوگوں کے لیے ہیں۔ اور تم مجسم نفاق ہو۔ چنانچہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارا مچھر کے پَر جتنا بھی وزن نہیں۔ تم منافقوں کے ساتھ دوزخ کے سب سے نچلے درجہ میں ہو گے۔ میری بات پر قائم رہنا ایمان کی نشانی ہے اور اس سے بھاگنا نفاق کی نشانی ہے۔ اے اللہ! ہم پر مہربانی فرمایئے ہمیں دنیا اور آخرت میں رسوا نہ کیجئے اور ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دیجئے۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچایئے۔

چوبیسویں مجلس :-

اے لوگو! کہنا سننا چھوڑو۔ اور دنیا کا جمع کرنا اور اس پر لڑنا جھگڑنا گناہ ہے۔ جو ٹکا تمہارے ہاتھوں میں ہے جس سے تم نے فقیروں اور حاجتمندوں کے حقوق ادا

نہیں کیے اور بقیہ اللہ تعالےٰ کی اطاعت پر دھیان خرچ نہیں کیا۔ اس پر تمہیں سزا ملے گی۔ بدنصیبی تمہاری۔ تم تو ان مالوں کے سلسلہ میں اپنے پروردگار کے کارپرداز ہو۔ کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ تمہارے پڑوس میں فقیر ہیں جو بھوک سے مر رہے ہیں اور تم ان سے منہ پھیرے ہوئے ہو۔ کیا تم نے اپنے ربِ جلیل کی نہیں سنی۔ کیسے ارشاد فرمایا۔ اس چیز میں سے جس کا ہم نے تمہیں نائب بنایا ہے۔ خرچ کرو۔ چنانچہ وہ تمہیں خبردار کر چکا ہے کہ تم اس میں (صرف) نائب ہوئے گئے ہو۔ اور تم نے اس پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور تم نے اس سے بہت سی چیزیں نکالی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے تمہیں ساری نکال دینے کے لیے حکم نہیں فرمایا۔ اور اس نے فقیروں کے لیے ایک معلوم اور مقرر حصہ رکھا ہے۔ اور وہ زکوٰۃ ہے۔ کفارے اور نذرانے ہیں۔ فقیروں کے حقوق پورے دو۔ پھر گھر والوں اور رشتہ داروں کے حقوق پورے کرو۔ (پوری) زکوٰۃ نکالنے کے بعد غمخواری کرنا مومن کے اخلاقِ (کریمانہ) سے ہے۔ جس نے اللہ تعالیٰ سے معاملہ کیا۔ فائدہ (ہی) اٹھایا۔ اور اس کا فرمان سب سے سچا ہے۔ اس نے اپنی پکی کتاب میں ارشاد فرمایا۔ اور تم جو چیز بھی خرچ کرو۔ وہ اس پر بدلہ دے گا۔

تم اپنے دل سے اس سے صاف نکل جاؤ جس کا سارا تم نے اپنے ہاتھ سے چھوڑنا ہے۔ یہاں تک کہ تم اپنے سارے مال کا بدلہ دو۔ کم بختی تمہاری۔ مخلوق نہ تمہیں فائدہ پہنچائے گی اور نہ تمہارا نقصان کرے گی۔ مگر جب وہ اللہ تعالےٰ ہی ان کے دلوں میں نہ ڈال دیں جن کے ہاتھ میں ان کے دل ہیں۔ جس طرح چاہتے ہیں ان کو چلاتے ہیں۔ کبھی تسخیر کے لیے۔ کبھی تسلط کے لیے۔ کیا تم نے نہیں سنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "جو اللہ تعالےٰ لوگوں کے لیے اپنی رحمت سے کھول دیں تو اس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جو روک لیں تو اس کو کھولنے والا کوئی نہیں۔"

جب تمہارے پر کوئی مصیبت آئے تو اس کا ایمان، صبر اور تسلیم سے سامنا کرو۔

اس پر اور اس کے ساتھ صبر کرنا ان کے دنوں کو دور کر دیتا ہے۔ اور اس کے وقت کو ختم کر دیتا ہے۔ اے مرید! اپنی مراد کے دروازہ سے اس کی مصیبت کے تیروں کی وجہ سے مت بھاگو۔ جمے رہو۔ تمہیں تمہاری مراد مل جاتی ہے جب مرید آزمائش میں پڑتا ہے تو اپنے استاد کا محتاج ہوتا ہے۔ تاکہ اس کی مصیبت میں اس کا علاج کرے۔ وہ اس کو صبر اور شکر کا حکم دیتا ہے۔ وہ اس کو چیز کو پکڑنے کا حکم کرتا ہے۔ وہ اس کو اپنے دل سے روگردانی اور اس کی کسی بات کے قبول کرنے کو چھوڑنے کا حکم کرتا ہے جس کا اپنے شیخ کے ساتھ سچا ساتھ ہو۔ اللہ تعالےٰ اس کی مشکل کو جلد یا بدیر دور فرما دیتے ہیں۔ اے کڑوے اور میٹھے پانی کے درمیان حائل ہونے والے۔ ہمارے اور اپنی نافرمانیوں کے درمیان اپنی رحمت کا برزخ حائل کردے۔ آمین

پچیسویں مجلس :-

مَیں تمہیں شیطان اور اس کا چیلا سمجھتا ہوں۔ تم اپنے بارے میں اس سے نڈر ہو۔ اور وہ سچا ہے۔ اور وہ تمہارے دین اور تمہارے تقویٰ کا گوشت کھاتا ہے۔ اور تمہاری اصل پونجی ضائع کرتا ہے۔ اور تمہارے پاس کوئی بھلائی نہیں۔ کم بختی تمہاری، اس کو اپنے پاس سے دائمی ذکر سے دُور کردو اور بھگا دو۔ دائمی ذکر کی پابندی کرو۔ اس واسطے کہ یہ اسے ہلاک کرتا ہے اور اس کو بھگاتا ہے۔ اور تمہارے لیے محنت و مشقت کو کم کرتا ہے۔ حق تعالےٰ کو اپنی زبان سے یاد کرو۔ اور اپنے کھانے اور اپنے پینے کے علاوہ اپنے دل سے بہت دفعہ یاد کرو۔ اپنے تمام حالات میں پرہیزگاری اختیار کرو۔ اور شیطان کو ہرانے کے لیے اللہ تعالےٰ کے ان اقوال سے مدد لو۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ماشاء اللہ کان لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ۔ ان سے وہ پلٹ جاتا ہے۔ اور اس کا دبدبہ

کم ہو جاتا ہے۔ اس کے لشکر شکست کھا جاتے ہیں۔ ابلیس کا تخت پانی پر ہوتا ہے اور وہ اپنا لشکر زمین پر بھیجتا ہے۔ اس کے نزدیک سب سے بڑی عزت اس کی ہوتی ہے جو سب سے زیادہ فساد مچانے والا ہو۔ گناہ ابن آدم کے لیے ہیں۔ ادب عبادت گزار کے حق میں اس طرح فریضہ ہے جیساکہ عام آدمی کے حق میں توبہ۔ وہ ادب کرنے والا کس طرح نہ ہو۔ جبکہ وہ خالق کے مخلوق میں سے سب سے زیادہ نزدیک ہو۔ جو کوئی جہالت کی وجہ سے بادشاہوں کے ساتھ رہنا سہنا رکھے تو اس کی جہالت اس کو اپنے قتل کے قریب کر دے گی۔ جس کو ادب نہیں خالق اور مخلوق کو اس سے بیزاری ہے۔ ہر وہ گھڑی جس میں ادب نہ ہو۔ وہ بیزاری ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ حسن ادب نہایت ضروری ہے۔ اگر تم مجھ کو پہچان لیتے۔ میرے سامنے سے نہ ہٹتے اور تم میرا پیچھا ہی کرتے۔ جس طرف بھی رخ کرتا۔ تمہیں ایک طرف ہونے کی قدرت ہی نہ ہوتی۔ ایک ہی برابر ہوتا۔ تم سے خدمت لیتا یا تمہیں ویسے ہی چھوڑ دیتا۔ تم سے لیتا۔ یا تم کو دیتا۔ تمہیں تنگدست کر دیتا یا امیر بنا دیتا۔ تمہیں مشقت میں ڈال دیتا۔ یا تمہیں راحت نصیب کرتا۔ ان سب چیزوں کا اصل حسن ظن ہے۔ اور اس سے (تعلق) کی درستی ہے۔ اور تم دونوں سے محروم ہو۔ تو تمہیں میرا ساتھ کیسے درست۔ اور میری بات سے تمہیں کیا فائدہ۔ خالق اکبر اور مخلوق کی صحبت ساتھ اور معاشرت (زمین کے) آداب بہتر کرو۔ اے اللہ۔ ان کا ان باتوں کا سننا ان کے خلاف حجت نہ بنا۔ بلکہ ان کے حق میں حجت بنا۔ اے ہمارے پروردگار۔ ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دیجئے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔

چھبیسویں مجلس :۔

اس کے نیچے کی سواری اس کے دل کے اعمال کو اس کے چہرہ پر ظاہر کر دیتی

اس کا چہرہ ماہِ کامل کی مانند ہو جاتا ہے اور یوں بن جاتا ہے گویا وہ ایک فرشتہ ہے۔ جس کا دل اللہ تعالٰے کی مہربانیوں کو دیکھ کر خوش ہے اس کا عمل اس کو اس چیز کی خوشخبری دیتا ہے جو اللہ تعالٰے نے اس کے لیے جنت میں تیار کر رکھی ہے۔ نیک عمل ایک صورت بن جاتی ہے۔ اس کو کہتی ہے مَیں تمہارا رونا ہوں۔ تمہارا صبر ہوں۔ تمہاری پرہیزگاری ہوں۔ تمہارا ایمان ہوں اور تمہاری جان ہوں۔ تمہاری نماز ہوں۔ تمہارا روزہ ہوں۔ تمہارے مجاہدے ہوں اور تمہارے ربِّ جلیل کے لیے تمہارا شوق ہوں اور اس کے لیے تمہاری معرفت ہوں۔ اس سے تمہاری واقفیت ہوں۔ تمہارا حسنِ عمل ہوں اور اس بزرگ و برتر کے سامنے تمہارا ادب ہوں۔ چنانچہ اس کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا۔ اور اس کا ڈر اطمینان سے اور اس کی سختی نرمی سے بدل جائے گی۔ اور جس نے نیک عمل نہ کیا اس کو اس کا پروردگار چھوڑ دے گا اور وہ برائیوں میں رہے گا۔ چنانچہ گناہوں کے وزن اور بوجھ اس کی پشت پر ہوں گے۔ بھوک اور پیاس اس کے اندر ہو گی۔ اور ڈر اس کے سامنے ہو گا اس کے پیچھے سے فرشتے اس کو ہانک رہے ہوں گے اور گھٹنوں کے بل چلا رہے ہوں گے۔ اور اس کے دل پر تیرا چرکا لگ رہا ہو گا۔ قیامت کے میدان میں حاضر ہو گا پھر اس کے لیے نوک جھونک اور جانچ پڑتال (کی نوبت) آئے گی۔ پس بہت سخت حساب ہو گا۔ پھر اس کو آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر اس کو عذاب دیا جائے گا۔ پس اگر وہ اہلِ توحید والوں میں سے ہوا، اپنے اعمال کے مطابق سزا پائے گا۔ پھر اس کو اللہ تعالٰے اپنی رحمت سے آگ سے نکالے گا۔ اور اگر کفر والوں میں سے ہوا تو وہ اپنے ہم جنسوں کے ساتھ ہمیشہ آگ میں رہے گا۔ اگر تم توبہ اور صحیح فکر میں رہو تو

دُنیا والی چیز کو چھوڑ دو۔ اور آخرت والی چیز میں لگ جاؤ۔ اور مخلوق والی چیز کو چھوڑ دو۔ اور حق تعالیٰ والی چیز میں لگ جاؤ۔ برائی کو چھوڑ دو اور بھلائی کے کام میں لگ جاؤ۔ اسے فکر اور توبہ کو چھوڑنے والو! تم ٹوٹے میں ہو اور تمہارے پاس کوئی بھلائی نہیں۔ تم ٹوٹا پانے والے اور فائدہ نہ اٹھانے والے ہو۔ تمہاری مثال اس آدمی کی طرح ہے جو بیچتا ہے اور خریدتا ہے اور نہیں جانتا۔ کیا خرچ کرتا ہے۔ اور نقد کو کھرا نہیں کرتا۔ سو کم گنتا ہے۔ اور اپنی اصل پونجی کے کھو جانے کا انتظار کرتا ہے۔ جس نے اس کے ساتھ اس نے بڑھاپے اور قصّہ کو پلیٹ دیا ہے۔ خرابی تمہاری۔ تمہاری اصل پونجی جو تمہاری عمر ہے۔ جاتی رہی ہے۔ اور تمہارے پاس کوئی بھلائی نہیں۔ تمہاری ساری کمائی کھوٹی ہے۔ تمہارے علاوہ دوسرے مومنوں کی ساری کمائی گوہر ہے۔ جلدی ہی مومنین کو ان کا پورا حق دیا جائے گا اور تم پکڑے جاؤ گے اور قید کیے جاؤ گے۔ تمہارے پاس جو موتی ہے وہ قبول نہ ہوگا بلکہ حق تعالیٰ تو اخلاص کو قبول فرماتے ہیں اور اخلاص تمہارے پاس نہیں۔ کیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں سنا۔ اپنا محاسبہ خود ہی کرو۔ اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے اور (خود ہی اپنا) وزن کرو۔ اس سے پہلے کہ تمہارا وزن کیا جائے۔ اور اپنے آپ کو بڑی پیشی کے لیے سنوار لو۔ اس سے پہلے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو جاننے پہچاننے سے انکار کردیں۔ کہ وہ اس کے دوستوں میں سے ایک دوست۔ اس کے پیارد ل میں سے ایک پیارا اور اس کی مرادوں میں سے ایک مراد ہے۔ اس کی خلوت اور جلوت میں ایک فرشتہ مقرر کردیا جاتا ہے۔ جو اس کے دل کی تربیت کرتا ہے۔ دلیل کی تربیت کرتا ہے۔ اس کو نیکی کا حکم کرتا ہے اور برائی سے موڑ

دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں فرمایا: "یونہی ہوتا ہے تاکہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی ہٹالیں۔ بلاشبہ وہی ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے ہے۔" اللہ تعالیٰ کا یہ فعل انبیاء و مرسلین، اولیاء و صدیقین علیہم السلام کے ساتھ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بچوں کے پاس سے گزر ہوا، جبکہ وہ کھیل رہے تھے۔ تو انہوں نے کہا ہمارے ساتھ کھیلو۔ اس پر آپ نے فرمایا، سبحان اللہ۔ ہم کھیلنے کے لیے نہیں پیدا کیے گئے۔ ہم قوم اس قوم کے اقرار ہیں جو بھلائی کا حکم کرتی ہے نہ کہ برائی کا۔ اس کو دیکھنے کے بعد دلوں سے ل جاتے ہیں، سب کے سب گوہر بن جاتے ہیں، مطمئن ہو جاتے ہیں اور رفیقِ اعلیٰ (برتر فرشتوں) کے ہاں نیک ہو جاتے ہیں۔ قرآن کا سننا ان کا چاہی آزار بن جاتا ہے اور اس سے پہلے بھی سنتے تھے۔ باعتبار صورت نہ باعتبار سخی۔ (مومن) زیادہ تر بجواس اور بے ہودہ بات نہیں سنتا۔ اس واسطے کہ اس کے نزدیک قرآن دلوں کی زندگی۔ باطن کی صفائی اور جنت میں حق تعالیٰ کے جوارِ رحمت کی بنیاد ہے۔ مومن مخلوق کو پہچانتا ہے اس کے لیے ان میں نشانیاں ہیں۔ اس کا دل حساس ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس نور کے ذریعہ سے دیکھتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں بسایا ہے۔ نور دلوں کا نور ہوتا ہے۔ طہارت دلوں کی، بھیدوں کی اور خلوت کی طہارت ہوتی ہے۔ جب تمہارا دل پاک نہ ہو اور تمہاری خلوت پاک نہ ہو تو تمہاری ظاہر کی پاکیزگی کیا فائدہ دے گی۔ اگر تم ہر روز ہزار مرتبہ بھی غسل کرو۔ تمہارے دل کی میل ذرا بھی زائل نہ ہوگی۔

گناہوں کے لیے ایک بدی قسم کی مواخذت ہوتی ہے۔ یہ ان کو معلوم ہے جو اللہ کے نور سے دیکھتے ہیں لیکن وہ مخلوق سے چھپا لیتے ہیں۔ اور ان

کو رسوا نہیں کرتے۔ بدنصیبی تمہاری۔ تم سُست ہو، سو بلاشبہ تمہارے ہاتھ کوئی چیز نہ پڑے گی۔ تمہارے پڑوسیوں، اور تمہارے بھائیوں اور تمہارے رشتہ داروں نے سفر کیا اور تلاش کیا۔ چنانچہ خزانوں کو جا پایا۔ ایک پیسے سے دس اور بیس کا فائدہ ہُوا اور غنیمتیں لے کر لوٹے اور تم اپنی جگہ ہی بیٹھے ہو، جلدی ہی جو تھوڑا بہت تمہارے پاس میں ہے یہ بھی جائے گا۔ اس کے بعد تم لوگوں سے مانگو گے۔ کم بختی تمہاری، حق تعالیٰ کے راستہ میں محنت کرو۔ اور اس کی تقدیر کے حوالہ نہ کیے رکھو۔ کیا تم نے اللہ تعالےٰ کا ارشاد نہیں سنا۔ "اور جنہوں نے ہمارے واسطے محنت کی ہم ان کو اپنی راہیں سمجھا دیں گے" محنت کرو۔ تمہارے پاس وہ ہدایت آئے گی جو نہ آتی تھی۔ اور تجھ اکیلے سے ضروری ہے۔ کہ نہ آئے۔ تم شروع کرو۔ اور دوسرا آتا ہے اور تمہارا کام پورا کرے گا۔ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ چنانچہ تم غیر اللہ سے کچھ مت مانگو۔ کیا تم نے ان کی بات نہیں سنی۔ اپنی پختہ قدیم کلام میں کس طرح ارشاد فرماتے ہیں۔ "اور ہمارے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں اور ہم معیّن اندازہ پر اتارتے ہیں" کیا اس آیت کے بعد بھی کوئی بات باقی ہے۔ اے دنیا اور پیسے کے چاہنے والے۔ دونوں چیزیں (حقیر) ہیں۔ اور دونوں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہیں۔ پس ان کو مخلوق سے مت مانگو۔ اور نہ ان دونوں کو ان دونوں کے ساتھ شرک کرنے والی دربان اور اپنے اسباب پر اعتماد سے مانگو۔ اے اللہ! اے مخلوق کے خالق۔ اے مسبب الاسباب۔ ہمیں شرک کی قید سے چھڑا کر اپنی خالقیت اور اپنے اسباب کے ذریعہ سے خلاصی دیجئے۔ اور ہمیں دنیا پر اور آخرت میں نیکی دیجئے۔ اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچایئے۔

ستائیسویں مجلس :-

اے اللہ کے بندو، تم دار الحکمت میں ہو۔ ایک واسطہ ضروری ہے اپنے معبود سے ایک ایسا طبیب مانگو، جو تمہارے دلوں کی بیماریوں کی دوا کرے، ایک ایسا معالج جو تمہارا علاج کرے۔ ایک ایسا راہ دکھانے والا، جو تمہیں راہ بتائے۔ اور تمہیں ہاتھوں سے پکڑے۔ اس کے مقربوں، اس کے عاشقوں اور اس کے قرب کے دربانوں اور اس کے دروازہ پر رہنے والوں سے نزدیکی چاہو۔ تم تو اپنی جانوں کی خدمت اور نفسانی خواہشوں اور طبیعتوں کی پیروی پر راضی ہو گئے ہو۔ تم اپنی جانوں کے خوش کرنے اور ان کے دنیا کیلئے دوڑنے میں کوشش کرتے ہو اور یہ ایک ایسی چیز ہے جو کبھی بھی تمہارے ہاتھ نہ لگے گی۔ گھڑی بہ گھڑی، روز بہ روز، ماہ بہ ماہ اور سال بہ سال تمہیں موت آتی ہے۔ پس تمہیں اس کا بھی یارا نہیں ہوتا۔ کہ تم اس سے چھوٹ رہو۔ وہ تمہاری گھات میں ہے اور تمہیں کوئی خبر نہیں، تم اس کے دیکھ لینے سے بچتے ہو اور وہ تمہارے برابر کھڑی ہے۔ جلدی ہی تمہیں ایک ایسے میدان میں چھوڑے گی جو میدان تمہارے بدلے اور تمہاری دوسری زندگی کا ہے۔ تم سے ہر ایک کی روح کوچ کر جائے گی اور اس کا جسم ایک مردہ بکری کے جسم کی طرح باقی رہ جائے گا۔ کون تم پر رحم کرے گا اور تمہیں مٹی میں گاڑھے گا۔ اس سے پہلے کہ تمہیں زمین کے درندے اور کیڑے کھا جائیں۔ پھر تمہارے گھر والے اور تمہارے دوست بیٹھیں گے یعنی تمہارے دشمن۔ اپنے کھانے اپنے پینے اور اپنے آرام میں ہوں گے۔ سو یا تو تمہارے پر رحم کریں گے یا نہ کریں گے۔ اور رحم تو بہت سے بادشاہوں پر بھی نہیں کیا گیا۔ ان کے دشمنوں نے

ان کو قتل کیا اور جان بُوجھ کر کہ ان کو کُتّے اور کیڑے کھائیں بغیر دفن کیے جنگلوں میں پھینک دیا۔ کتنا بُرا ہے وہ بادشاہ جس کا حکم یہاں تک آکر زائل ہوگیا۔ کتنی اچھی بات کہی ایک بزرگ نے۔ بادشاہ نہیں جس کے بادشاہ ہونے کو موت زائل کردے۔ بادشاہ تو وہ بادشاہ ہوتا ہے جس کو موت نہ آئے۔ تمہارے میں عقلمند وہ ہے جو موت کو یاد کرے اور تقدیر جو بھی کرے اس پر راضی ہو۔ پس اپنی پسند کی چیز پر شکر کرے اور تقدیر سے راضی ہوجائے۔ اپنی ناپسند چیز پر صبر کرے۔ اپنے دین کے معاملات میں فکر کو مزوں اور لذتوں کے فکر کا بدلہ بنا دو۔ موت اور اس کے پیچھے کا فکر کرو۔ (جہاں تک) نصیبوں (کا تعلق) ہے اللہ تعالیٰ ان (کو لکھ لکھا کر کب کے ان سے) فارغ ہوچکے ہیں۔ نہ ان میں ذرہ بھر زیادتی ہوتی ہے اور نہ ان میں ذرہ بھر کمی ہوتی ہے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مخلوق۔ روزی اور عمر (وغیرہ لکھ لکھا کر کب کے) فارغ ہوئے۔ اور قیامت تک ہونے والی باتوں کو (لکھ لکھا کر) قلم خشک ہوچکا۔ جو چیز تقسیم کی جاچکی۔ اس کے طلب کرنے میں مشغول نہ رہو۔ چونکہ یہ مشغولیت کھیل اور حماقت ہے۔ اللہ تعالےٰ تمہارے سارے حالات کی تدبیر کرچکے ہیں۔ اور ان کو ایک معلوم وقت میں ڈھیل دے چکے ہیں۔ جب تک دل مجاہدہ سے غیر مطمئن رہتا ہے تو نہ وہ اس پر ایمان لاتا ہے اور نہ ہی لالچ اور للچانا چھوڑتا ہے۔ طمانیت سے پہلے ایمان رکھتا ہے مگر زبانی دعویٰ ہوتا ہے۔ عقلمند بنو۔ جو میں کہتا ہوں وہ مانو۔ ایک ایسی تقدیری اور ہونی چیز کے طلب کرنے پر مشغول مت ہو۔ جس کا تمہارے ہاں ہونا اور اس کے وجود کا ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ تم اس کو علم الٰہی میں لکھے ہوئے وقت پر اپنی طرف بلاؤ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سے مروی ہے اگر بندہ کہے اے اللہ! مجھے روزی مت دے۔ اس کا اس کے علی الرغم روزی دینا الوہیت کی طرف سے ضروری فرض ہے اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے آتی ہے۔ مخلوق کے ہاں ان میں سے کوئی چیز نہیں۔ تم توحید سے کہاں (اور کتنے دُور) ہو۔

اے مشرک! تم خلوص سے کہاں ہو۔ اے کدورت والے تم رضا سے کہاں ہو۔ اے ناراض ہونے والے تم صبر سے کہاں ہو۔ مخلوق سے شکایت کرنے والے یہ ہے تمہارا (حال اور مقام)، جبل پر تم ہو۔ یہ پہلے گزرے ہوئے نیکوں کا دین مبین ہے۔ مجھے غیرت ہوتی ہے۔ جب مَیں کسی کو اللہ اللہ کہتے سنتا ہوں اور وہ غیر اللہ کو (بھی) دیکھتا ہے۔ اے ذاکر! اللہ تعالےٰ کو ایسے یاد کرو گویا تم اس کے ہاں ہو۔ اور اس کو اپنی زبان سے اور اپنے دل سے غیر اللہ کے ہاں یاد نہ کرو۔ مخلوق کو چھوڑ کر اس کی طرف بھاگو۔ دُنیا، آخرت اور ماسوا کو اپنے دل سے۔ اپنے باطن سے اور اپنے بدن سے نکال دو۔ پھر اپنی ظاہر کی زبان سے (کہو)۔ بدبختی تمہاری۔ تم اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے) کہتے ہو اور جھوٹ کہتے ہو۔ روٹی تمہارے پاس ہے بڑا سالن تمہارے پاس ہے۔ اکسیر اللحم تمہارے پاس ہے۔ بڑی بے پرواہی ہے جو تمہاری زندگی میں تمہارے پاس ہے۔ تمہارے محل کے اردگرد کا بڑا پہریدار تمہارے پاس ہے تمہارے شہر کا بڑا بادشاہ تمہارے پاس ہے تم ان سے بہت ڈرتے ہو اور ان سے امید رکھتے ہو اور ان کی خوشامد کرتے ہو اور ان کی پردہ پوشی کرتے ہو۔ تمہارے کپڑے تمہیں چھپاتے ہیں اور تمہارا پروردگار ہر بُری بات کو سامنے لے آتا ہے۔ تم اپنی مشکلوں میں ان پر اعتماد کرتے ہوئے اور میرے نفع دینے اور لیتے میں تم ان کو دیکھتے ہو۔ اگر تم سے رفاقت کی۔

دین میں مفلس بن جاؤ گے اور مسلمانوں اور مومنوں کے جھانکنے والے نہ بنو۔
دُور والا اس کو چھپاتا ہے اور نزدیک والا اس کو افشار کرتا ہے لیکن مقرب
بارگاہ بہت سی چیزوں سے مطلع ہوتا ہے اور ان کو چھپاتا ہے۔ تھوڑی سی بات
کرتا ہے مگر وہ بھی بنا بر غلبہ۔ پس پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندوں کی پردہ
پوشی کرتی ہے۔ پاک ہے وہ ذات جو اپنی مخلوق کے خواص کو بندوں کے
حالات سے مطلع کر دیتی ہے۔ پھر ان کو حکم کرتی ہے جو ان کی بہت زیادہ پردہ
پوشی کر کے ان کو چھپاتے ہیں۔ اے لوگو! جہاں تک ہو سکے۔ دنیا کے فکروں
سے فارغ رہو۔ ایسی کسی چیز کی طرف رغبت نہ کرو جو تم کو نزدیکی سے دور کر
دے۔ مومن سے اگر ہو سکتا ہے تو اپنے کھانے۔ اپنے پینے۔ اپنے لباس اور
اپنی بیوی سے بے رغبتی اختیار کرتا ہے۔ اگر ہو سکتا ہے۔ اپنے دل سے
نفسانیت طبیعت اور لذت کو نکال دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اپنے پروردگارِ
اعلیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں چاہتا۔ اپنی زبانوں کو ایسے کلام سے روکو باز رکھو۔
جو تمہارے لیے بے معنی ہو۔ اپنے ربِ جلیل کو کثرت سے یاد کرو۔ اور اپنے
گھروں میں لازمی طور پر رہو۔ ضرورت کے سوا نہ نکلو۔ یا ایسے کام کے لیے جو
آپ کے لیے لازمی ہو۔ یا جمعہ اور (نماز) باجماعت کے لیے حاضر ہونے
کے لیے۔ یا ذکر کی مجلسوں کی حاضری کے لیے۔ تم میں سے جس کو اپنا کام
اپنے گھر پر کرنے کی قدرت ہو تو اسے کرنا چاہیئے۔ خرابی تمہاری۔ تم اللہ تعالےٰ
کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور تم اس کا کہا مانتے نہیں۔ محبت تو آخر کار
احکام بجا لانے اور منع کی ہوئی چیزوں سے ہٹ جانے، ملی چیزوں پر قانع
ہونے اور فیصلہ (خداوندی) پر راضی ہو جانے کے بعد ہی ہوا کرتی ہے۔ پھر
اس سے محبت اس کی نعمتوں کی بنار پر ہوتی ہے پھر اس کو تعبیر کسی بدلہ

کے چاہا جاتا ہے۔ پھر اس کی ذات کا شوق ہوتا ہے۔ محب حق تعالےٰ کو اپنی زبان۔ اپنے اعضاء، اپنے دل اور اپنے باطن کے ساتھ یاد کرتا ہے۔ جب اس کی یاد میں فنا ہو جاتا ہے۔ پھر اللہ یاد کرتا ہے اور اس سے اپنی مخلوق کے سامنے فخر کرتا ہے۔ اور اس کو ان سے ممتاز کر دیتا ہے۔ حق میں حق (ہو جاتا ہے) فنا میں جاتا ہے۔ اوّل۔ آخر۔ ظاہر اور باطن (اپنی حق تعالیٰ کی ذات) باقی رہتی ہے۔ اس سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو۔ اور مخلوق کے سامنے اس کی شکایت کرتے ہو۔ تم اس کی محبت میں جھوٹے ہو۔ جو فنا کی حالت میں اس سے محبت کرتا ہے اور فقر کی حالت میں اس کی شکایت کرتا ہے وہ (یقیناً) جھوٹا ہے۔ جب کسی کچے دل پر تنگی آتی ہے۔ اس سے ایمان ویقین پر صبر نہیں آتا۔ آخر کار کفر کا ساتھی ہوتا ہے۔ فقر کی صلاحیت صبر کرنے والے اور پرہیزگاری کرنے والے مومن کے سوا کسی میں نہیں ہوتی۔ اور وہ کس طرح اس پر صبر نہ کرے۔ جبکہ دنیا اس کا جیل خانہ ہے۔ کیا تم نے کسی قیدی کو قید خانہ میں آرام کا طالب دیکھا ہے۔ مومن دنیا سے نکلنے اور اور اس سے واپسی کی تمنا کرتا ہے۔ اس کے اور اس کے دل کے درمیان دشمنی ہوتی ہے وہ اس کے لیے بھوک۔ پیاس۔ فقر۔ افلاس اور ذلت کی تمنا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ یہ اس کی اطاعت کے لیے ہاتھ بٹاتا ہے۔ چنانچہ اس کے لیے فقر بہتر ہوتا ہے اور حکم مان کر صبر کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔

اپنے ضمیر کی حفاظت کرو۔ یہ (ہمیشہ) تمہارے کام کی تعریف (ہی) کرتا ہے۔

کم بختی تمہاری۔ تم میری ارادت کا دعویٰ کرتے ہو۔ پھر مجھ سے چھپتے ہو۔ تم میری ارادت کا دعویٰ کرتے ہو۔ لیکن چلو کیسے۔ تم دیواریں (حائل) دیکھتے ہو۔ تم اعمال بغیر اخلاص۔ شروع بغیر تمام۔ ظاہر بغیر باطن۔ مخلوق بغیر خالق۔

دنیا بغیر آخرت کے دیکھتے ہو۔ بغیر علم کے عبادت کی کوشش ہے۔ بہت سے بندے علم کو پکا کیے بغیر اپنی جہالت کے باوجود رات اور دن کوشش کرتے ہیں۔ یہ بات علم پکا کرنے کی ہے۔ تو دراصل علم قضا اور قدر (کے فیصلوں پر) بغیر (علم) شریعت کی گفتگو ہوتی ہے۔ جو اس کو زندیق بنا دیتی ہے۔ اور اسی لیے کہا گیا ہے۔ ہر وہ حقیقت جس کی شریعت شہادت نہ دے، سو وہ زندقہ ہے۔ اس حکم کی بنیاد کلام ہے۔ اس کے بعد حکم پکا ہوتا ہے۔ استغفار اور توبہ کثرت سے کرو۔ اس واسطے کہ دنیا اور آخرت کے کاموں کے لیے یہ دو بڑی حقیقتیں ہیں اور اسی لیے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو استغفار کا حکم کیا۔ اور اس کے جواب میں ان سے مغفرت کا اور ان کے لیے دنیا کے مسخر ہونے کا اور ان کا ان کی خدمت کے لیے کھڑا ہونے کا وعدہ دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ نقل کرتے ہوئے اپنی قوم کو فرمایا۔

"اپنے پروردگار سے اپنے گناہ بخشواؤ۔ بے شک وہی بخشنے والا ہے۔ تمہارے پر آسمان کی دھاریں چھوڑ دے گا۔ تمہیں مال اور بیٹوں سے بڑھا دے گا۔ اور تمہارے لیے باغ بنا دے گا اور تمہارے لیے نہریں بنا دے گا۔"

اپنے گناہوں سے توبہ کرو۔ اور اپنے اس شرک سے باز آؤ جو تم کر رہے ہو۔ تاکہ تمہیں وہ سب کچھ دے۔ جو تم دنیا اور آخرت کے معاملات میں چاہتے ہو۔ تم نے اس طرح گناہ کیا ہے جس طرح تمہارے باپ، حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا تھا۔ تم دونوں (حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما الصلوٰۃ والسلام) کو اس کے کھانے (محض) اس لیے منع کیا تھا۔ کہ کہیں اس کے نتیجہ میں ان کو دُوری نہ نصیب ہو۔ ان کو کرامت کے حصّہ سے عاری کر دیا۔ اور دونوں کو برہنہ کر چھوڑا۔ پھر دونوں زمین پر اترے۔ اور سب بدلہ معصیت اور مخالفت کی بنا پر ہوا۔

پھر معصیت نے ان کے بدنوں میں پرورش پائی اور ان دونوں کو دور کر دیا۔ پھر ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے توبہ اور استغفار کی تلقین کی۔ سو دونوں نے توبہ کی اور اپنے گناہوں کی معافی چاہی۔ پس وہ ان دونوں پر مہربان ہوا اور دونوں کو بخش دیا۔ میرا دشمن اور دوست میرے نزدیک برابر ہیں۔ روئے زمین پر نہ میرا کوئی دوست باقی ہے اور نہ دشمن۔ اور یہ اس صورت میں ہے کہ توحید کی صحبت اختیار کرے۔ اور مخلوق کو عاجزی کی نظر سے دیکھا جائے۔ اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرا سو۔ وہ میرا دوست ہے۔ اور جس نے اس کی نافرمانی کی سو وہ میرا دشمن ہے۔ اے اللہ! آپ میرے لیے یہ ثابت کر دیں اور مجھے اس پر ثابت قدم رکھیے۔ اس کو افتاد کے بجائے بخشش بنا دیں۔ آپ کو معلوم ہے۔ کہ میں آپ کے دین کی رسیوں اور آپ کی ارادت کی رسیوں کو بٹ لگاتا ہوں۔ اور میں آپ کے خادموں کا خادم ہوں۔ اور آپ کی خوشنودی چاہتے ہوئے آپ کے ماسوا سے بے رغبتی اختیار کرنے والوں کا خادم ہوں۔

بدنصیبی تمہاری اے مالدار۔ یہ مت خیال کرو کہ مالدار کا شکر کرنا الحمد للہ رب العالمین کہہ دینا ہے۔ اور بس اور بلاشبہ اس کا شکر یہ یہ ہے کہ اس میں سے کچھ مقدار سے فقیروں سے غمخواری کرے۔ اگر تم نے فرض زکوٰۃ کو ادا کر دیا۔ یا پھر جہاں تک ممکن ہوتا ان سے غمخواری کرتا۔ اور ان کو بلا احسان دیتا۔ چونکہ احسان تو یہ ہے کہ تم نے بلا احسان دیا ہوتا۔ دگرنہ تو نہ دیا ہوتا۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا۔ ”اے ایمان والو! اپنے صدقوں کو احسان اور تکلیف سے باطل نہ کرو“۔ ان کا باطل ہونا یہ ہے کہ ان کا ثواب باقی نہ رہے۔ پس احسان جتانے والا کوئے میں پڑا۔ اس کے لیے کوئی ثواب نہیں اور اس کا دل سیاہ ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ احسان جتانا شرک ہے۔ مومن دیتا ہے اور

احسان نہیں جتاتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے۔ اس کے اس کو
توفیق دینے پر۔ بنا پر۔ اعتقاد رکھتا ہے کہ جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے یہ سب
اس نے اس کو دیا ہے۔ اور وہی ہے جو اس سے چھین لے اور اس کے علاوہ
دوسرے کو دے دے۔ اے مالدار۔ فقیروں پر وسعت کرنے والے۔ اپنی
مالداری سے دھوکہ مت کھاؤ۔ اور نہ اس پر فخر کرو۔ اور نہ اس سے فقیروں کے
مقابلہ میں غرور کرو۔ چونکہ یہ تمہاری تنگدستی کا باعث ہوگا۔ اور تم اے نوجوانو!
اپنی جوانی اور طاقت پر فقیروں کے مقابلہ میں غرور نہ کرو۔ اور اس سے اللہ
تعالیٰ کی نافرمانی کے لیے مدد نہ چاہو۔ تمہارے جسم تمہارا دین ہیں وہ ایک درندہ
تمہارے دین، تمہاری حاجت اور تمہاری مالداری کا گوشت کھاتا ہے۔ ایک
بزرگ نے کیا ہی اچھا کہا ہے کہ جب تمہیں کوئی نعمت حاصل ہو تو اس کی
حفاظت کرو۔ اس واسطے کہ نافرمانیاں نعمتوں پر ہی نازل ہوتی ہیں۔ میرے
پاس نیک خیال لے کر اور تہمتوں کو زائل کر کے حاضر ہوا کرو اور جب اپنے
گھروں کو لوٹا کرو تو اس بات پر دھیان دیا کرو اور اس کو بھلاؤ مت۔ موت
اور اس کے بعد کی چیزوں کو یاد کرو۔ روزہ لازمی رکھو۔ اس واسطے کہ یہ دل
کو روشن کرتا ہے خصوصاً جب تمہاری افطاری حلال کی ہو۔ کوئی چیز خرچ کیے
بغیر کوئی چیز بھی تمہارے ہاتھ نہ لگے گی۔ حکیم اور عالم لوگ اس بات پر متفق
ہوتے ہیں کہ آرام آرام چھوڑ کر ہی حاصل ہوتا ہے۔ تحقیقی طور پر آپ کے
تمہارے سامنے چالیس سال تک رہے اور سجدہ کے علاوہ نہیں سوئے۔ اور
آپ کا سجدہ کرنا ہی آپ کا بستر۔ لحاف اور آپ کا تکیہ تھا۔ یہ حالت اس
کی ہوتی ہے جس کو دنیا سے بے رغبتی اور آخرت سے رغبت ہو جائے۔ اور
موت اور بیان سے ڈرے۔ اور جس کو قدرت ہوتی ہے مخلوق اور ان کے

ہاتھوں کی چیزوں سے بے رغبتی اور خالق سے رغبت کرتا ہے۔ اور جو اس کے پاس ہوتا ہے اس کو پہچان لیتا ہے اور اس کو اور اس کے بندے کو پہچان لیتا ہے۔ اور اس بارہ میں اپنی جان سے محنت کرتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے اس سے محبت کرتا ہے۔ اور جو محبت کرتا ہے وہ موافقت کرتا ہے۔

تم اس دنیا کو کیا کرو گے۔ اگر سامنے آئے تو مشغول ہو اور اگر پشت پر آئے تو نقصان اٹھاؤ۔ اگر تم اس سے بھوکے ہو تو کمزور ہو جاؤ۔ اور اگر اس سے سیر ہو جاؤ تو بھاری ہو جاؤ۔ اس کو چاہو جو اپنی محبت میں تمہارے میں سے ایک ہو۔ مرضوں، بیماریوں، غموں اور فکروں پر کوئی بھلائی نہیں۔ مگر اس کے لیے جس نے ان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں خرچ کیا نفس جاہل ہے، سو اس کو ادب کا طریقہ سکھاؤ۔ سو ایسا ادب سکھاؤ جس سے یہ بیماری اور دوا کے درمیان، حلال اور حرام کے درمیان، اچھی اور خراب کے درمیان فرق کر سکے، جھگڑا ختم نہیں ہوتا۔ اس کو لذتوں اور مزوں سے ایک لقمہ نہ دو۔ اس کے حق سے زیادہ اس کو نہ دو۔ صحت کے لیے یہی بہتر ہے، جب اس سے مطمئن ہو جائے تو اس کو زمین کے گھاس پھوس کی طرف لے جاؤ۔ یہاں تک کہ اس کی تمام آرزو یہ ہو کہ تم اس کو روئی پر بٹھاؤ۔ اور جب اس پر مطمئن ہو جائے (تو سمجھو) اطمینان اور سکون ہو گیا۔ دیا جائے، اس کے نصیبے آئیں گے۔ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کا لکھا آچکا ہے، اپنے آپ کو مار دو۔ بے شک اللہ آپ کے ساتھ مہربان ہیں، حکم ہو گا۔ "اے چین پکڑنے والے جی، اپنے پروردگار کی طرف پھر چلو۔ تم اس سے راضی وہ تمہارے سے راضی" اس کے لیے اس کے نصیبے ظاہر ہو جائیں گے۔ پہلا علم تمہارے لیے پورا کرنے کا اس کو حکم کرے گا۔ تو اس کے نصیبے اس کے جماؤ کے ساتھ پورے کر دیئے جائیں گے۔ تو اس وقت اس سے بے رغبتی صحیح ہو جائے گی۔ اس سے یہ

نہ ہوگا کہ اسس سے اس کو بھلا دے ۔ تو یہ کھانا انشراح صدر اور اس ہیں پہنچنے اور دلی صفائی کا سبب بنے گی ۔ تو اس کا اس سے رکنا مریضوں کی طرح ہے ۔ جیسا کہ طبیب اس کو کھانا اور غذا سے منع کر دیتا ہے جو کھانے اور پینے کی چیزوں سے بہتر ہوتا ہے ۔ یہاں تک کہ عافیت نصیب ہو ۔ پھر اس کو کھانا کھانے کا حکم کرتا ہے اور ایک کھانا سے دوسرے کھانے کی طرف منتقل کرتا ہے ۔ سو اس کا کھانا کھانا اسس کے لیے دوا اور اس کے بدن میں طاقت کی زیادتی کا (باعث) بن جاتا ہے ۔ اور اسی طرح سے یہ زاہد ۔ آخر کار قسم قسم کھانوں کا کھانا اسس کی دین کی عافیت اور اس کے دل اور باطن کی روشنی کا باعث بن جاتا ہے ۔

اے اللہ ! ہمیں اپنے ماسوائے بے رغبتی کرنے والا اور سب حالات میں اپنی طرف رجوع کرنے والا بنایئے ۔ اور ہمیں دنیا میں اور آخرت میں نیکی دیجئے ۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچایئے ۔

اٹھائیسویں مجلس :۔

بے شک اللہ کے ہاں پسندیدہ دین اسلام ہے ۔ اسلام کی حقیقت استسلام ہے ۔ تمہیں چاہیئے ۔ پہلے اسلام کی تحقیق کرو ۔ پھر استسلام کی ۔ اپنے ظاہر کو اسلام سے صاف کرو ۔ اور باطن کو استسلام سے صاف کرو ۔ اپنی جانوں کو اپنے پروردگار اعلیٰ کے حوالہ کر دو ۔ اور اپنے بارہ میں اس کی تدبیر سے راضی ہو جاؤ ۔ اپنی قدرت کو اس قدرت کے لیے چھوڑ دو جس کا تمہارے پروردگار نے حکم کیا ہے ۔ جو کچھ بھی تقدیر تمہارے لیے کر دے وہ سب اپنے ہاں مقبول ہی رکھو ۔ تمہارے پروردگار تم سے زیادہ جانتا ہے ۔ اس کی بات سے مانوس ہو کر راضی ہو جاؤ ۔ اور اس کے اداس اور نواہی کا قبول کے

ہاتھوں استقبال کرو، تمہیں جو بھی تکلیف دے۔ اس کا اپنے دلوں سے استقبال کرو۔ اس کو اپنا طریقہ اور اوڑھنا بچھونا بنالو۔ وہ دن آنے سے پہلے اپنی زندگی کو غنیمت سمجھو جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رکنا نہیں۔ اور وہ قیامت کے دن ہے۔ اپنی آرزوؤں کو کوتاہ کرو۔ چونکہ کسی نے آرزوؤں کو کوتاہ کیے بغیر فلاح نہیں پائی۔ دنیا کے بارہ میں لالچ کو کم کرو۔ اور چونکہ تمہارے نصیبے تمہیں مل کر رہیں گے۔ اگرچہ تم لالچ نہ کرو۔ اور دنیا سے جو کچھ تمہارے لیے ہے اس کو پورا کرنے کے بعد ہی نکلو گے۔ افسوس تمہارے لالچ پر، نفس اور نفسانی خواہش کو چھوڑ دو۔ تمہیں موت سے چھٹکارا نہیں۔ موت پر زور نہیں۔ تم کہیں کا رخ کرو اور کسی بھی طرح پلٹو۔ وہ تمہارے آگے ہے اور تمہاری وارث ہے۔ تمہارے لیے قیامت کا دن کیا ہے، سو تمہاری موت کے دن خاص طور تمہارے حق میں اس کا قائم ہونا ہے۔ اور قیامت کا دن تمہارے حق میں اور دوسروں کے حق میں عام ہے۔ تمہاری پہلی قیامت تمہیں دوسری قیامت دکھائے گی۔ جب تم ملک الموت علیہ السلام اور اسی طرح اس کے ساتھیوں کو اپنی طرف ہنسی و خوشی کے ساتھ آتا دیکھو۔ اور تجھ پر سلامتی بھیجیں اور تمہاری روح اس طرح نکالیں جس طرح انہوں نے انبیاء۔ شہداء اور صالحین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی روحیں نکالیں۔ تو تم قیامت میں خیر کی خوشخبری لو۔ پہلا دن تمہیں دوسرا دن دکھائے گا۔

اس کو چھوڑو۔ اگر تم نے اچھائی دیکھی تو اچھا ہی ہوگا۔ اور اگر تم نے برائی دیکھی تو برا ہی ہوگا۔ ملک الموت علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے اور حال یہ کہ ان کے ہاتھ میں سیب تھا۔ اس کو انہوں ان کو سنگھایا۔ اور اسی سنگھانے میں روح لی۔ اور اسی طرح ہر ایک اللہ تعالےٰ

کے ہاں قریبی درجہ والا کی روح بڑی آسانی سے اور بڑی اچھی حالت میں نکلتا ہے۔ آپ سے اور اپنے ارادے سے مرنے سے پہلے ہی مر جاؤ۔ موت کو زیادہ یاد کرو۔ اور اس کے آنے سے پہلے اس کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اور اپنے مرنے سے پہلے (اچھے اور نیک اعمال) آگے بھیجو۔ تمہارے پر موت آسان ہو جائے گی۔ تمہارے لیے کوئی بوجھ اور بے چینی باقی نہ رہے گی۔ موت کے دن کا اور قیامت کے دن کا آنا لابدی ہے۔ پس دونوں کا انتظار کرو۔ یہ دونوں دن ایسے کام کے لیے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو بتا دیا۔ عقل سیکھو۔ نہ تمہیں دل والا دیکھتا ہے اور نہ دل میں کوئی معرفت۔ کم یقینی تمہاری۔ زہد کا دعویٰ کرتے ہو اور زاہدوں والے کپڑے پہنتے ہو اور پھر بادشاہوں اور امیروں کے دروازہ پر جاتے ہو۔ جو دنیا کے بیٹے ہیں پس تم اپنے دل کو دنیا طلب کرنے اور دنیا والوں کی تمنا کرنے سے موڑ لو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو کوئی چراگاہ کے ارد گرد گھوما۔ اس سے خدشہ ہے کہ کہیں اس میں گر نہ جائے۔ دنیا کی مصروفیت تو محض اللہ تعالیٰ کے بندوں کی راہ کاٹ دینے کے لیے ہے اور ان کو مسخر کرنے کے لیے ہے اور ان کی عقل چھین لینے کے لیے ہے۔

یہ (قاعدہ) الاماشاء اللہ سب کے حق میں عام ہے۔ گنتی کے لوگ ہوتے ہیں جن کے دلوں اور کاموں کا اللہ مالک ہوتا ہے۔ ان کی خلوت اور جلوت میں حفاظت کرتا ہے۔ اور ان کے کھانے، ان کے پینے۔ اور ان کے پہننے کو اپنے دستِ قدرت سے صاف کر دیتا ہے۔ اللہ والوں نے تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی چیزوں پر عمل کیا چنانچہ بھیجنے والا راضی ہو گیا۔ اور ان سے دوستی کی اور ان سے محبت کی۔ گھر خریدنے سے پہلے پڑوسی

اور راستہ چلنے سے پہلے ساتھی تلاش کرو۔ یہ پڑوسی قربِ خداوندی اور اس کی معرفت اور اس پر ایمان و توکّل اور اس کے وعدہ کے وثوق کے سوا کون ہے، سو ان کے دل سمجھ گئے۔ جس پر دنیا کے گھر کے اور آخرت کے گھر کھول دیئے گئے اور وہ گوشہ میں کھڑے ہو گئے۔ اے غافلو! یہ ہے جس کو مَیں نے کھول کر بیان کر دیا ہے۔ یہ بات عمل اور اس میں غوطہ مارے بغیر نہیں ہو سکتی۔ کبھی ہاتھ پاؤں سے کبھی دل سے۔ کبھی کہنے سے اور پھر کبھی کرنے سے۔ کبھی بولنے سے پھر کبھی گونگا ہو جانے سے۔ کبھی عمل کرو اور کبھی ترکِ طلب سے، عمل کرو۔ شرم کرو، اور ہر ناحق عمل کو لپیٹ دو۔

جب یہ بات پوری ہو گی، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحریک ہو گی۔ اسے فرمائے گا، حرکت کرو۔ آگے بڑھو اور اپنی آنکھ کھولو۔ اور اپنی ظاہری اور باطنی آنکھوں سے دیکھو۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس آیا ہے۔ اس طور سے اللہ والے ہمیشہ عاجزی وانکساری ظاہر کرتے ہیں اور اسی حال میں رہتے ہیں، یہاں تک وہ جس کے لیے انہوں نے عاجزی کی ان کو اٹھاتا ہے، مومن جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے، اس کو نکالنے اور اس کو قربان کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس واسطے کہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا محب ہے۔ اس کی ضرورت کے وقت اس کو پرہیزگاری سے پاتا ہے اور جو کچھ صفائی سے وہ پاتا ہے وہ کاٹتا نہیں۔ اور بہت سی چیزیں چھوڑ دیتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک ایسی چیز پاتا ہے جس کا اصل اور فرع کو پہچانتا ہے۔ ہر بات کے لیے ایک حجت کام میں لاتا ہے جس کو اپنے ہاتھوں سے نکالتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں اس کے باپ اور اس کی ماں کی وراثت ہے۔ بقول علماء اس کو پرہیزگاری کے ہاتھ کے بغیر کھایا۔ چنانچہ اس کو فقیروں اور حاجت مندوں کی طرف نکالتا ہے۔

اسے وہ جو ارادت چھوڑتا ہے۔ تیری ارادت پختہ ہی نہیں ہوئی۔ اور تیرے لیے ایک چیز ہے۔ جو تیری مراد کو چھپاتی ہے۔ مجھے کہنا ہے اور نہ میرے لیے دولت ہے۔ محب کے بارے محبوب کو اعتبار سے نہ مال ہوتا ہے نہ اسباب نہ خزانہ، نہ ارادت اور نہ گھر۔ سب کچھ اس کی مراد اور اس کے محبوب کے لیے ہوتا ہے۔ محب اپنے محبوب کے سامنے مقبوضہ غلام حقیر ہوتا ہے۔ اور غلام اور جو کچھ یہ رکھتا ہے۔ اس کے آقا کے لیے ہی ہوتا ہے۔ جب محب کی جانب سے محبوب کے لیے سپردگی مکمل ہو جاتی ہے۔ تو محب کو وہ چیز سپرد کرتا ہے جو اس کے سپرد کی گئی تھی۔ اور خود کو اس کے حوالے کر دیتا ہے۔ معاملہ بالکل الٹ ہو جاتا ہے۔ غلام آزاد بن جاتا ہے۔ حقیر عزیز۔ بعید قریب اور محب محبوب بن جاتا ہے۔ جب مجنوں نے صبر کیا، تو لیلیٰ مجنوں بن گئی اور مجنوں لیلیٰ ہو گیا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کی بنا، پر صبر کرتا ہے اور اس میں سچا ہوتا ہے اور اس کی مصیبتوں کی بنا، پر اس کے دروازہ سے بھاگتا نہیں۔ اور ان سے سچے دل سے ملتا ہے۔ تو وہ محبوب مراد بن جاتا ہے۔ جس نے اس کو چکھ لیا سو اس نے اس کو پہچان لیا۔ یہ چیز بناوٹ سے نہیں آتی۔ یہ ایسی چیز ہے جو ساری مخلوق کی سمجھ سے بالا ہے۔ ان میں گنتی کے لوگ ہیں جو اپنے لیے مخلوق کو ایک برابر سمجھتے ہیں۔ محبت سے پیش آتے ہیں۔ معمولی اشارہ سے باز آجاتے ہیں۔ ادب سیکھتے ہیں اور وہ کام کرتے ہیں جو ان سے چاہا جاتا ہے۔

اے لوگو! ایمان پیدا کرو۔ اور اس کے لیے اپنی پوری کوشش کرو۔ بعض مجاہدات کرو۔ ان کو ایمان کی کھونٹے کے حوالہ کرو۔ یہ دودھ پیتے بچھڑے ہیں۔ تمہارے دل نہ راضی ہونے والے اور کام نہ کرنے والے غرور اور بڑائی سے بھرے ہیں۔ ان میں اللہ کی راہ نہیں۔ اور میرے لیے تو یہ ساری راہ مٹنے اور

فنا ہونے کی ہے۔ شروع میں ایمان کی کمزوری کی حالت میں لا الہ الا اللہ اور آخر میں ایمان کی مضبوطی کے وقت لا الہ الا انت۔ چونکہ ایک حاضر موجود کو مخاطب کرتا ہے۔ امر باطنی ہے۔ بھید میں بھید ہے۔ لپٹوں میں سے ایک لپٹ ہے۔ اس واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے زمانہ کے دنوں میں ایک لپٹ ہے۔ سو اس کے سامنے پیش ہو۔ اے منافق! تمہیں مناسب ہے، جو میں کہتا ہوں۔ نہ کرو۔ چونکہ تم اس معاملہ میں مجھ کو جھٹلانے والے ہو۔ اور اگر تم چاہتے ہو۔ کہ جو میں کہتا ہوں۔ وہ تم کرو۔ پھر اپنے نفاق سے توبہ کرو۔ اپنے عمل میں اخلاص اختیار کرو۔ اور اپنے دین میں اور ماسوا سے بے رغبتی اختیار کرو۔ تمہارے لیے یہ معاملہ مراد ہے۔ اور اس کے لیے شہادت ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی آخر یہ ہے کہ اس کے نزدیک پتھر اور مٹی برابر ہو جائیں۔ اور پتھر سے میری مراد سونا ہے جو مخلوق کا محبوب اور ان کی مراد ہے۔

اے صاحبزادے! پکا ارادہ کرو۔ میں تمہارے لیے ہدایت دیکھتا ہوں۔ اور اس کی کوئی انتہا نہیں۔ نہ تم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی بات میں سچے ہو۔ نہ ہی اس کی شرطوں پر قائم ہو۔ اور نہ تم خواص میں سے ہو۔ تاکہ پتھر اور مٹی تمہارے نزدیک برابر ہو جائے۔ پھر تم کیا چیز ہو۔ ہم تمہیں کس طرح یاد اور شمار کریں۔ جبکہ نہ تم پہلے ہو نہ ہی دوسرے ہو۔ تم مجھ سے اپنی تعریف ایسی چیز میں چاہتے ہو، جو تمہارے میں نہیں۔ تاکہ تمہارا دل خوش ہو جائے۔ اور تم مجھ سے راضی ہو جاؤ۔ اور تم مجھے ہدایت کرتے ہو۔ تمہارے لیے کوئی بزرگی نہیں ہے۔ میں سچ کہتا ہوں۔ اور میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا ہوں۔ میں تو اس وقت کی یاد میں ہوں، جو مخلوق اور

خالق کے درمیان ہے۔ جو نہ کرنے اور کرنے کے درمیان ہے، جو ضبط نہ کرنے اور ضبط کرنے کے درمیان ہے۔ تم جاہل ہو، خرابی تمہاری۔ مجھ سے دشمنی نہ کرو۔ کہیں تباہ ہو جاؤ۔ ان لوگوں میں سے مت بنو۔ جو جس چیز کو نہیں جانتے اس سے دشمنی کرتے ہیں، تم اس کو نہیں جانتے۔ چنانچہ میرے سے دشمنی کرتے ہو۔ کوئی فکر نہیں تمہاری دشمنی تمہارے سے بے وقوفی کرے گی۔ اگر تمہیں اللہ کی طرف سے کوئی برائی یا کوئی مصیبت پہنچے۔ تو اسے دور کرنے کی اس کے سوا کسے سکت ہے۔ چنانچہ تم اپنے ہی ایسے عاجز کو یہ مت کہو کہ مجھ پر پڑی مصیبت کو مجھ سے دور کر دے۔ جب تمہیں مخلوق کی طرف سے کوئی بیماری یا تکلیف پہنچے یا تمہارا مال یا تمہاری چیز چھین لے تو اس کو چھڑانے والا اس کے سوا کوئی نہیں۔ جب تمہیں مال کا ٹوٹا۔ پیٹ کا فاقہ اور پڑوسیوں اور بھائیوں کی دُوری پیش آئے۔ یہاں تک کہ تمہیں ایک ذرہ تک نہ دیں۔ کوئی بوجھ نہ اٹھائیں اور دنیا تمہارے پر باوجود اپنی فراخی کے تنگ ہو جائے۔ تو تم دل میں گرہ دے لو۔ کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور اس کو دور کرنے والا اس کے سوا کوئی نہیں۔ اور اس کو اٹھانے والا کوئی نہیں، مگر وہی۔ جس نے اس کو رکھا۔ وہی ہے۔ جس نے تمہارے پر اس کو ڈالا۔ وہی ہے۔ جس نے تمہیں یہ کپڑا پہنایا۔ اور وہی ہے جو نکالے۔ عقل سیکھو۔ مخلوق اور اسباب کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ سب ارباب کو چھوڑ کر ایک ہی رب بنا لو۔ وہی ہے۔ مسخر کرنے والے، وہی ہے۔ قبضہ جمانے والے۔ کرنے والا۔ وہی ہے۔ رفع کرنے والا۔ وہی ہے۔ کام کرنے والا۔ اس کا لکھا ہو کر رہتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ میں مرض ہے۔ جو آ کر تمہاری عافیت کے دروازہ کو کھٹکھٹاتا ہے۔ اس کا لکھا ہو کر رہتا ہے۔ اور اسی کے ہاتھ میں تنگی ہے۔ جو آ کر تمہاری فراخی کے دروازہ کو کھٹکھٹاتی ہے۔ اس کا لکھا ہو کر

رہتا ہے۔ اور اسی کے ہاتھ میں غم ہے۔ جو آکر تمہارے خوشی کے دروازے کو کھٹکھٹاتا ہے۔ اس کا لکھا ہو کر رہتا ہے۔ اور اسی کے ہاتھ میں خوف ہے۔ جو آکر تمہارے امن کے دروازہ کو کھٹکھٹاتا ہے۔ یہ سب اسی کی طرف سے ہے۔ اور اس کو دور کرنے والا اس کے سوا کوئی نہیں ہے۔ دنیا مومن کا قید خانہ ہے۔ جب اس میں آتا ہے۔ اپنے پاؤں نہیں پسارتا، اور معرفت کے حل کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ قید خانہ کی دیواریں دور ہوتی ہیں اور اس کے سامنے اس کے دل کی وسعت میں دروازے کھل جاتے ہیں۔ چنانچہ وہ علم الٰہی کی طرف پرواز کر کے وہاں کی روحوں سے جا ملتا ہے۔ یہ تمہاری عقل سے بالا ہے۔ اللہ والوں کے دل اور ان کی روحیں دنیا میں اللہ کے فضل کے خوان سے اس طرح کھاتی ہیں جس طرح شہیدوں کی روحیں جنت میں کھاتی ہیں۔ یہاں آکر مخلوق سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ یہاں آکر دل کے مالک ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ دنیا میں بادشاہ ہوتے ہیں۔ اور آخرت میں بادشاہ ہوتے ہیں۔ دنیا میں سردار ہوتے ہیں اور آخرت میں سردار ہوتے ہیں۔ اے جاہل! اے منافق! اے روپیہ پیسے کے بندے۔ اے مخلوق کی تعریف و ستائش سے خوش ہونے والے۔ تم تعریف و ستائش اور داد و عیش کے بندے ہو اگر تم کو عقل ہوتی۔ تو اپنے دل پہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم لکھتے۔ اے اللہ! ہمیں اپنی بندگی کی تحقیق اور اطاعت کی تصدیق نصیب فرمایئے۔ اے اللہ ہمیں دنیا میں اور آخرت میں نیکی دیجئے اور ہمیں دوزخ کی آگ سے بچایئے۔

انتیسویں مجلس :-

سچے کے لیے کوئی حد نہیں ہوتی۔ وہ بڑھتا ہی جاتا ہے۔ اس کے لیے سینہ ہوتا ہے بغیر نسبت۔ وہ سچائی پر جما رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا ذرہ پہاڑ۔ اس کا قطرہ سمندر۔ اور اس کا تھوڑا زیادہ۔ اس کا چراغ سورج اور اس کا چھلکا مغز بن جاتا ہے۔ جب تم کسی سچے کو پا لینے میں کامیاب ہو جاؤ تو اسے پکڑے رکھو۔ جس کے پاس تمہارے درد کی دوا ہے۔ جب تم کسی ایسے کو پا لینے میں کامیاب ہو جاؤ۔ جو تمہیں درج ذیل شدہ چیزیں بتائے۔ تو اسے پکڑے رکھو۔ تمہارے لیے حق تو یہ ہے، کہ تم ان کو پہچانتے نہیں۔ چونکہ وہ گنتی کے لوگ ہوتے ہیں۔ چھلکا اور مغز تھوڑے چھلکوں والا۔ اور مغز بادشاہوں کے خزانوں میں ہوتا ہے۔ پر وہ دل جو دنیا۔ مزوں اور لذتوں سے بھرا ہے، وہ چھلکا ہے۔ محض دنیا ہی کے قابل ہے۔ جب تم اپنے دل میں مخلوق سے کچھ بھی دیکھو۔ تو تم سزا پانے والے ہو۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا "میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ میں ان سے یہ نہیں چاہتا کہ وہ مجھے کھلائیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ رزق دینے والے بڑی طاقت والے مضبوط ہیں" تم میں سے اکثر پردہ میں ہیں۔ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اور ان کے پاس کچھ بھی حقیقت نہیں۔ کم بختی تمہاری۔ اسلام کا نام یہی ہے۔ پس تم خیال کرو۔ بغیر باطن ظاہری شرطوں کا جاننا تمہیں فائدہ نہ دے گا۔ تمہارا عمل کسی چیز کے بھی برابر ہے۔

ظاہر تمہارا محراب میں ہے اور باطن تمہارا ظاہر طور پر تمہارے ظاہر سے ریاکاری اور منافقت کرتا ہے۔ تم چلتے ہو۔ اور باطن تمہارا حرام سے پُر ہے۔

یہ تمہارے جسم کی عبادت ہے۔ سو شروع کرو۔ اور بظاہر تمہارے سے سزا ساقط ہو جائے گی۔ اس واسطے کہ تمہارے سے کوئی چیز ظاہر نہیں ہوتی۔ جو اس کی مخالفت کرے اور علم تو تمہارے لیے مشقت اور سزا کا حکم کرتا ہے۔ میں نے تمہیں دیکھ لیا ہے۔ کہ آج تم سزا سے چھوٹ گئے۔ کل تمہیں سزا سے کون چھڑائے گا۔ میں نے تمہیں دیکھ لیا ہے کہ تم شریعت والوں کے نزدیک تو چھپ گئے مگر تم ان علم والوں کے ہاں کیسے چھپ گئے۔ جو اللہ تعالےٰ کے نور سے دیکھتے ہیں اور حق تعالیٰ کو ان نشانیوں سے پہچانتے ہیں جو ان کے پاس ہیں۔ عوام کے نزدیک تم نماز پڑھنے والے۔ روزہ رکھنے والے۔ کہا ماننے والے۔ پاکیزگی اختیار کرنے والے۔ حج کرنے والے۔ پرہیزگاری اختیار کرنے والے۔ اللہ سے ڈرنے والے اور عبادت کرنے والے ہو۔ اور اہلِ علم کے نزدیک تم منافق۔ جھوٹے اور جہنمی ہو۔ جب تم ان کے ہاں جاتے ہو تو وہ تمہارا گھر یعنی تمہارے دین کا گھر گرتا دیکھتے ہیں۔ تم نفاق کا اثر اپنے چہرہ پر دیکھتے ہو۔ وہ تمہیں تمہاری پیشانی سے پہچان لیتے ہیں۔ لیکن وہ بولتے نہیں۔ قربِ حق نے ان کے منہ پر مہر لگا دی ہے اور اس کے پردہ نے ان کی زبانوں کو بند کیا ہوا ہے۔ اور اس کے کرم اور حلم کی زبان ان کو منع کرتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ان کے سارے راز فاش ہو گئے ہوتے۔ اے منافقو! اسلام ثابت کرو، تاکہ تمہیں ایمان، ایقان معرفت۔ (اللہ سے) سرگوشی اور گفتگو نصیب ہو۔ عقل سیکھو۔ معانی کے بغیر محض صورتوں پر راضی نہ ہو جاؤ۔ عمل کرو۔ اخلاص اختیار کرو۔ اور تمہیں عالموں سے علم حاصل کرنے میں اخلاص ہوتا ہے۔ اس پر عمل کرنا خدمتگزاری ہے۔ جس نے عاجزی کی بلندی پائی۔ تم خدمت کرو۔ تم بلاشبہ سردار بن جاؤ گے۔ کیا تم نے نہیں سنا۔ کہ قوم کا سردار ان کا خدمت گزار ہوتا ہے۔ تم اپنے آپ کو

اپنی بیوی کو اور اپنے بچّے کو سنوارتے ہو۔ اور ان کی خدمت کرتے ہو۔ فقیروں کو اپنا مال نہیں دیتے ہو۔ اور اس کو اپنی خواہش نفسانی اور اپنے اسباب پر خرچ کرتے ہو۔ اے کم نصیب! جلدی ہی تمہاری بھلائی کم ہو جائے گی۔ تم اپنے محل کے اردگرد کے اپنے دروازے کے پہریدار سے اس سے زیادہ ڈرتے ہو۔ جتنا کہ تم اپنے ربِ جلیل سے ڈرتے ہو۔ تم ان کو دیتے ہو۔ اور ان کے لیے تحفے بھیجتے ہو۔ اس واسطے کہ وہ تمہارے گھر کی خرابی اور تمہاری مہربانی سے مطلع ہیں۔ بدنصیبی تمہاری۔ جلدی ہی تمہارا مال ختم ہو جائے گا اور تمہارے وہ دوست جو تمہارے بڑے ساتھی ہیں اور تمہارے سے دشمنی رکھتے ہیں تمہیں چھوڑ جائیں گے۔ اور تمہارے محل کے اردگرد کے تمہارے دروازہ کے پہریدار تمہاری داد و عیش بند ہو جانے کی بنا، پر تمہیں رسوا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں کیسے برکت عطا کریں جبکہ تم اس کی نعمت کو اس کی نافرمانیوں پر خرچ کر رہے ہو۔ جلدی ہی تنگی ہو گی۔ پس تم ان کو اپنے حق میں شمار نہ کرو۔ اور تمہارا (صاف وستھرا) پانی گندگی اور غلاظت بن جائے گا۔ اور شاید اس وقت تمہیں موت آ جائے۔ اور تم اُسی حال میں ہو۔ پھر گھبراہٹ میں لوٹو۔ عقل سیکھو۔ اللہ تعالیٰ سے شرم کرو۔ دنیا سدا نہیں رہتی۔ آخرت ہمیشہ رہتی ہے۔ دنیا کے مزے سدا نہیں رہتے۔ اور آخرت کے مزے ہمیشہ رہتے ہیں۔ مومن دنیا کو آخرت کے اور مخلوق کو خالق کے بدلہ بھیجتا ہے۔ اللہ والوں میں ایسا بھی ہے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ سے مخلوق اور ہر اس چیز سے جو زمین میں ہے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ تو اس پر بیوی بچے اور ان کی ذمہ داری ڈال دی جاتی ہے۔ تاکہ وہ مخلوق کی طرف رجوع کرے۔ اور ان کے ہاتھوں سے لے۔ تاکہ اسی کا لینا ان کے لیے رحمت ہو۔ پس فقر ظاہر ہو۔ اور اس کی بے پرواہی باطنی بے پرواہی

ہو۔ اور اس کا نفر ہو۔ اور ان کو اس طرح پلٹے۔ جس طرح چاہے۔ اور وہ ادب سیکھنے والے ہوں گے۔ پہلے اس چیز سے جو ان کو قرآن اور حدیث سے دکھائے۔ دونوں پر عمل کرتے ہیں اور متقی لوگ بن جاتے ہیں۔ پھر ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں دکھائی دیتے ہیں اور ان سے فرماتے ہیں۔ ایسے اور ایسے کرو۔ اور اِس سے اور اُس سے باز رہو۔ پھر اپنے پروردگارِ اعلیٰ کو خواب میں دیکھتے ہیں۔ سو وہ ان کو حکم کرتے ہیں۔ اور ان کو منع کرتے ہیں۔ وہ ایک درجہ سے دوسرے درجے کی طرف۔ ایک کتاب سے دوسری کتاب کی طرف۔ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف۔ ایک ذکر سے دوسرے ذکر کی طرف ترقی کرتے ہیں۔ مومن کے نزدیک ساری مخلوق ایک ہی شخص ہوتی ہے اور یہ شخص مریض اور عاجز ہوتا ہے۔ نہ اپنے لیے کوئی نفع حاصل کر سکتا ہے اور نہ اپنی ذات سے نقصان کو دُور کر سکتا ہے۔ مخلوق میں سے جو اس کی نافرمانی کرتا ہے۔ اس سے بغض رکھتا ہے۔ اور جو اس میں سے کہا مانتا ہے اس سے محبت کرتا ہے۔ اپنے بغض اور اپنی محبت میں پروردگارِ اعلیٰ کی موافقت کرتا ہے۔ مخلوق کو اس کی داد و عیش کی بنا پر محبت نہیں کرتا ہے۔ اور اپنے لیے اور اپنی خواہش نفسانی کے لیے بغض نہیں رکھتا ہے۔ وہ ہمیشہ نفس کو معزول رکھتا ہے۔ اس کی محض اللہ تعالےٰ کی اطاعت کے لیے موافقت کرتا ہے۔ دنیا کو اپنے دل سے دور رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دین پر اس کی رعایت کرتے ہوئے اور اس کی مدد کے لیے کھڑے ہوتے ہوئے قائم رہتا ہے۔ کم بختی تمہاری۔ زہد دل سے ہوتا ہے نہ کہ جسم سے۔ اے ظاہر کے بناوٹی ولی زہد اختیار کرنے والے تمہارا زہد تمہاری طرف مدد ہے۔ تم نے اپنی پگڑی اور قمیض کو اچھا کیا ہے اور اپنے سونے کو بہت سرسبز اور محفوظ کناروں والی زمین میں دفن کیا ہے۔ اللہ

کھال اور تمہارا سر کاٹے۔ اگر تم رجوع نہ کرو۔ تم نے دکان کھول رکھی ہے۔ اور روزمرہ کی چیزیں اس میں بیچتے ہو۔ اللہ تمہاری دکان تمہارے سر میں دے مارے۔ سو یہ ہے زوال اس کا۔ کیا تم نے تجربہ نہیں کیا ہے، تم توبہ کرتے ہو اور زنار کاٹتے ہو۔ بدنصیبی تمہاری۔ مومن کا زہد اس کے دل میں ہوتا ہے اور اس کے پروردگارِ اعلیٰ کا قرب اس کے باطن میں ہوتا ہے۔ دنیا اور آخرت اس کے دروازہ پر اور اس کے خزانہ میں ہوتی ہے۔ نہ وہ اس میں۔ اس کا دل غیر اللہ سے خالی ہوتا ہے۔ غیر اللہ کی طرف نہیں بلکہ وہ اللہ سے بھرا ہے۔ اس کو اور اس کے قرب کو یاد کرتا ہے اور اس کا دل اپنے آقا کے لیے فارغ اور شکستہ ہے۔ خالی اور جھکا ہے۔ سنو بے شک وہ اس کے پاس ہوتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں ایک جگہ فرمایا ہے۔ میں ان لوگوں کے پاس ہوتا ہوں جن کے دل میری وجہ سے ٹوٹے ہیں۔ تمہاری جانیں دنیا کو چھوڑنے کی بنا پر ٹوٹ گئیں۔ اور ان کے دل آقا کی وجہ سے ٹوٹ گئے۔ جب ان کے لیے ٹوٹنا ثابت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے پاس آئے۔ اور ان کی شکستہ دل کی تلافی کر دی۔ طبیب آیا۔ ان کا علاج کیا۔ یہی آرام ہے نہ کہ دنیا اور آخرت کا آرام۔ اللہ والے خوش ہوتے ہیں۔ ان کا طبیب ان کے پاس اور خوش ہوتا ہے۔ اللہ والے اپنے طبیب کے سامنے اس کی پیار اور مہربانی کی گود میں سوتے ہیں۔ اور وہ انہیں اپنے کرم و احسان اور رافت و رحمت کے ہاتھ کروٹیں دلاتا ہے۔ جس نے میری غلامی کی وہ فلاح پا گیا۔ اللہ والوں کے ساتھ بیٹھو۔ اور ان کی باتیں سنو۔ اللہ تعالیٰ کا غم اپنے ساتھ لو۔ نہ کہ دنیا کا۔ اور اس چیز نے ان کو فائدہ بخشا ہے۔ انہوں نے بھلائی سیکھی۔ تم بھی بھلائی سیکھو اور عمل کرو۔ تاکہ علم سے فائدہ اٹھاؤ۔ علم تلوار کی مانند اور عمل ہاتھ کی مانند ہے

تلوار بغیر ہاتھ کے نہیں کاٹتی۔ ہاتھ بغیر تلوار کے نہیں کاٹتا۔ ظاہری طور پر سیکھو۔ اور باطنی طور پر اخلاص اختیار کرو۔ بغیر اخلاص کے ذرہ بھر بھی ثواب نہیں ملتا۔ قرآن مجید سنو۔ اور اس پر عمل کرو۔ حق تعالےٰ نے اس کو اسی لیے نازل کیا ہے کہ اس سے حق سیکھو۔ اس کی دو طرفیں ہیں۔ ایک طرف اس کے ہاتھ میں ہے اور ایک طرف ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ جب تم اس پر عمل کرو گے تو تمہارے دل اس کی طرف چڑھیں گے۔ اور وہ ان کو اپنی نزدیکی کے گھر کی طرف اچک لے گا۔ تم آخرت سے پہلے دنیا میں ہو۔ اگر ارادہ اس کی طرف پہنچنے کا ہے تو تم دنیا اور مخلوق سے بے رغبتی اختیار کرو۔ اپنے آپ سے۔ اپنے بیوی بچوں سے۔ اپنے مال سے۔ اپنے مزے سے۔ اپنے شکوک سے۔ لوگوں کو اپنی تعریف و ستائش اور ان کو اپنی طرف متوجہ کو محبوب رکھنے سے بے رغبتی اختیار کرو۔ جب یہ بات تمہارے لیے صحیح ہو جائے گی تو تم ان سے بے پرواہ ہو جاؤ گے۔ اور تمہارا پیٹ بھر جائے گا۔ اور تمہارا کلیجہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔ اور تمہارا باطن اور خلوت آباد ہو جائے گا۔ تمہارا دل اور تمہارا باطن روشن ہو جائے گا۔ اور تمہارا دل مطمئن ہو جائے گا۔ یہ سب کچھ قرآن مجید پر عمل کرنے سے ہوگا۔ یہ قرآن مجید ایک چمکتا سورج ہے۔ اس کو اپنے دلوں کے گھروں میں رکھو۔ تاکہ تمہارے لیے روشنی کرے۔ کم بختی تمہاری۔ جب تم چراغ ہی بجھا دو۔ تو رات کے اندھیرے میں اپنے سامنے کی چیزوں کو کیسے دیکھو گے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دو۔ "جبکہ وہ تمہیں ایسی چیز کی طرف بلاتے ہیں۔ جس میں تمہاری زندگی ہے۔" دل مُردہ ہے۔ جو دل دنیا کی محبت میں مردہ ہے۔ ذاتِ خداوندی کو کیسے دیکھے اور مخلوق کی محبت پیچھے پڑی ہے۔ کیسے سنے، کیا سنے، کیا دیکھے۔ تم مخلوق کو پہچانو۔ آخر اس نے اللہ والوں سے بغض ہی کیا۔

اسے دنیا مانگنے اور اس سے رغبت اور اس سے محبت کرنے کی بناء پر دلوں کے مُردو۔ اور تم، اے زاہدو! تمہارے جنت کے طلب کرنے نے تمہیں ربِ جلیل سے روک رکھا ہے۔ بدنصیبی تمہاری۔ تم نے راہ غلط کرلی۔ گھر سے پہلے پڑوسی اور راستہ سے پہلے ساتھی دیکھو۔ اور تم، اے واعظو! انبیاءؑ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جگہ چڑھ بیٹھے ہو۔ اور پہلی صف میں آگے ہو رہے ہو۔ اور داؤ پیچ اور پچھاڑنا اچھی طرح آنا کوئی نہیں۔ نیچے اترو۔ اور سیکھو۔ اور عمل کرو۔ اور اخلاص اختیار کرو۔ پھر اس کام کی چڑھائی کرو۔ جس کی ابتدا نفس۔ خواہش نفسانی۔ طبیعت۔ شیطان۔ دنیا اور مزوں کا پچھاڑنا اور مخلوق کو اس کے برے اور بھلے کے لیے دیکھنا چھوڑ دینا ہے۔ جب تم ان سب پر غالب ہو جاؤ گے۔ اور ان کو ایمان اپنے یقین اور اپنی توحید کی طاقت سے دبا لو گے۔ تو اللہ تعالےٰ تمہارے دل میں اور تمہارے باطن میں حق بات پیدا فرمائیں گے۔ اور ان کو اپنے نزدیکی کے گھر میں جا دیں گے۔ پھر ان کو ان کی طرف کا حکم کریں گے۔ تو اس وقت تم مخلوق کے ساتھ کھڑے ہونے کے میدان میں خوب داؤ پیچ کرو گے۔ اور ان کے شدائد برداشت کرو گے۔ اے اللہ! ہمیں اس چیز میں لگائیے جس میں آپ ہم سے راضی ہوں۔ اور ہمیں دنیا میں اور آخرت میں نیکی دیجئے۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔

تیسویں مجلس:۔

رمضان کے پانچ حرف ہیں، "ر" "م" "ض" "ا" "ن"۔ "ر" رحمت اور رافت سے ہے "م" مجازات، محبت اور منت سے ہے "ض" ضمان اور ثواب سے ہے۔ "ا" الفت اور قربت سے ہے۔ "ن" نور اور

نوال (عطا) سے ہے۔ جب تم اس مہینہ کا حق پورا کر دو گے۔ اور عمل صحیح کر لو گے تو یہ چیزیں حق تعالیٰ کی طرف سے تمہیں ملیں گی۔ جو تمہارے دلوں کو دنیا میں زندہ کر دیں گی۔ روشن کرنے والی اور ان کے لیے روشنی کا باعث ہوں گی۔ اور اس کی نعمت و بخشش ظاہر اور باطن ہو گی۔ آخرت میں وہ چیزیں ملیں گی۔ جن کو نہ آنکھ نے دیکھا اور نہ کان نے سنا۔ اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں گذریں۔ تم میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کے پاس روزوں کے مہینے کی کوئی بھی بھلائی نہیں۔ حکم کا احترام۔ اس حکم کے کرنے والے کے احترام کے مطابق ہوتا ہے۔ تو جس کے پاس نہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور نہ رسول اللہ اور اس کے بندوں میں سے انبیاء، صالحین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے بھلائی نہیں ہے۔ اس کے پاس اس مہینہ کی بھلائی کیسے ہو۔ اکثر لوگ اپنے ماں باپ اور پڑوسیوں کو روزہ رکھتے دیکھتے ہیں۔ چنانچہ ان کے ساتھ بغرض عبادت نہیں، بلکہ بطور عادت یہ بھی روزہ رکھ لیتے ہیں۔ خیال یہ کرتے ہیں کہ روزہ کھانے پینے سے رُکنے کا نام ہے۔ اس کے شرائط و ارکان کو پورا نہیں کرتے۔ اے لوگو۔ عادت کو چھوڑ دو۔ عبادت کو اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ کے لیے روزے رکھو۔ اس مہینہ میں روزے رکھ کر اور اس ماہ میں عبادت کر کے اپنی شان بڑھاؤ۔ عمل کرو۔ اخلاص اختیار کرو۔ نمازِ تراویح لازمی طور پر ادا کرو۔ مسجدوں میں روشنی کرو۔ اس واسطے کہ قیامت کے دن یہ نور ہو گا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ میں کھلایا ہے۔ تو اس کا احترام کرو۔ تمہارے ربِ جلیل کے ہاں یہ تمہاری سفارش کرے گا۔ اور تمہارے اپنے لیے اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم۔ نعمت و بخشش۔ مہر و حلم اور حفظ و امان مانگنے پر تمہاری تعریف کرے گا۔ بدنصیبی تمہاری تمہیں کیا چیز فائدہ دے گی۔ روزہ رکھتے ہو اور حرام پر کھولتے ہو۔ ان مبارک راتوں

ہیں گناہ کر کے سوتے ہو۔ اور تم۔ خرابی تمہاری۔ جب تک لوگوں میں ہوتے ہو، ریاکاری اور نفاق سے روزہ رکھتے ہو۔ جب تنہا ہوتے ہو۔ کھول دیتے ہو۔ پھر نکلتے ہو۔ اور کہتے ہو۔ مَیں روزہ دار ہوں۔ اور تم دن بھر گالیاں دیتے ہو۔ تہمتیں لگاتے ہو۔ جھوٹی قسمیں کھاتے ہو۔ کمی زیادتی کر کے۔ حیلہ بہانہ کر کے اور لوٹ کھسوٹ سے لوگوں کا مال چھینتے ہو۔ یہ چیز تمہیں فائدہ نہ دے گی نہ تمہارا روزہ شمار ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جن کو روزہ سے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اور بہت سے (نماز کے لیے) کھڑے ہونے والے ہیں جن کو اپنی نماز سے سوائے مشقت اور بیداری کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ تم میں ایسے بھی ہیں جو ظاہر میں مسلمان ہیں اور باطن میں بتوں کے پجاریوں کی مانند ہیں۔ کم بختی تمہاری۔ اسلام۔ توبہ۔ معذرت اور اخلاص کی تجدید کرو۔ تاکہ تمہارے مولا کریم تمہارے سے قبول فرمائیں۔ اور تمہارے پہلے گناہ معاف فرمائیں۔ اور روزوں پہ اپنے پروردگار شکر ادا کرو۔ کہ تمہیں کس طرح ان کے قابل کر دیا۔ اور تمہیں ان پہ قدرت ہوگئی۔ جو تم میں سے روزے رکھے، تو چاہیئے کہ اس کے کان۔ اس کی آنکھیں۔ اس کے ہاتھ۔ اس کے پاؤں۔ اس کے اعضاء۔ اس کا دل بھی روزہ رکھے، چاہیئے کہ اس کا سارا ظاہر روزہ رکھے اور اس کا سارا باطن روزہ رکھے۔ جب تم روزہ رکھ لو۔ تو جھوٹ۔ جھوٹی شہادت۔ غیبت۔ چغلی۔ لوگوں میں ریشہ دوانی اور ان کے مال چھیننے کو چھوڑ دو۔ یہ تمہیں محض اس لیے وصیت کی جاتی ہے۔ تاکہ تم اپنے گناہوں پر نظر کرو۔ اور ان سے بچو۔ جب تم ان میں لگو۔ تو تمہیں تمہارا روزہ فائدہ نہ دے گا۔ کیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمان نہیں سنا۔ روزہ ہماری ڈھال ہے۔ ڈھال کا فرمان اس لیے ہے۔ کہ (ڈھال۔ ڈھال)

والے کو چھپا لیتی ہے۔ اور اس کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اسی واسطے اتر س ڈھال
کو (فیتہ) ڈھال کا نام دیا جاتا ہے کہ وہ (ڈھال) والے کو چھپا لیتی ہے۔ اور
اس کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اور اس سے تیروں کو روک دیتی ہے۔ اور جس کی
عقل کھو جائے۔ اسے بھی مجنوں کا نام اسی واسطے دیا جاتا ہے۔ کہ یہ (جنون)
اس کی عقل کو ڈھانپ لیتا ہے۔ روزہ اس کے لیے ڈھال ہے۔ جو روزہ رکھے۔
پرہیزگار بنے۔ اللہ سے ڈرے اور اخلاص اختیار کرے۔ تو اس وقت روزہ
روزہ دار سے دنیا اور آخرت کی مصیبتیں دور کر دیتا ہے۔ اے روزہ دارو۔
فقیروں اور محتاجوں کی تھوڑے سے کھانے سے غمخواری کرو۔ چونکہ اس سے تمہارا
ثواب زیادہ ہوگا۔ اور یہ افطاری کے وقت تمہارا روزہ قبول ہونے کی علامت
ہے۔ یہ سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں۔ بس وہ باقی رہے گی۔ جو تم اپنی آخرت
کے لیے آگے بھیج دو۔ پس تم آگے بھیجو۔ جب تک تمہیں آگے بھیجنے کی قدرت
ہے۔ قیامت کے روز تم بھوکے۔ پیاسے۔ ننگے۔ ڈرتے۔ شرمسار۔ پیدل اور
ذلیل حال میں اٹھائے جاؤ گے۔ جس نے دنیا میں کھلایا اس کو اس دن کھلایا
جائے گا۔ اور جس نے دنیا میں پلایا۔ اس کو اس دن پلایا جائے گا۔ جس نے دنیا
میں پہنایا اس کو اس دن پہنایا جائے گا۔ اور جو حق تعالےٰ سے ڈرا۔ اور دنیا میں
اس سے شرم کی۔ اس دن امن سے ہوگا۔ جس نے دنیا میں رحم کیا۔ اس پر اس
دن اللہ تعالےٰ کا رحم ہوگا۔ اس مہینہ میں ایک رات ہے۔ جو سال میں بڑی
رات ہے۔ اور وہ قدر کی رات (شب قدر) ہے۔ اللہ تعالےٰ کے مخلص بندوں
کے ہاں اس کی (کچھ) نشانیاں ہیں۔ جن کی آنکھوں سے پردہ ہٹتا ہے۔ وہ الوہیت
کا وہ نور دیکھتے ہیں۔ جو فرشتوں کے ہاتھوں میں ہوتا ہے اور ان کے چہروں کا
نور اور آسمان کے دروازوں کا اور حق تعالےٰ کی روح یعنی حضرت جبریل علیہ السلام

کا نور دیکھتے ہیں۔ اس واسطے کہ وہ اس رات زمین والوں کے لیے اترتے ہیں۔

اے لوگو! اپنے کھانے کو اپنا غم نہ بناؤ۔ چونکہ یہ گھٹیا غم ہے۔ کھانے پینے میں تمہیں آزمایا گیا ہے۔ اور رزق کے معاملہ میں تو تمہاری کفالت ہو چکی ہے۔ پس تم اس کا اہتمام کرو۔ غم مت کرو۔ وہ پاک اور بے نیاز ذات۔ نہ اس کو ڈر ہے۔ اور نہ کھاتی ہے اور نہ پیتی ہے پھر تمہاری حرص کیوں نہیں سوتی۔ اپنی پرہیزگاری اور اپنی امانتوں کا علاج کرو۔ کم نصیبی تمہاری۔ دنیا "ساعت" (گھڑی۔ وقت گزاری) ہے۔ تم اس کو "اطاعت" (تابعداری۔ فرمانبرداری) بناؤ۔ دنیا کے کاموں اور آخرت کے کاموں۔ تمام حالات میں پرہیزگاری اختیار کرو۔ اور تم فلاح پا جاؤ گے۔ جب تم نے پرہیزگاری کو اختیار کیا۔ تمہارے پر حجت باقی نہ رہی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے راضی ہوئے۔ ایک بزرگ مرنے کے بعد خواب میں دکھائی دیئے۔ ان سے پوچھا گیا۔ آپ سے اللہ نے کیا معاملہ کیا۔ تو فرمایا۔ کہ ایک روز میں نے حمام میں وضو کیا۔ اور مسجد میں چلا گیا۔ چنانچہ جب اس کے نزدیک ہوا۔ اپنے پاؤں سے ایک روپیہ برابر جگہ دیکھی جس کو پانی نہ چھویا۔ میں لوٹ آیا۔ اور اس جگہ کو دھویا۔ تو حق تعالیٰ نے فرمایا۔ میں نے تمہیں اپنی شریعت کا احترام کرنے کی بنا پر بخش دیا ہے۔ کہاں تم اور کہاں اللہ والے۔ ان کی کروٹیں سونے کی جگہ سے جدا رہتی ہیں۔ وہ سو نہیں سکتے اور کیسے سوئیں۔ ڈر ان کو بے قرار رکھتا ہے اور ان کی آنکھوں سے نیند اڑ جاتی ہے۔ اور محبت جو وہ اپنے کھڑے ہونے اور سجدہ کرنے میں محسوس کرتے ہیں نہیں سوتے۔ مگر یہ کہ ان کے سجدے کی حالت میں کسی چیز کا غلبہ ہو جائے۔ سو پاک ہے وہ ذات جو غلبہ کی حالت میں ان پر اس نیند کا احسان کرتی ہے تاکہ اس گھڑی

ان کے جسم راحت حاصل کرسکیں۔ ان کی کروٹیں سونے کی جگہ سے جدا رہتی ہیں۔
نہ بستر سے ان کو قبول کرتے ہیں، نہ ہی وہ ان پر قرار پکڑتے ہیں، کبھی ڈر سے۔
کبھی امید سے، کبھی محبت سے اور دیگر شوق سے۔ تم تھوڑی اطاعت کے ساتھ
اپنے پروردگارِ اعلیٰ سے کتنا کم ڈرتے ہو اور نیک لوگ اپنے پروردگارِ اعلیٰ
کی زیادہ اطاعت کے ساتھ کتنا زیادہ ڈرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
جب نماز ادا فرماتے تھے۔ تو آپ کے سینہ مبارک سے ہنڈیا کی سی گڑگڑاہٹ
سنائی دیتی تھی۔ اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب نماز ادا فرماتے تھے تو ان
کے سینہ کی گڑگڑاہٹ میل جو آٹھ فرلانگ کی ہوتی ہے سے سنائی دیتی تھی۔
صدیق، نبی، خلیل، محب اور مقبول الدعا ہونے کے باوجود ڈرتے تھے۔ اپنے
چہرے اپنے پروردگارِ اعلیٰ کی طرف پھراؤ۔ تمہارے چہرے تمہارے پروردگارِ اعلیٰ
کی طرف نہیں، تم درمیان سے چکر کھا گئے۔ تم دوڑ سے نکل گئے۔ اس کی اطاعت
کے ساتھ تمہاری محبت کم ہو گئی ہے اور اس سے خشکی زیادہ ہو گئی ہے۔ اور
بھلائی سے تو تھوڑا ہی اچھا۔ اور دنیا کا زیادہ بھی تمہارا پیٹ نہیں بھرتا۔ اور
شکم سیر نہیں ہوتا۔ یہ اس کا کام نہیں۔ جسے یہ معلوم ہو کہ اسے مرنا ہے۔ اور
اس کے پروردگارِ اعلیٰ کو باقی رہنا ہے۔ اور قیامت کے روز اس کے اعمال
اس کے سامنے پیش ہوں گے۔ یہ کام اس کا نہیں ہوتا۔ جو حساب و کتاب اور
پوچھ گچھ سے ڈرتا ہے یہ کام اس کا نہیں ہوتا۔ جو اپنی قبر میں اترنے کا ارادہ کرتا
ہے، نہ وہ یہ کام کرتا ہے۔ (اور قبر) یا تو دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا
ہے۔ یا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اللہ کے بندے دن میں
روزہ رکھتے ہیں۔ اور رات کو (نماز) میں کھڑے ہوتے ہیں، جب تھک جاتے
ہیں، زمین پر گر پڑتے ہیں۔ تو کچھ راحت پاتے ہیں، سو اُن کی کروٹیں سونے

کی جگہ سے جدا رہتی ہیں۔ چنانچہ اٹھ بیٹھتے ہیں۔ اور اس پر عمل کرتے رہتے ہیں۔ اپنے پروردگار کو ڈر اور امید سے پکارتے ہیں۔ ردّ ہونے سے ڈرتے ہیں۔ اور مقبولیت کی امید لگاتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ اے رب ہمارے، ہم نے درست۔ پورا اور اخلاص سے۔ خود بینی اور تکبر سے خالی کام نہیں کیا۔ سو ردّ ہونے سے ڈرتے ہیں۔ پھر اپنے کام کے مقبول ہونے کی بھی امید کرتے ہیں۔ کہ وہ بلاشبہ مہربان۔ تھوڑا قبول کرنے والا اور زیادہ دینے والا ہے۔ پرانے خراب موتی قبول کر لیتا ہے اور نئے اچھے بخش دیتا ہے۔ کھوٹی پونجی قبول کر لیتا ہے۔ اور پورا ناپ دے دیتا ہے۔ ڈر عزیمت ہے اور امید رخصت ہے۔ اللہ والے ڈر اور امید کے درمیان رہتے ہیں۔ کبھی اس میں۔ کبھی ظاہر کے ساتھ۔ کبھی باطن کے ساتھ۔ کبھی ملنے پر۔ کبھی نہ ملنے پر۔ اسی طرح رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ مدت پوری ہو جاتی ہے۔ اور ان کے دل ان کے خالق سے مل جاتے ہیں۔ اب ان کے ہاں نہ رخصت رہتی۔ نہ میل عزیمت اور پاکیزگی جڑ پکڑتی ہے۔ سارا مال دروازہ تک پیچھا کرے گا۔ اور بیوی بچے قبروں تک پیچھے جائیں گے اور لوٹ آئیں گے۔ عمل تمہارا ساتھ دے گا اور تمہارے ساتھ قبر میں اترے گا اور تمہارا ساتھ نہ چھوڑے گا۔

اے غافلو! اپنا ساتھ چھوڑنے والی چیز کم لو۔ اور اپنے ساتھ والی اور ساتھ نہ چھوڑنے والی چیز زیادہ لو۔ نیک عمل زیادہ کرو۔ روزہ رکھو۔ اور اپنے روزہ میں اخلاص اختیار کرو۔ حج کرو۔ اور اپنے حج میں اخلاص اختیار کرو۔ زکوٰۃ دو۔ اور اپنی زکوٰۃ میں اخلاص اختیار کرو۔ اپنے ربِ جلیل کو یاد کرو۔ اور اس کی یاد میں اخلاص اختیار کرو۔ نیک لوگوں کی خدمت کرو۔ اور ان کے نزدیک ہو جاؤ۔ اور ان کی خدمت کے سلسلہ میں اپنے اندر اخلاص پیدا کرو۔

اپنے ہی عیبوں (کو ٹٹولنے میں) مشغول رہو۔ اور دوسروں کے عیبوں سے اعراض کرو۔ اچھی بات کا حکم کرو۔ اور بُری بات سے منع کرو۔ لوگوں کی ٹوہ نہ لگاؤ۔ اور ان کی پردہ دری نہ کرو۔ جو ظاہر کرتے ہیں، اسے بُرا جانو۔ اور جو چھپاتے ہیں، اس کا تم پر ذمہ نہیں۔ اپنے ہی (دلوں کی اصلاح) میں مشغول رہو۔ تمہارے پر دوسروں کی ذمہ داری نہیں۔ بے مطلب قسم کی بات چیت زیادہ نہ کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مرد کی مسلمانی یہ ہے کہ وہ لایعنی قسم کی چیزوں کو چھوڑ دے۔ تمہارے عیب تمہاری مدد کرتے ہیں۔ اور دوسرے کے عیوب تمہاری مدد نہیں کرتے۔ کہا مانو۔ نیک بنو۔ اور غصہ نہ کرو۔ اور یکتا (خدا) کی نافرمانی نہ کرو کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ تمہارا مخلوق اور اسباب پر بھروسہ کرنا شرک ہے۔ کم نصیبی تمہاری۔ تم پاگل ہو۔ ناراضگی اور اعتراض تمہیں کوئی چیز دیتے ہیں۔ یا تمہارے سے کسی چیز کو دور کرتے ہیں، تمہارا غصہ کسی چیز کو آگے یا پیچھے کر دیتا ہے۔ بلا (نازل) کرنا اور بلا کو دور کرنا اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اسی نے بیماری اتاری ہے جس نے دوا پیدا کی ہے۔ بعض تمہیں آزمانا ہے۔ تاکہ تمہیں اپنے آپ کی پہچان ہو جائے۔ اور تمہیں بلا کے نازل کرنے سے اپنی نشانیاں اور اپنی قدرت دکھا دے۔ اور اس کو اٹھا کر تمہیں اپنا کہا دور کر کے دکھا دے۔ اور مصیبتوں کا رکھنا تو حق تعالےٰ کے دروازہ کو پہنچوانا کھٹکھٹانا ہے اور بندہ کے اور حق تعالےٰ کے دل کو ملانا ہے۔ یا منزل کی سہولتیں نہیں مصیبتوں پر غصے مت ہو۔ چونکہ یہ تمہاری ان چیزوں کی اصلاح کرنے والی ہیں۔ جن کو تم پسند نہیں کرتے ہو۔ کیوں اور کیسے کو درمیان سے الگ کرو۔ جب تم مصیبت پر صبر کرو گے، تم ظاہری اور باطنی گناہوں سے پاک ہو جاؤ گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تک مومن زمین پر

چلتا ہے۔ مصیبت تو اس کے لیے رہتی ہی ہے۔ اور وہ اس کے لیے غلط نہیں ہے۔ بلکہ اس کی غلطیوں کو نامۂ اعمالوں سے اڑا دیتی ہے اور ان فرشتوں کو بھلا دیتی ہے۔ جنہوں نے ان کو لکھا ہوتا ہے۔ ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے۔ اے اللہ! آپ کو لوگ آپ کی نعمتوں کی بنار پر محبت کرتے ہیں اور میں آپ کو آپ کی مصیبتوں کی بنار پر محبت کرتا ہوں۔ اور ایک بزرگ کا تو یہ حال تھا جس دن ان کو کوئی مصیبت نہ آتی تو فرماتے۔ اے اللہ! آج میں نے کونسا گناہ کیا ہے۔ کہ آپ نے مجھے مصیبت سے محروم کر دیا ہے۔ کم نصیبی تمہاری۔ جب تم اس کی قضا پر راضی نہیں، تو اس کی روزی نہ کھاؤ۔ اور اس کے سوا کوئی پروردگار تلاش کرو۔ اللہ تعالےٰ نے ایک جگہ فرمایا۔ اے آدم کے بیٹے! جب تم میری قضا پر راضی نہیں اور تمہیں میری مصیبت پر صبر نہیں۔ تو میرے علاوہ کوئی اور پروردگار تلاش کرو، چاہیئے۔ کہ میرے آسمان کے نیچے سے نکل جاؤ۔ اپنے پروردگار کے ساتھ صبر کرو۔ کہ اس کے سوا تمہارا کوئی پروردگار نہیں۔ اس کے سوا دوسرا پروردگار نہیں، دوسرا دروازہ نہیں۔ دوسرا خالق نہیں، دوسرا رازق نہیں۔ اس ایک کے ساتھ صبر کرو۔ تمہارے لیے جو بھی چاہے۔ اے اللہ! ہمیں اپنے سے مطمئن، راضی، موافق، مسلمان، تابعدار بنائیے۔ اور ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دیجئے۔ اور دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔

اکتیسویں مجلس :-

جب بندہ حق تعالےٰ کو پہچان لیتا ہے تو اس کے دل کو پوری کی پوری نزدیکی ہوتی ہے، اور ساری کی ساری بخشش ہوتی ہے، اور باطن پورے کا پورا محبت ہوتا ہے اور پوری کی پوری عزت ہوتی ہے، جب سکون ہو جاتا ہے تو

اس سے زائل کر دیتا ہے۔ اس کا ہاتھ تنگ ہو جاتا ہے۔ اور اس کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ اور اپنے اور اس کے درمیان پردہ ڈال دیتا ہے۔ اس کو آزمانے کے لیے تاکہ دیکھے۔ کیسے بھاگتا ہے۔ آیا پھرتا ہے یا قائم رہتا ہے۔ جب قائم رہتا ہے تو اس سے پردے اٹھا دیتا ہے۔ اور اس کو اس کی حالت پر لوٹا دیتا ہے۔ کیا تم نے باپ کو نہیں دیکھا جس نے اپنے بیٹے کو آزمایا۔ اس کو اپنے گھر سے باہر نکال کرتا ہے اور اس پر دروازہ بند کر دیتا ہے۔ اور یہ دیکھنے بیٹھ جاتا ہے کہ وہ کیا کرتا ہے۔ جب دیکھتا ہے کہ دہلیز پکڑے ہوئے ہے اور پڑوسی کے ہاں نہیں گیا اور اس سے شکایت نہیں کی۔ اور ادب بھول گیا۔ دروازہ کھولا۔ اور اس کو پکڑا۔ اور اس کو سینے سے لگایا۔ اور اس سے بھلائی میں اور زیادتی کی۔ جس کے عمل میں اخلاص نہیں ہوتا۔ اس کے ہاتھ اللہ کی نزدیکی ذرہ بھر نہیں پڑتی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ایک جگہ فرمایا۔ میں شریک کرنے والوں کے شرک سے بے پرواہ ہوں۔ جس نے کوئی کام کیا۔ اور اس میں دوسرے کو شریک ٹھہرایا۔ تو وہ میرے علاوہ میرے شریک کے لیے ہے۔ میں تو وہی قبول کرتا ہوں۔ جو محض میری ذات کے لیے کیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ کہ قیامت کے دن منافق کو کہا جائے گا۔ اے بے وفا۔ اے نافرمان اپنے (کام) کا بدلہ اس سے طلب کر۔ جس کے لیے تم نے اس کو کیا۔ اے غیر اللہ کی عبادت کرنے والے۔ کیا تم نے نہیں سنا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے فرمایا۔ " اور میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔" اور ارشاد فرمایا۔" ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں ہوا۔ کہ ایک معبود کی عبادت کریں۔" اور باری تعالیٰ کا ارشاد۔" اور ان کو یہی حکم ہوا۔ کہ خالص اسی کی عبادت کریں۔" ہر بندہ کے لیے واجب ہے کہ پروردگارِ اعلیٰ کی محض اس کی ذات

اور خوشنودی کے لیے عبادت کرنی چاہیئے۔ نہ کہ غرض اور مطلب کے لیے۔ اور نہ داد و عیش کے لیے۔ اور جو تمہارے میں سے سوائے تنہائی میں اخلاص سے عاجز ہو۔ اس کو چاہیئے۔ اپنا کام تنہائی میں کرے۔ تاکہ اس کو مخلوق کی آنکھ نہ دیکھے۔ اور نہ ہی اگر پروردگارِ اعلیٰ چاہے اس کے قرآن پڑھنے اور تسبیح کرنے کی آواز کو کوئی کان سنے۔

آپ نے فرمایا۔ اگر کسی نمازی نے اندھیرے میں نماز پڑھی۔ اور اس سے کوئی بندہ واقف ہو گیا۔ وہ عاجز اور فقیر ہو کر آئے گا۔ اور اس کو کوئی چیز بدل نہ سکے گی۔ جو کوئی کام کرے۔ اور اخلاص نہ برتے۔ تو اس کا کام کچھ بھی نہیں۔ اے خرچ کرنے سے روکنے والے۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا۔" اور ہماری روزی سے خرچ کرتے ہیں"۔ یعنی اپنا مال اپنے بیوی بچوں اور محتاجوں پر خرچ کرتے ہیں۔ بخیل مخلوق اور خالق دونوں کے نزدیک محروم اور دور کیا ہوتا ہے۔ اپنے ربِ جلیل سے اس کا فضل مانگو۔ اس سے مانگو۔ چاہے تمہاری بات پوری کرے یا نہ کرے۔ فرمایا۔ اس سے مانگنا عبادت ہے۔ دُور سے پکار اور نزدیک سے کانا پھوسی اور پاس سے اشارہ ہوتا ہے۔ جو دور ہوتا ہے۔ فریاد کرتا ہے۔ پکارتا ہے۔ اے مالک۔ مجھ دے۔ مجھے قریب کر اور جو اس سے نزدیک ہوتا ہے۔ سختی کے وقت اس سے ملتا ہے۔ ہلکی آواز سے کانا پھوسی کرتا ہے۔ چونکہ وہ اس کے نزدیک ہوتا ہے۔ اور جو ساتھ بیٹھتا ہے۔ اس پر ہیبت طاری ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ خاموش رہتا ہے۔ اور اشارہ ہی کرتا ہے۔ مسلمان دنیا میں اور حسنِ ادب اختیار کرتا ہے۔ اور محبوب جب اس کا دل نزدیکی کے پردے میں ہوتا ہے۔ ایک اشارہ کرتا ہے۔ اللہ اس پر رحم کرے۔ جو میری بات کو پالے۔ اور اس پر عمل کرے۔ اور اپنے

دل سے مجھے اور میری بات کو الزام دینا نکال دے۔ اور سلامت رہے۔ جو اس کو سمجھتا نہیں۔ اور اس کا کام ان کی طرف یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں پہنچتا۔ اللہ والے ایمان لاتے ہیں۔ سچ بولتے ہیں۔ علم سیکھتے ہیں۔ اخلاص اختیار کرتے ہیں۔ اور اپنے مال نیک لوگوں پر خرچ کرتے ہیں۔ اپنے مال ان دلیلوں سے نکالتے ہیں۔ جس کے ساتھ اپنے آپ کے خلاف حجت پکڑتے ہیں۔ کبھی فرض زکوٰۃ سے۔ کبھی غیر فرض صدقہ اور قربانی سے۔ کبھی نذر سے۔ قسم اس وقت اٹھاتے ہیں جب اس سے چارہ ہی نہ ہو۔ سو یہ چیز نکالتے ہیں۔ اس سے اپنے دلوں، اپنے یقین اور اپنے آپ پر غالب آنے کی طاقت کی بنا پر اللہ تعالےٰ سے نزدیکی ڈھونڈتے ہیں۔ اور ان میں بعض ایک مقرر چیز کا حکم کرتے ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ کی بات بجا لاتے ہیں۔ اور ان میں بعض ایسے ہیں جن کے ہاتھ پر بخشش جاری ہوتی ہے۔ اور خود بے پرواہ ہوتے ہیں۔ ایک بزرگ کا قصّہ نقل کرتے ہیں۔ کہ وہ کسی جنگل میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ ان کے پاس سے اونٹوں والوں کی ایک جماعت کا گزر ہوا۔ تو ان میں سے ایک نے ان کے کندھے سے ان کی چادر اتار لی۔ چنانچہ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے۔ تو جس نے ان کی (چادر) لی تھی۔ اس نے کہا مجھے معلوم کرتے دیجئے۔ کس نے آپ کی چادر لی۔ اور ان کی چادر ان کو واپس کر دی۔ اس پر انہوں نے کہا۔ خدا کی قسم۔ مجھے نہیں پتہ چلا۔ اور اگر تم اسے لینا چاہو۔ تو لے لو۔ اللہ والوں کو تو محض اس چیز کی خبر ہوتی ہے۔ جس میں وہ لگے ہوتے ہیں۔ جب اپنے ربِ جلیل کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں تو معنوی طور پر اللہ کے علاوہ ہر چیز سے غائب ہو جاتے ہیں۔ اور دل غائب ہو کر محض صورت باقی رہ جاتی ہے۔ ایک بزرگ تھے۔ اور وہ مسلم بن نشار رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جب گھر میں آتے۔ ان کے بچے چپ ہو

جلتے۔ اور اس قدر باادب ہو جاتے کہ ان میں کسی کو ہنسنے کی مجال نہ ہوتی۔ اور آپ کو ان کی اس گھٹن پر افسوس ہوتا تھا۔ تو یوں کرنے لگے۔ کہ جب نماز شروع کرنے کا ارادہ کرتے۔ ان سے فرماتے۔ تم اپنے کام میں لگے رہو۔ اور اپنی گھٹن دور کر دو۔ (اپنا گھٹنا چھوڑ دو) اس واسطے کہ میں نہیں سمجھتا کہ تم کیا کرتے ہو۔ تو ان کا یہ حال تھا۔ کہ جب وہ نماز شروع کرتے تو (بچے) شور مچاتے۔ خوش ہوتے اور ہنستے۔ اور ان کو معلوم نہ ہوتا کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ اور ایک دن جامع مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے تو ایک ستون اور اس کے اوپر کی کڑیاں ان کے نزدیک آگریں۔ اور ان کو خبر نہ ہوئی۔ اور گھر میں آگ لگ گئی۔ جبکہ وہ نماز میں لگے تھے۔ چنانچہ لوگ آئے۔ انہوں نے آگ کو بجھایا۔ اور ان کو اس کی خبر بھی نہ ہوئی۔ اللہ والے سارے کے سارے مخلوق کے بھلے کاموں کے لیے ہوتے ہیں اور ان کے لیے خالق ہوتا ہے۔ اپنے ہاتھ کا مال اور اپنے سینہ کا علم خرچ کرتے ہیں۔ انہوں نے اکسیرِ اعظم پائی۔ تو دنیا ان کے سامنے ذلیل ہو گئی۔ بڑی سلطنت پائی۔ تو دنیا کی سلطنت ان کے سامنے ذلیل ہو گئی۔ انہوں نے ہر ایک چیز سے بے رغبتی اختیار کی۔ چنانچہ ان کے دلوں کو "تکوین" بخشی گئی۔ جب تک یہ ظاہر تمہارے ہاتھ میں رہے گا۔ اور دل اس میں لٹکا رہے گا تم "تکوین" میں سے کچھ بھی نہ دیکھو گے۔ ایک بزرگ سے سوال کیا گیا۔ آپ کہاں سے کھاتے ہیں۔ تو جواب دیا۔ "بدرِ کبیر سے" تو پوچھا گیا۔ اور "بدرِ کبیر" کیا۔ فرمایا۔ کن فیکون (ہو جا۔ ہو گیا) دنیاوی معاملات میں اپنے سے نیچے کی طرف دیکھو۔ اور آخرت کے معاملات میں اپنے سے اونچے کی طرف دیکھو۔ ایک بزرگ سے منقول ہے کہ عید کے دن ہند دانہ خریدا۔ اور اس کو کھانے بیٹھے۔ تو فرمایا۔ کیا تم نے کوئی میرے ایسا دیکھا جو آج ایسے دن ہند دانہ گھی اور نمک کے بغیر کھائے۔ پس

جب نظر پلٹی۔ تو ایک کو وہ چھلکے کھاتے دیکھا جن کو وہ پھینک رہے تھے۔ چنانچہ رو پڑے۔ اور اللہ تعالےٰ سے اپنی بات کے سلسلے میں معذرت چاہی۔ تمہارے نہ دینے میں تمہارا ہی نقصان ہے۔ حق تعالےٰ نے قرض چاہا۔ کون ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسنہ دے۔ جب تم نے اس کو قرض دیا۔ اور فقیر سے اس کو حوالہ قبول کر لیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو دوگنا کریں گے۔ اور اس سے زیادہ دیں گے۔ جو تم نے آج دیا۔ اور کل تمہارا اس سے معاملہ پڑے گا۔ تو اس کے فائدے دیکھ لو گے۔ اس سے بغیر تجربہ کے معاملہ کرو۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو جب پانچ سو روپے کی ضرورت ہوتی تھی۔ اور ان کے پاس پچاس روپے ہوتے تھے۔ ان کو صدقہ کر چھوڑتے تھے۔ چنانچہ چند دنوں کے بعد پانچ سو روپے آجاتے۔ اور اگر یہ نہ بھی آتے۔ تو نہ ہی اپنے ربِ جلیل کو الزام دیتے۔ اور نہ ہی اعتراض کرتے۔ اور نہ ہی ناخوش ہوتے۔ اللہ والے اپنے ربِ جلیل کے اس معاملے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ جو قرآن و حدیث اور ان کے دل کے یقین کے مطابق ہوتا ہے۔ ایک بزرگ کا قصہ ہے۔ کہ ان کے پاس تین انڈے تھے۔ ایک مانگنے والا آیا۔ تو آپ نے لونڈی سے فرمایا۔ یہ انڈے اس کو دیئے۔ تو لونڈی نے ایک انڈہ چھپا رکھا۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد ایک دوست نے بیس انڈے بطور تحفہ بھیجے تو آپ نے اپنی لونڈی سے پوچھا۔ تم نے مانگنے والے کو کتنے دیئے۔ تو اس نے بتایا۔ کہ دو انڈے دیئے۔ اور ایک میں نے آپ کے لیے چھپا رکھا۔ کہ آپ اس سے افطار کریں۔ تو فرمایا۔ اے کم یقین کرنے والی۔ تم نے ہمیں دس (انڈوں) سے محروم کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ مغلوب تو وہ ہے۔ جو اپنے ایسی مخلوق کے سامنے شکایت کرے۔ اے مسکین۔ جب تمہارے پاس فقیر (قرض) مانگنے آئے۔ تو اس کو (قرض) دو۔ اور مت کہو۔ تم مجھے کیا دوگے۔

جب تم نے دل کے خلاف کیا، اور اس کو قرض دیا۔ اور کچھ دیر بعد اس کو بخش دیا۔ فقیروں میں بعض ایسا بھی ہے۔ جس کی مانگ پوری نہیں۔ بلکہ قرض لیتا ہے۔ اور اللہ کے بھروسہ پر اس کی ادائیگی کی نیت رکھتا ہے۔ اور اسی کے بھروسہ قرض لیتا ہے۔ اے غنی۔ جب تمہارے پاس قرض مانگنے آئے۔ تو اس کو قرض دو۔ اور اس کے سامنے بخشش نہ کرو۔ کہ عاجزی پر اور عاجزی بڑھ جائے۔ جب مدت مانگے۔ تو دے ڈالو۔ اور اس سے تمہارے سے اس قرض کو قبول کرنے کے بارہ میں اور اُس سے بری الذمہ ہونے کے لیے پوچھو۔ تاکہ تمہیں پہلی خوشی اور دوسری خوشی کا ثواب حاصل ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندہ کے لیے تحفہ اس کے دروازہ پر مانگنے والے کا ہونا ہے۔ کم نصیبی تمہاری۔ فقیر اللہ تعالیٰ کا تحفہ کیسے نہ ہو۔ وہ تمہاری دنیا سے کوئی چیز تمہاری آخرت کی طرف لے جا رہا ہے۔ تاکہ اس کی ضرورت کے وقت تم اسے پالو۔ اتنی سی مقدار جو اسے دیتا ہے۔ بے پروا بنا دیتی ہے۔ اور (فکر و غم) دور کر دیتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے ہاں تمہارے درجات بلند کرتی ہے۔ کم بختی تمہاری۔ اے بندو۔ کیا تم شرماتے نہیں۔ تم اپنے پروردگار کی عبادت اس لیے کرتے ہو کہ تم کو جنت دے۔ تم کو حوریں دے۔ تم کو بچے دے۔ جنت گھر ہے۔ رہنے والا کہاں ہے۔ کون ہے۔ جو محض ذاتِ خداوندی کا طالب ہے۔ بغیر جنت چاہے۔ بغیر دنیا چاہے۔ بغیر مخلوق چاہے۔ اور یہ چیز کم نہیں۔ جو حق تعالیٰ کی دید اور اس کے قرب کا طالب ہے۔ اس کی دید پہچاننے والوں اور پیار کرنے والوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اور اس کی دید جنت ہے۔ اور حور۔ کھانے۔ پینے کے ساتھ اس میں رہنا زاہدوں کی آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔ اور ان میں کتنا فرق ہے۔ اے دنیا کو چاہنے والو۔ تمہارا وقت تو ناچیز (کاموں) میں ضائع ہو گیا۔ اے جنت، لونڈیوں

اور بچوں کو چاہنے والے، تم نے پروردگارِ اعلیٰ کے علاوہ کا ارادہ کیا ہے۔
اور دوسرے کو اختیار کیا ہے۔ اگر تمہارے لیے بھلائی ہوتی تو تمہیں اس سے، ایک
لمحہ کے لیے غائب ہونا پسند نہ ہوتا۔ خرابی تمہاری، تم پہچانتے نہیں، کم نصیبی تمہاری۔
حق تعالیٰ کی طرف ایک نظر کی لذت جنت کی ان سب چیزوں کو گھیر لیتی ہے،
جو بچوں، لذتوں، مزوں اور آرام سے اس میں ہیں۔ تا کجا کہ بہت سی نظروں
اور بہت سی گھڑیوں کی لذت دنیا مصیبتوں کا گھر ہے۔ پیٹ اور شرمگاہ کا مزہ
ہے، عجیب وغریب ہے۔ دن کی افطاری اور اپنی خواہش نفسانی کی پیروی،
مزوں اور لذتوں کے لیے کھانا۔ انسانوں کے شیطانوں کا جو بُرے ساتھی ہیں کے
ساتھ بیٹھنا ایسے ہے، گویا وہ نفس کی بھٹی میں شہوت کی آگ بھڑکا رہا ہے۔
اے اللہ! ہمیں مجاہدۂ نفس کی طاقت دیجئے، ہمیں روزی دیجئے۔ ہمیں لوگوں
کے لیے ہدایت دیجئے۔ ہمارے دلوں کو روشن کر دیجئے۔ اور ہمیں ایسا نور بنایئے،
جس سے لوگ روشنی حاصل کریں۔ ہمیں اپنی محبت کی شراب پلایئے، یہاں تک
کہ ہم (خود) اس سے سیراب ہو جائیں۔ اور ہمارے ساتھ ہر پیاسا سیراب ہو
جائے۔ ہمیں بخشش اور رضامندی نصیب فرمایئے۔ اور ہمارے دلوں میں عطا کی
صورت میں شکر اور روک اور دروازہ بند ہونے کی صورت میں رضا ڈال دیجئے،
ہمارے سچ کو ثابت کر دیجئے، اور ہمارے جھوٹ اور باطل کو مٹا دیجئے، آمین۔

بتیسویں مجلس :-

متقی لوگ تو وہ ہیں جو اپنی جلوت اور خلوت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے
ہیں، اور سب حالات میں مراقبہ کرتے ہیں۔ اس سے ان کے دل کے ٹکڑے
رات اور دن کانپتے رہتے ہیں۔ ایسی آفتوں کی بنا پر آنے والی مصیبتوں سے

ڈرتے ہیں۔ جو انہیں اندھا کر کے اللہ تعالیٰ سے کاٹ دیتی ہیں۔ پس وہ
کفر کی طرف پلٹتے ہیں۔ ایسی حالت میں ملک الموت علیہ السلام کی آمد سے ڈرتے
ہیں جبکہ وہ بُرے اعمال اختیار کیے ہوئے ہوں۔ " دیتے ہیں جو دیتے ہیں۔
اور دل ان کے ڈر رہے ہوتے ہیں " رد سے ڈرتے ہیں۔ اپنے بارہ میں علمِ
الٰہی سے ڈرتے ہیں۔ حضرت فضل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت سفیان
ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے ملا کرتے تھے۔ تو ان کو فرمایا کرتے تھے آؤ، تاکہ ہم اپنے
بارہ میں علمِ الٰہی پر روئیں۔ یہ کتنی اچھی بات ہے۔ یہ اللہ کو پہچاننے والے اور
اس کو اور اس کو الٹ پلٹ کو جاننے والے کی بات ہے۔ علمِ الٰہی کیا ہے۔
یہ وہ ہے جس کی طرف اس نے اپنے فرمان میں اشارہ فرمایا۔ یہ جنت کی
طرف ہیں۔ اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اور ہر ایک کو ایک ہی جگہ نہیں بلایا۔
چنانچہ ہم نہیں سمجھتے۔ کون سے قبیلہ سے ہیں۔ اور ان کو اپنے اعمال پر غرور
بھی نہیں۔ چونکہ اعمال کا اعتبار تو خاتمہ پر ہے۔ متقی لوگ تو گناہوں کو۔ کھلی اور
چھپی لذتوں کو۔ دکھاوے کو۔ نفاق کو اور مخلوق اور مطلب کے لیے عمل کرنے
کو چھوڑنے والے ہوتے ہیں پس وہ لوگ آج کے دن جنت ہی ہیں۔ اور کل
باغوں، نہروں اور ایسے درختوں میں بیٹھے ہوں گے۔ جو کبھی خشک نہیں ہوتے۔
اور ایسے پھلوں میں جو کبھی ختم نہیں ہوتے۔ اور ایسی نہروں میں جن کا پانی کبھی
خشک نہیں ہوتا۔ کیسے خشک ہو۔ جب وہ عرش کے نیچے سے نکلتی ہیں۔ ہر
ایک کے لیے ایک نہر پانی کی۔ ایک نہر دودھ کی۔ ایک نہر شہد کی اور ایک
نہر شراب کی ہوگی۔ یہ نہریں ان کے ساتھ ہی چلیں گی۔ جہاں کہیں بھی جائیں۔
اور زمین میں کوئی دراڑ بھی نہ ہوگی۔ دنیا میں جو بھی چیز ہے۔ اس کے مشابہ ہر
چیز آخرت میں ہوگی۔ اور دنیا میں ہر چیز ایک نمونہ ہے۔ وہ آرام اٹھائیں گے۔

جو اُن کے پروردگار نے ان کو دیا ہوگا۔ اور وہ ایسا ہے۔ جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا۔ نہ کسی کان نے سنا۔ اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر گزرا۔ گچھے جھکے ہوں گے۔ جب ان میں سے کوئی بیٹھا ہوگا۔ پھل اس کے منہ کی طرف آئیں گے۔ پس وہ ان کو کھائے گا۔ اور وہ لیٹا ہوگا۔ جنت کے درختوں کی رگیں اپنی جڑوں کے نیچے سے چاندی کی ہوں گی۔ اور ان کی شاخیں سونے کی ہوں گی۔ اس میں سے کسی کے دل میں کسی چیز کے کھانے کا خیال آئے گا تو ہم پھل اس کے منہ کے آگے کردیں گے۔ چنانچہ وہ اس میں سے جو چیز چاہے گا۔ کھالے گا۔ پھر وہ اپنی جگہ واپس لوٹ جائے گا۔ جنت میں ہر چیز سے بے پرواہی ہوگی یعنی جنت والوں کو۔ ان کا کلام پاکیزہ ہوگا۔ اور بہترین آوازیں ہوگا۔ یہاں تک کہ اس کی نہریں، اس کے درخت اور اس کے اندر کی ہر چیز۔

اے چاہنے والو۔ دنیا مٹ جانے والی اور مشقت میں ڈالنے والی ہے۔ باقی رہنے والی جنت مانگو۔ جو آرام اور انعام کا گھر ہے شکر کا گھر ہے۔ اس میں نہ وضو ہے نہ نماز ہے۔ نہ حج ہے۔ نہ زکوٰۃ ہے۔ نہ مصیبتوں پر صبر کرنا ہے۔ نہ بیماریاں ہیں نہ خرابیاں ہیں۔ نہ تنگی ہے اور نہ نکلنے کا ڈر ہے۔ اے لوگو۔ جلدی ہی تمہیں موت آجائے گی۔ اور تمہیں پکڑ لے گی۔ پھر تم ایسے ہو جاؤ گے۔ گویا نہ تم کبھی پیدا کیے گئے۔ اور نہ ہی دیکھے گئے۔ اپنے دلوں کو اپنے گھر والوں سے اپنے بچوں سے اور اپنے کاموں سے موڑ لو۔ اپنے پروردگار کی ساری مخلوق کو چھوڑ دو۔ اور ان میں سے کسی ایک پر بھی بھروسہ نہ کرو۔ نہ تھوڑے ہیں نہ زیادہ ہیں۔ اے اللہ۔ ہمیں ہر حال میں اپنے اوپر بھروسہ نصیب فرمایئے۔ اور آپ کے سوا کا دیکھنا تو عاجزی میں بڑھاتا ہے۔ اور ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دیجئے۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچایئے۔

تینتیسویں مجلس :-

تم مصیبت سے مت بھاگو - اور اس پر صبر کرو - اس کا آنا تمنا خوف اور
اس پر صبر کرنا لابدی ہے۔ (دیکھو گے) ساری دنیا اور جو کچھ اس میں تمہارے لیے
پیدا کیا گیا، کس طرح بدلتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام جو سب سے بہتر مخلوق ہیں
وہ بھی آزمائے گئے، اور اسی طرح ان کے پیچھے آنے والے اور ان کی راہ
چلنے والے ان کے نقشِ قدم کی پیروی کرنے والے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
حق تعالٰے کے پیارے تھے، وہ بھی تنگی۔ بھوک۔ لڑائی۔ جنگ اور مخلوق کی
ایذا رسانی سے آزمائے جاتے رہے۔ یہاں تک کہ وفات شریف ہو گئی۔
عیسیٰ علیہ السلام جو روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں۔ جن کو بغیر باپ کے پیدا کیا،
اور جو پیدائشی اندھے اور کوڑھی کو اچھے کرتے تھے۔ اور مُردوں کو زندہ کرتے
تھے، اور ان کی دعا بھی قبول ہوتی تھی۔ ان پر ایسے لوگ مسلط کیے گئے جو ان کو
گالیاں دیتے تھے۔ ان کی ماں کو جھوٹی تہمت لگاتے تھے۔ اور ان کو مارتے
تھے، اور آخر کار وہ اور ان کے ساتھی ان سے بھاگ نکلے۔ پھر ان پر قابو پایا،
اور ان کو پکڑا۔ اور ان کو مارا۔ اور ان کو سزا دی۔ اور انہوں نے حضرت عیسٰے
علیہ السلام کو سولی دینے کا ارادہ کیا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ان سے بچا لیا۔
اور اس کو سولی دیا جس نے ان کا پتہ بتایا تھا۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام
کو اس قسم کی ہولناک چیزوں سے آزمایا گیا۔ جو ان کو پیش آئیں، اور انبیاء علیہم السلام
میں سے ہر ایک کے لیے کوئی نہ کوئی مصیبت تھی، جو اس کے لیے خاص تھی،
جب انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جو اللہ تعالٰے کے پیارے تھے
یہ معاملہ ہے، تو تم کون ہو، جو تم اپنے اور دنیا کے بارہ میں غیر خدائی باتیں چاہتے ہو۔

اپنے ارادہ اور اختیار کو چھوڑ دو۔ مخلوق سے باتیں کرنی اور ان سے محبت کرنی چھوڑ دو۔ جب تمہاری یہ بات پوری ہو جائے گی۔ تو تمہارے دل کی بات اپنے پروردگار سے ہوگی۔ اور تمہاری محبت اس سے ہوگی۔ تمہارے دل میں اس کی بات نقش ہو جائے گی۔ تم اس کے یاد کرنے والے بن جاؤ گے۔ اور وہ تمہیں یاد کرنے والا۔ اپنے دل کو دلجمعی کے ساتھ اس کے ساتھ تھامے رکھو گے۔ اس وقت اس کو اُس کے ماسوا کو دیکھنے والا کو غائب پائے گا۔ اس وقت روحانیت اور وصال والوں میں سے ہو جائے گا۔ بندوں اور مشیروں میں سے ہو جائے گا۔ پس اس سے مخلوق سے تکلیفوں اور مصیبتوں کو دور کیا جائے گا۔ جو اس کا پروردگار اعلیٰ اس کو دے گا۔ وہ لے گا۔ یہ اصلی عطا ہے۔ اور اس کے علاوہ (سب) مجاز ہے۔ دنیا کے معاملات میں اور آخرت کے معاملات میں جن میں بھی تم ہو۔ کسی سے بات مت کرو۔ جو کچھ اس میں ہے۔ تم اس کی امانت ہو۔ اور بند ہونے کے بعد اس کو اپنے حالات کا چہرہ چھپانے کا (سامان) بناؤ۔ اور اس میں سوائے اللہ کے کسی کو نہ دیکھو گے۔ اور اگر پردہ اٹھا دیا جائے۔ تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہوگا۔ یہ آخری زمانہ انقطاع ایام کا ہے۔ نفاق کا چلن ہے۔ معاملہ حرص اور ڈر سے ہے۔ دنیا کے آنے میں رغبت ہے۔ اور دوری کا ڈر ہے۔ مخلوق کی نزدیکی کی حرص کرتے ہو۔ اور ان کے دوری اور بعد سے ڈرتے ہو۔ بہت سی مخلوق کے لیے مسلمان معبود بن گئے ہیں اور دنیا مالداری۔ عاقبت۔ طاقت اور قوت معبود بن گئے ہیں۔ خرابی تمہاری تم نے فرع کو اصل۔ مرزاق کو رازق۔ مملوک کو مالک۔ فقیر کو مالدار۔ عاجز کو طاقتور اور مردہ کو زندہ بنا دیا ہے۔ تمہارے لیے کوئی بزرگی نہ ہو۔ نہ ہم تمہاری پیروی کرتے ہیں۔ اور نہ ہی تمہارے مذہب کی تعریف کرتے ہیں۔ بلکہ تمہارے سے

علیحدہ ہیں۔ ہم سنت پر بدعت چھوڑ کر سلامتی کے ٹیلہ پر۔ اور دکھاوا۔ نفاق اور مخلوق کو عاجزی۔ کمزوری اور مجبوری کی آنکھ سے دیکھنا چھوڑ کر توحید اور اخلاص کے ٹیلہ پر کھڑے ہیں۔ راضی بہ قضا ہیں۔ اور ناراضگی چھوڑتے ہیں۔ صبر پر ڈٹے ہیں۔ اور شکایت چھوڑتے ہیں۔ ہم اپنے دلوں کے قدموں کے ساتھ اپنے بادشاہ کے دروازہ کی طرف چلتے ہیں۔ کسی کو تابع کرنا اور کسی کو غالب کرنا اسی کی طرف سے ہے۔ جیسے کہ پیدا کرنا اور روزی دینا بھی اسی کی طرف سے ہے۔ دنیا کی بڑائی اور اس کی فارغ البالی اور اس کے بادشاہ اور اس کے مالدار اسی کی طرف سے ہے۔ تم نے اللہ تعالےٰ کو بھلا دیا۔ اور اس کی تعظیم نہ کی۔ تو تمہارا حکم تو پتھروں کے پوجنے والے کا حکم ہے۔ جس کی بڑائی سے تمہارا بت بنتا ہے۔ خرابی تمہاری۔ بتوں کے پیدا کرنے والے کی عبادت کرو۔ اور پتھر بت تمہارے سامنے خود ذلیل ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہو جاؤ۔ اور مخلوق تمہارے اتنی ہی نزدیک ہو جائے گی۔ جتنی کہ تم اس کی تعظیم کرو گے۔ اس کی تعظیم کرو۔ اس کی مخلوق تمہارے سے اتنا ہی ڈرے گی۔ جتنا کہ تم اس کا ڈر رکھو گے۔ اس کی مخلوق تمہارا اسی قدر احترام کرے گی۔ جتنا کہ تم اس کے اوامر نواہی کا احترام کرو گے۔ اس کی مخلوق تمہارا احترام پرہیزگاری کی بنا پر کرے گی۔ اس کو اپنے دل کے ہاتھ سے نہ دے۔ اگر تم نے اس کو چھوڑ دیا۔ تو تمہاری گردن میں ذلت کا طوق ہوگا۔ جو پرہیزگاری چھوڑ دیتا ہے۔ اس کا دل شک و شبہ اور غلط ملط چیزوں سے سیاہ ہو جاتا ہے۔ خرابی تمہاری۔ تم متقی ہونے کا دعویٰ کرتے ہو۔ اور پرہیزگاری کو تم چھوڑنے والے ہو۔ جو بہت سی چیزوں کو حرام اور شبہ میں پڑنے کی وجہ سے چھوڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ معمولی سی رخصت پر بھی اس کو سزا دیتا ہے۔ ایک روز میرا گاؤں کے باس سے

گزر ہوا جس کے گرد چینا بویا ہوا تھا۔ سو میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ اور اس کے بھٹوں میں سے ایک بھٹہ پکڑا اور اس کو چوسا۔ اچانک گاؤں والوں میں سے دو آدمی میرے پاس آئے۔ ان میں سے ہر ایک کے پاس ایک لاٹھی تھی۔ سو انہوں نے مجھے اتنا مارا کہ میں زمین پر گر پڑا۔ اس گھڑی میں نے اللہ تعالٰے سے عہد کیا۔ کہ میں اس چیز میں رخصت کی طرف نہ آؤں گا۔ جو پوشیدہ نہ ہو۔ اس واسطے کہ شریعت نے محتاج کو کھیتی اور پھل سے بقدرِ حاجت کھانا جائز قرار دیا ہے۔ اور اس میں سے کچھ لے لو۔ چنانچہ یہ عام رخصت ہے۔ لیکن مجھے اس رخصت پر نہیں چھوڑا گیا۔ بلکہ پرہیزگاری کی رفاقت کے ساتھ عزیمت کا اختیار دیا گیا ہوں۔ جو کوئی موت کو زیادہ یاد کرتا ہے۔ اس کی پرہیزگاری زیادہ ہو جاتی ہے اور رخصت کم ہو جاتی ہے اور عزیمت بڑھ جاتی ہے۔ موت کی یاد دلوں کی بیماریوں کے لیے دوا ہے۔ اور ان کے سر پر روک ہے۔ میں برسوں تک موت کو رات اور دن بہت یاد کرتا رہا ہوں۔ اور اس کی یاد سے فلاح پائی ہے اور اپنے دل پر قابو پایا۔ چنانچہ بعض راتوں میں موت کو یاد کیا ہے، اور رات کے پہلے حصّہ سے لے کر صبح تک روتا رہا ہوں۔ اور ان راتوں میں رو کر کہتا رہا ہوں، اے میرے معبود۔ میں آپ سے سوال کرتا ہوں، کہ میری روح کو ملک الموت علیہ السلام (موت کا فرشتہ) قبض نہ کرے۔ اور اس کا قبض کرنا آپ اپنے اختیار میں رکھیں۔ چنانچہ جب صبح کے وقت میری آنکھ لگی، تو میں نے ایک اچھا خاصا اچھی شکل والا بوڑھا دیکھا، کہ دروازہ سے داخل ہو کر میرے پاس آیا ہے۔ تو میں نے اس سے پوچھا۔ تم کون ہوتے ہو۔ تو اس نے جواب دیا، میں ملک الموت (علیہ السلام) (موت کا فرشتہ) ہوں۔ میں نے اس سے کہا، کہ میں نے تو اللہ تعالٰے سے یہ سوال کیا تھا، کہ میری روح کا قبض کرنا وہ اپنے

اختیار میں رکھیں ۔ اور اس کو آپ قبض نہ کریں ۔ تو اس نے کہا ۔ کہ تم نے یہ سوال کیوں کیا ۔ میرا کیا گناہ ہے ۔ کیا مَیں اللہ کی طرف سے نہیں ، غلام ہوں ۔ حکم کیا گیا ہوں ۔ ہمیں بعض لوگوں کے ساتھ نرمی کا حکم کیا گیا ہے ۔ اور کچھ لوگوں کے لیے رسوائی کا ۔ مجھ سے بغلگیر ہوا ۔ اور رویا ۔ مَیں بھی اس کے ساتھ رویا ۔ پھر میری آنکھ کھل گئی ۔ اور مَیں روتا رہا ۔ اپنی ہوس کو چھوڑو ۔ یہ بات علیٰحدگی اور زیادہ بلانے سے نہیں آتی ۔ اگر تم اس منزل اور گھاٹ پر بیٹھے ہو ۔ تو کماؤ پلٹو اور کھلاؤ پلاؤ ۔ اور اگر تم نے یہ محض سنا ہی ہے ۔ ایسی چیز کی خبر مت دو ۔ جس کو تم نے دیکھا نہیں ۔ لوگوں کو دوسرے کی دعوت کی طرف مت بلاؤ ۔ لوگوں کو خالی گھر کی طرف مت بلاؤ ۔ کہ وہ تم پر ہنسیں ۔ ہمیں اپنی ترکش سے تیر مارو ۔ ہمارے پر اپنی کمائی میں اور اپنی پیشانی کے پسینے سے خرچ کرو ۔ ہمیں اپنے اس مال سے نہ دو جس کو تم نے اپنے پڑوسی کے ہاں سے چرایا ۔ ہمیں اپنے ننگ سے مت پہناؤ ۔ ہدایت مالک کی طرف سے ہی قبول ہوتی ہے ، نہ کہ مزدوری کرنے والے اور چرانے والے کی طرف سے ۔ توحید جلتی آگ ہے ۔ " اے آگ تو ابراہیم علیہ السلام کے لیے ٹھنڈی اور آرام دہ ہو جا " اے اللہ ، ہمیں اس دن کی بھلائی بخشیئے ۔ اور اس کی برائی سے ہمارے لیے کافی ہو جایئے ۔ اور اسی طرح تمام رات اور دن ۔ آمین

چونتیسویں مجلس

اے اپنی دنیا اور اپنی لمبی لمبی امیدوں (کے سہارے) بیٹھنے والو جلدی ہی موت آجائے گی ۔ اور تمہارے اور تمہاری لمبی لمبی آرزوؤں کے درمیان حائل ہو جائے گی ۔ اپنی موت کے آنے سے پہلے جلدی کرو ۔ اچانک موت کا منہ دیکھنے کا انتظار کرو ۔ بیماری موت کے لیے شرط نہیں ہے ۔ ابلیس (شیطان)

تمہارا دشمن ہے۔ اس کا مشورہ قبول نہ کرو۔ اور نہ اس سے نڈر ہو۔ چونکہ وہ کوئی ایماندار نہیں ہے۔ اس سے بچتے رہو۔ وہ چاہتا ہے۔ کہ تم غفلت۔ گناہ اور کفر کی موت مرو۔ اپنے دشمن کی طرف سے غافل نہ رہو۔ وہ اپنی تلوار نہ دوست سے ہٹاتا ہے۔ نہ دشمن سے۔ اس سے رکے رکے لوگ ہی چھوٹتے ہیں۔ اس نے تمہارا باپ آدم علیہ السلام اور تمہاری ماں حوا علیہا السلام کو جنت سے نکالا۔ اس کی سخت کوشش ہے کہ تمہیں بھی (جنت) میں داخل ہونے کے قابل نہ چھوڑے۔ وہ نافرمانی، غلطی۔ کفر اور مخالفت کا حکم دیتا ہے، چنانچہ سب کے سب گناہ اللہ تعالےٰ کی قضا و قدر کے بعد اور وہ ان نیکوں، نزدیکوں۔ اٹکل والوں کے بڑے دوست تھے۔ جن کے لیے جنت مخصوص ہے۔ نیک لوگ اپنی اصلاح اور اطاعت کے باوجود اپنے آپ کا محاسبہ کرتے ہیں۔ اور تم اپنے آپ کا محاسبہ نہیں کرتے ہو، ٹھیک ہے۔ اپنے آپ سے فائدہ نہیں اٹھاتے ہو۔ اے اللہ۔ ہمیں اپنی ذاتوں، نفسانی خواہشوں اور شیطانوں سے بچائیے۔ ہمیں اپنے گروہ میں اور اپنے گروہ سے بنائیے۔ موت سے پہلے ہمارے دلوں کو اپنے سے قریب کر دیجئے۔ اور ہمیں دیدارِ عام سے پہلے دیدارِ خاص نصیب فرمایئے۔ آمین

پینتیسویں مجلس :۔

حضرت لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹے سے فرماتے تھے۔ اے بیٹے۔ وہ آگ سے کیسے نڈر بنتا ہے، جس کے لیے اس کا قرب لابدی ہے۔ اور وہ دنیا سے کیسے نڈر بنتا ہے، جس نے اس کو چھوڑ جانا ہے۔ اور موت کو کیسے بھلاتا ہے جبکہ وہ ناگزیر ہے۔ اور اس سے کیسے غفلت برتتا ہے۔ اور اس کو خاطر میں نہیں

لاتا ہے۔ تم میں سے ہر ایک کو آگ پر سے گزرنا ہے۔ ایسا سفر ہے۔ جس کے لیے تقویٰ کا توشہ درکار ہے۔ اور میں نہیں دیکھتا کہ تم نے تقویٰ کا توشہ حاصل کر لیا ہے۔ اے دنیا کے چاہنے اور اس سے عشق رکھنے والو۔ یہ جنت کے مقابلہ میں ایک دھوکہ کے سوا کیا ہے۔ یہ بھید ہے۔ یہ الف ہے۔ یہ اصل ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ دلوں پر بھاری اور سب سے بُری چیز دنیا کی محبت ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ فرمایا۔ کہ یہ دل تاریک ہیں۔ ان کو قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر کی مجلسوں کی حاضری سے روشن کرو۔ علم پر عمل کرنے والے عالموں کی مجلسیں دلوں کو روشن کرتی ہیں۔ اور ان کو صاف اسی کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خالص عبادت کرنے والے بندوں کے علاوہ ساری مخلوق کی آزمائش ہوتی ہے۔ اس کو ان پر غلبہ حاصل نہیں ہے۔ اور بعض اوقات ان کو تکلیف دیتا ہے۔ جب قضا آتی ہے تو آنکھ اندھی ہو جاتی ہے۔ قضا کا عمل جسم میں ہوتا ہے۔ نہ کہ دل اور باطن میں۔ دنیا والی چیزوں میں ہوتا ہے۔ نہ کہ آخرت والی چیزوں میں۔ مخلوق والی چیزوں میں ہوتا ہے۔ نہ کہ خالق اکبر والی چیزوں میں۔ بہت سے مخلوق کے پاس دنیا اور دل کی راہ سے جاتے ہیں۔ دنیا جلتی آگ ہے۔ ایسی چیزیں لگو۔ جو تمہارے کام آئے۔ اور تمہیں موت کے بعد والے عمل کے قابل کر دے۔ اور مجاہدۂ نفس تمہارے کام آئے گا۔ اور لوگوں کے عیبوں کی (ٹوہ میں) لگنا تمہیں کام نہ آئے گا۔ اور موت کو یاد کرو۔ اور موت کے بعد والی چیزوں کے لیے کام کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہوشیار وہ ہے۔ جس نے اپنے آپ کو دیندار بنایا۔ اور موت کے بعد والی چیزوں کے لیے کام کیا۔

اور عاجز وہ ہے ۔جس نے اپنے نفس اور نفسانی خواہش کی پیروی کی ۔ اور
اللہ سے مغفرت کی آرزو کی ۔ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق میں سے ایماندار لوگوں
کے لیے اپنی ذات پر عاجزی لازم کرلو ۔ جو اس پر اللہ تعالےٰ کے حقوق ہیں ۔
وہ طلب کرو ۔ اس سے پوچھ گچھ کرو ۔ اور اس کا اس طرح محاسبہ کرو ۔جس طرح
نیک لوگ کرتے ہیں ۔حضرت عمر ابنِ خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا ۔ کہ
جب رات پڑتی ۔ اپنی ذات کی طرف متوجہ ہو جاتے ۔ اور اس سے پوچھتے ۔تم
نے اپنے پروردگار کے لیے کیا کیا ۔ اس کے لیے کیا بنایا ۔ پھر (دُرّہ) کوڑا لیتے ،
سو اس کو مارتے ۔ اس کو ذلیل کرتے ۔ اور اس کو کسی چیز پر ڈال دیتے ۔ پھر چلتے ،
اللہ کے حقوق کا مطالبہ کرتے تھے ۔ اور اس سے اس کی خدمت میں زیادتی
چاہتے تھے ۔ اور پاک کرتی ہیں ۔ اور ان کی سختی کو دور کر دیتی ہیں ۔ ایک شخص نے
حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اپنے دل کی سختی کی شکایت کی ۔ چنانچہ
انہوں نے فرمایا ۔ ذکر میں ہمیشگی اختیار کرو ۔ اللہ تعالےٰ کو یاد کرنے والے اور
اس سے معاملہ کرنے والے اس کے دوست ہوتے ہیں ۔حقیقت میں وہی
بادشاہ ہوتے ہیں ۔ عزت والا بادشاہ وہی ہے ۔ اسی کی طرف دوڑو ۔ تاکہ آخرت
کے بادشاہ بن جاؤ ۔ چنانچہ دنیا ان کے دلوں میں ذلیل ہو گئی ۔ اور حق تعالےٰ
کو دیکھا ۔ تو مخلوق ان کے نزدیک ذلیل ہو گئی ۔ عزت اللہ کی فرمانبرداری کرنے
اور نافرمانیوں کے چھوڑنے میں ہے ۔ یہ دل صحیح اور کامیاب نہیں ہوتا ۔ جب
تک ہر محبوب چیز کو نہ چھوڑ دے ۔ اور ہر ملنے والی چیز کو کاٹ نہ دے ۔ اور
ہر مخلوق کو چھوڑ نہ دے ۔ اور تمہیں تمہاری چھوڑی چیزوں سے بڑی اچھی چیزیں
ملیں گی ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ جس نے اللہ تعالےٰ کے لیے کوئی
چیز چھوڑی ۔ اس نے اس کے بدلے میں اس کو بہتر دی ۔ اے اللہ ۔ ہمارے

دلوں کو بیدار کر دیجئے۔ اور ہمیں اپنی بے خبری سے خبردار کر دیجئے۔ اور ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دیجئے۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچایئے۔

چھتیسویں مجلس :۔

سچا انعام پر شکر کرتا ہے۔ اور انتقام پر صبر کرتا ہے۔ اور حکم بجا لانا ہے۔ اور منع کی ہوئی چیزوں سے رک جانا ہے۔ اس پر دل ترقی کرتے ہیں۔ انعام پر شکر انعام کو زیادہ کرتا ہے۔ اور انتقام پر صبر ان کے کام کو آسان بنا دیتا ہے۔ بیوی بچوں کے مرنے۔ مال کے جانے، سامان کے چھننے، مطلب پورا نہ ہونے اور مخلوق کے تکلیف دینے پر صبر کرو۔ اور تم بڑی بھلائی دیکھو گے۔ جب تم نے آسانی ہونے پر شکر کیا۔ اور تنگی آنے پر صبر کیا، تمہارے ایمان کے بازو کے یہی دو پَر ہیں۔ ان کو مضبوط کرو۔ چنانچہ تمہارا دل اور باطن ان دونوں سے تمہارے مولائے کریم کے دروازہ کی طرف پرواز کریں گے۔ تم ایمان کا دعویٰ کیسے کرتے ہو۔ حالانکہ تمہیں صبر نہیں۔ کیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں سنا۔ صبر ایمان میں ایسے ہے۔ جیسے سر جسم میں۔ جب تمہیں صبر ہی نہ ہو۔ تو تمہارے ایمان کے لیے سر کہاں۔ اور اس کے جسم کا کیا اعتبار۔ اگر تم نے آزمائش کرنے والے کو پہچانا ہوتا۔ تو اس کی دی ہوئی مصیبت پر صبر کرتے۔ اگر تم دنیا کو پہچانتے۔ تو اس کی طلب سے رک جاتے۔ اے اللہ۔ ہر گمراہ کو راہ دکھایئے اور ہر ناراض پر مہربانی کیجئے۔ اور ہر آزمائش شدہ کو صبر دیجئے۔ اور ہر معافی پانے والے کو شکر کی توفیق دیجئے۔ آمین۔

سینتیسویں مجلس :-

اس سے پوچھا۔ کونسی آگ سخت ہے ۔ ڈر کی آگ یا شوق کی آگ ۔
تو فرمایا۔ ڈر کی آگ مرید کے لیے ہے ۔ اور شوق کی آگ مراد کے لیے۔ اور یہ
ایک چیز ہے ۔ اور تمہارے پاس اس دو قسم کی آگ میں سے کونسی آگ ہے،
اے پوچھنے والے ۔ اے اسباب پر بھروسہ کرنے والو۔ تمہیں فائدہ دینے والا
ایک ہے ، تمہیں نقصان پہنچانے والا ایک ہے ۔ تمہارا بادشاہ ایک ہے۔
تمہارا سلطان ایک ہے ۔ تمہارا حاکم ایک ہے ۔ تمہارا بنانے والا ایک ہے ،
تمہارا معبود ایک ہے ۔ وہی ہے ۔ جس نے تم کو بنایا۔ اور اس کو بنایا ۔ جو تم
اس کی کاریگری سے اپنے ہاتھوں پر بناتے ہو ۔ اور اس نے تم کو پیدا کیا ۔
تم کو روزی دی ۔ تم کو نقصان دیا ۔ تم کو فائدہ دیا ۔ اور تمہیں ہدایت دی ، تم اپنے
ایسی مخلوق کا ارادہ کرتے ہو ، کیا تم نے نہیں سنا ۔ اللہ تعالےٰ نے کیسے فرمایا ،
" پس جس کو اپنے پروردگار سے ملنے کی امید ہو ۔ اس کو نیک کام کرنا چاہیئے ۔
اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا چاہیئے " ۔ اے منافق ،
تمہارا وقت بیکار جاتا ہے ۔ اے بدنصیب ۔ تمہارا وقت ضائع ہوتا ہے ۔ تمہاری
اصلی پونجی ختم ہوتی جاتی ہے ۔ ٹھیک ہے ، تم فائدہ نہیں دیکھتے ۔ تمہاری اصلی
پونجی تمہارا دین ہے ۔ اور تم دنیا کھاتے ہو ، پس تم اپنا دین کھاتے ہو ۔ وہ جا
رہا ہے ، کم ہو رہا ہے ۔ تمہارے عمل سے اور تمہارے شہرت ، روپیہ ، پیسہ ،
مرتبہ اور قبولیت چاہنے میں جا رہا ہے ۔ اور تم اللہ تعالےٰ کے دشمن اور بیزاری
ہو ۔ اس کے بندوں میں سے نیکوں اور سچوں کے دلوں کی بیزاری ہو ۔ اس کے
فرشتوں کی بیزاری ہو ۔ فرشتے تمہارے پر لعنت کرتے ہیں ۔ اور وہ زمین جو

تمہارے لیے ہے۔ تمہارے پر لعنت کرتی ہے۔ اور وہ آسمان جو تمہارے اوپر ہے۔ تمہارے پر لعنت کرتا ہے۔ اور وہ کپڑے جو تمہارے پر ہیں، تمہارے پر لعنت کرتے ہیں۔ الغرض تم خالق اور مخلوق (دونوں کے ہاں) ملعون ہو۔ کیا تمہیں نہیں معلوم۔ کہ منافق لوگ، آگ کے سب سے نیچے درجہ میں ہوں گے۔ فرمانبردار ہو جاؤ۔ پھر توبہ کرو۔ اس سے پہلے کام ٹھیک کر لو۔ کہ موت تمہیں اچانک آلے۔ اس سے پہلے کہ تم اچانک پکڑے جاؤ۔ سو تم شرمندہ ہو۔ اور شرمندگی تمہیں فائدہ نہ دے۔ میرے پاس آؤ۔ میں تمہیں پہچنوا دوں۔ جہاں تک ممکن ہو۔ تمہارے سامنے صاف اعلان کر دوں۔ حکم لگانے کے بارہ میں ہمیں تمہیں اور دوسروں کو چھپانے کا حکم ملا ہے۔ لیکن میں تو اپنی بات کو بغیر یقین کیے ویسے ہی کھلا چھوڑ رہا ہوں۔ اور بلا صراحت تمہیں ایک اشارہ کر رہا ہوں۔ میری مراد تم ہی ہو۔ چنانچہ سنو۔ لونڈیا اور غلام کو لکڑی سے مارا جاتا ہے۔ اور شریف کو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ حق تعالٰے کے فضل و کرم سے میں مخلوق کی جلوت و خلوت اور ان کے دلوں کو دیکھ رہا ہوں۔ ان میں سے وہی قبول کرتا ہے۔ جسے کرنا ہوتا ہے۔ اور ذاتِ خداوندی کا ارادہ کرتا ہے۔ بناوٹ مت کرو۔ کھوٹ مت ملاؤ۔ اور دھوکہ دکھاوا مت کرو۔ چونکہ وہ چھپی اور اس سے چھپی چیزوں کو جانتا ہے۔ آنکھوں کی چوری اور سینوں کی چھپی چیزوں کو جانتا ہے۔ اس بادشاہ روزی دینے والے کی خدمت کرو۔ اور یہی انعام کرنے والا ہے۔ یہی ہے۔ جس نے تمہارے لیے سورج کو روشنی اور چاند کو چاندنی اور رات کو چین بنا دیا ہے۔ تمہیں نعمتوں سے خبردار کر دیا ہے۔ اور ان کو شمار کر دیا ہے۔ تاکہ تم ان پر شکر کرو۔ ان کو شمار کرنے کے بعد فرمایا۔ "اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گنو تو انہیں شمار نہ کر سکو گے"۔ جس نے حقیقتاً اللہ کی نعمتوں

کو دیکھا۔ شکر سے عاجز رہا۔ جو اس کو دیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ اے اللہ، میں آپ کے شکر سے عاجز رہ کر آپ کا شکر کرتا ہوں۔ تم کتنا کم شکر کرتے ہو۔ اور کتنے زیادہ اعتراض کرتے ہو۔ اگر تم اللہ تعالےٰ کو پہچانتے، تو اس کے سامنے تمہاری زبانیں گنگ ہو جاتیں۔ اور تمہارے دل اور ہاتھ پاؤں سب حالات میں باادب ہو جاتے۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو اللہ تعالےٰ کو پہچان لیتا ہے۔ اس کی زبان رک جاتی ہے، عارف گونگا ہی رہتا ہے۔ اور جو راز اس کے پاس ہوتے ہیں، ان کو اس کی اجازت کے بغیر نہیں بتاتا ہے۔

اپنی ذات کو۔ اپنے ہاتھ پاؤں کو۔ اپنے بیوی بچوں کو اور اپنے مال کو حق تعالےٰ کے لیے الوداع کہو۔ اور اس کے راز کو ضائع نہ کرو۔ اس کی طرف متوجہ ہو گا۔ اس واسطے کہ تم اس کے ہاں ہر خبر پاؤ گے۔ حکم کا حق ادا کرو۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرو۔ اور آپ کی پیروی کرو۔ پھر اپنے علم کے ذریعہ اپنے پروردگارِ اعلیٰ تک رسائی حاصل کرو۔ پھر اپنے عمل کے ذریعہ سے اور خود اس کو پہچان کر اپنے پروردگارِ اعلیٰ تک رسائی حاصل کرو۔ یہاں تک کہ اس کے دروازہ پر پہنچ جاؤ۔ پھر جب تم پہنچ جاؤ۔ تو اس کا حق پورا کرو۔ تم آؤ۔ اس سے سلامتی اور سعادت و شرافت کی دعا مانگو۔ پھر تم اپنے باطن اور اپنے مطلب کے گھر میں داخل ہو جاؤ۔ ایک بزرگ سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ڈھول اور باجا سے دنیا کا کھانا میرے نزدیک دنیا کا دین کے ساتھ کھانے سے زیادہ محبوب ہے۔ جلدی ہی تم میں سے ہر ایک غور کرے گا۔ کہ اس نے اپنے لیے توحید، شرک، نفاق اور اخلاص سے کیا کمایا ہے۔ اس دن جہنم ہر دیکھنے والے کے سامنے ہو گا۔ جو کوئی بھی قیامت میں (موجود) ہو گا۔ اس

کو دیکھے گا۔ اور اس سے ڈرے گا۔ سوائے گنتی کے لوگوں کے۔ جب مومن کو دیکھے گی، ذلیل ہو جائے گی، اور بجھ جائے گی۔ یہاں تک کہ وہ گزر جائے گا۔ اس واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے، آپ نے فرمایا۔ قیامت کے دن مومن کو آگ کہے گی۔ اے مومن، گذر جاؤ۔ کہ تمہارا نور میرے شعلہ کو بجھاتا ہے، اوپر سے گزرنے سے پہلے اس کو آواز دے گی، جلد کرو۔ گذر جاؤ۔ میرا کام خراب نہ کرو۔ چونکہ میرا کام دوسرے سے ہے۔ مسلم اور کافر۔ فرمانبردار اور نافرمانبردار ہر ایک کو اس کے اوپر سے ضرور گذرنا ہے۔ جب آگ پر پھیلائے ہوئے راستہ پر مومن کا قدم قرار پکڑے اور جمے گا۔ سکڑ جائے گی اور بجھ جائے گی۔ اور اس کو کہے گی۔ گذر جاؤ۔ کہ تمہارا نور میرے شعلہ کو بجھایا چاہتا ہے، اور ان میں ایسے ہوں گے، جو گذر جائیں گے۔ اور آگ کو نہ دیکھیں گے۔ جب جنت میں داخل ہوں گے، کہیں گے۔ کیا اللہ تعالٰے نے نہ فرمایا تھا۔ "کہ تم میں سے ہر ایک کو اس کے اوپر سے گزرنا ہے"۔ پس ہم نے تو اس کو نہ دیکھا، تو انہیں جواب ملے گا کہ تم اس کے اوپر سے گزرے ہو۔ مگر وہ بجھی پڑی تھی۔ نافرمانبردار اپنے مولائے کریم سے بھاگتا ہے، اور مومن اور فرمانبردار اللہ تعالیٰ کی خدمت میں کھڑا رہتا ہے۔ جانتا ہے، ملاقات ہو گی۔ اور اس سے ان سب کاموں کے بارے میں پوچھے گا۔ جن میں وہ دنیا میں لگا رہا۔ اور اس نے دنیا میں اپنی خواہشِ نفسانی کی پیروی چھوڑی۔ اس واسطے کہ یہ اس کو گمراہ کرتی تھی۔ اور اس کے پروردگارِ اعلیٰ سے تنازع (لڑائی جھگڑا) کا حکم کرتی تھی۔ اس نے اپنے نفس کی مخالفت کی اور اس سے دشمنی کی۔ اس واسطے کہ اس نے جان لیا کہ وہ اس کے پروردگارِ اعلیٰ سے دشمنی رکھنے والا ہے۔ اللہ تعالٰے نے حضرت داؤد علیہ السلام کو حکم کیا۔ اے داؤد (علیہ السلام)، اپنی خواہشِ نفسانی کو چھوڑ دو۔ اس واسطے کہ خواہشِ

نفسانی کے سوا کوئی جھگڑالو میرے سے جھگڑا کرنے والا نہیں۔ سکون۔ نشان اور حسنِ ادب کے ساتھ حق تعالےٰ کے ساتھی رہو۔ اس کے ارادہ کے سامنے اپنا ارادہ اور اس کے اختیار کے سامنے اپنا اختیار۔ اس کے حکم کے سامنے اپنا حکم اور اس کی چاہت کے سامنے اپنی چاہت چھوڑ دو۔ وہ جو چاہے کرنے والا ہے۔ جو کرے۔ اس سے پوچھ نہیں۔ اور دوسروں سے پوچھ ہوگی۔ اس کا ساتھ درندوں اور سانپوں کا ساتھ ہے۔ اور اسی لیے اللہ والے ڈر اور بچاؤ پر ہی قائم رہے۔ رات ان کی رات ہے۔ دن ان کا دن ہے۔ کھانا ان کا مریضوں کا کھانا ہے۔ نیند ان کی بچھڑوں کی نیند ہے۔ بات ان کی ضرورت کی بات ہے۔ مریض کا تھوڑی سی چیز سے پیٹ بھر جاتا ہے۔ وہ کھاتا ہے۔ مگر اپنے کھانے سے ڈر رہا ہوتا ہے۔ نہیں جانتا۔ کہ اس کے مزاج کے مطابق ہو گا کہ نہیں۔ اور کون ڈوبنے والا ہے۔ جو غلبہ کے وقت آنکھ کھولے۔ اور کونسا غوطہ مارنے والا ہے۔ جو اس کو سمندر میں خبردار کرے۔ شیشہ سمندر ہے۔ ان کا چاہا نہیں۔ اپنا چاہا کرنے والا ہے۔ اور وہ اس بات سے نہیں ڈرتے کہ ان کی لہریں ڈباتی ہیں۔ یا بعض جانور ان پر غلبہ حاصل کرتے ہیں سو ان کو کھاتے ہیں۔ بلکہ امید رکھتے ہیں۔ کہ ان کو ساحل پر پھینک دیا جائے گا۔ اور ان کو اپنی نزدیکی، سرگوشی اور جلوہ نمائی کے محل میں داخل کرے گا۔ اے چاہنے والے، کوشش کرو۔ تم چاہتے ہی نہیں۔ کہتے ہیں۔ بعض تو چاہتے ہی نہیں۔ اور تو کہتا ہے۔ کہ میں تو ساری گردش میں رضا بالقضا اور ترک ارادہ اور دل نکال کر سامنے رکھنا کی چاہتا ہوں۔ اے اللہ، ہمیں اپنی قدرت کے سامنے تابعداری کرنے اور دکھانے والوں میں سے بنائیے۔ اور ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دیجیے اور دوزخ کی آگ سے بچائیے۔

اڑتیسویں مجلس :۔

اللہ والے عمل کے لیے چھوڑے گئے۔ اور انہوں نے فضول اور چھلکا کے علاوہ کی کہی۔ انہوں نے مغز چاہا۔ اور اسی کے متعلق ہو گئے۔ اور اس سے چھلکا سے بے پرواہ ہو گئے۔ اللہ جس کے بغیر چارہ نہیں۔ کے ذریعہ سے بے پرواہ ہو گئے۔ حق تعالیٰ سے چارہ نہیں۔ اور اس کے علاوہ سے چارہ ہے۔ اس سے ان کا طلب میں سچا ہونا بھی جانا گیا۔ ان کو اپنے ہاں سے معافی، امان اور نزدیکی عنایت کی۔ پیار تمہارے لیے بھی ہے۔ ولایت حق تعالیٰ کے لیے ہے۔ دل جس میں ڈر نہ ہو۔ اس جنگل کی طرح ہے۔ جس میں درخت نہ ہو۔ اور بھیڑ ہے بغیر چرواہے کے۔ چنانچہ جنگل ویران ہوتا ہے۔ اور بھیڑ بھیڑیوں کا چارہ۔ جو ڈرتا ہے۔ وہ تو گھر جاتا ہے۔ اور ایک جگہ ٹھہرتا نہیں۔ پھرتا ہی رہتا ہے۔ اللہ والوں کے سفر کی انتہا حق تعالیٰ کے گھر پر ہوتی ہے۔ سیر دلوں کی سیر ہوتی ہے۔ ملنا رازوں کا ملنا ہوتا ہے۔ جب راز ملتے ہیں۔ بادشاہ بن جاتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں کا دیکھنا سردں کے ہی تابع ہوتا ہے۔ جب دل دروازہ تک پہنچ جاتا ہے۔ تو راز و نیاز کے لیے اجازت مانگتا ہے۔ پھر داخل ہو جاتا ہے۔ پھر بعد میں وہ خود داخل ہو جاتا ہے۔ تمہارے علوم کتنے زیادہ ہیں۔ اور تمہارے اعمال کتنے تھوڑے ہیں۔ تم نے علم سے اپنے نصیبہ کو حفاظت بنا لیا ہے۔ اور کہانیاں اور واقعات، کا اضافہ کر دیا ہے۔ یہ بات تمہیں فائدہ نہ دے گی۔ اتنی اور اتنی حدیثیں یاد کرتا ہے۔ اور ان میں سے ایک حرف پر عمل نہیں کرتا۔ یہ چیز تمہارے حق میں نہیں۔ بلکہ تمہارے خلاف حجت بنے گی۔ تم کہتے ہو۔ میرا شیخ فلاں ہے۔ فلاں کے ساتھ رہا ہے۔ اور فلاں کے پاس حاضر ہوا ہوں۔ اور

مَیں نے فلاں عالم سے کہا، یہ سب چیزیں عمل نہ کرنا ہے۔ اس سے کچھ بھی نہیں بنتا۔ عمل کا سچا شیوخ کو چھوڑ جاتا ہے۔ اور ان سے بڑھ جاتا ہے۔ ان کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اپنی جگہ بیٹھو۔ یہاں تک، کہ مَیں ان مقامات سے گزر جاؤں۔ جن کی طرف آپ نے میری راہنمائی کی ہے۔ شیوخ دروازہ ہیں۔ سو یہ اچھی بات نہیں۔ کہ دروازہ سے لگا رہے۔ اور گھر میں داخل نہ ہو۔ اور اللہ تعالےٰ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتے ہیں۔

اس کے دل کی سختی۔ اس کی آنکھ کی خشکی۔ اس کی امید کی لمبائی۔ اور اس کا ہاتھ کی چیز کا نہ دینا۔ اس کی (اچھی بات، کا) حکم کرنے اور (بری بات سے) روکنے میں سستی۔ اور آفتوں کے نازل ہونے پر ناراضگی۔ جب تم کسی کو اس قسم کا دیکھو، پس تم جان لو، کہ وہ بدبخت ہے۔ سخت دل کی محبت کبھی رحم نہیں کرتی۔ اور اس کی آنکھ آنسو نہیں بہاتی۔ نہ ہی خوشی میں اور نہ ہی غمی میں۔ اس واسطے کہ اس کی آنکھ کی خشکی اس کے دل کی سختی کی بنا، پر ہوتی ہے۔ اس کا دل سخت کیوں نہ ہو۔ جبکہ وہ تمناؤں۔ گناہوں۔ لغزشوں۔ لمبی آرزوؤں اور ایسی چیز کے لالچ سے بھرا ہوُا ہے۔ جو اس کی قسمت میں نہیں۔ اور اس پر حسد کرتا ہے۔ اور فرض زکوٰۃ نہیں دیتا ہے۔ اور کفارہ ادا نہیں کرتا ہے۔ اور نذر کو پورا نہیں کرتا ہے۔ اور اپنے رشتہ داروں کو پیسہ نہیں دیتا ہے۔ اور اس پر جو قرض ہیں، باوجود ادائیگی کے قابل ہونے کے ادائیگی نہیں کرتا ہے۔ ان میں ٹال مٹول کرتا ہے۔ تاکہ ان کا انکار کر دے۔ زیادہ اور پوری چیز دینی ناپسند کرتا ہے۔ یہ سب اور اس قسم کی چیزیں بدبختی کی علامت ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ "کیا ایمان والوں کے لیے وہ وقت نہیں آیا۔ کہ ان کے دل اللہ کی یاد اور اتری ٹھیک بات کی طرف جھک جائیں"۔ اس کے فیصلہ پر احتجاج نہ کرو۔ سعی و کوشش کرو۔

لگے رہو، مانگو، گڑگڑاؤ، روؤ، فریاد کرو، عاجزی کرو۔ اور دروازہ پر پڑے رہو۔ اور بھاگو مت۔ سب کام اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہی بیدار کرنے والا، اور ڈرانے والا ہے۔ وہی خبردار کرنے والا اور سلانے والا ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب، حق تعالےٰ کی سرگوشی سنی۔ "اے لحاف میں لپٹنے والے، اٹھو" اپنے بستر سے اٹھ کھڑے ہوئے، اور اس سے نکل گئے۔ اور اسی طرح (اللہ کا بندہ) حق تعالےٰ کی سرگوشی سنتا ہے۔ پس اس کو جواب دیتا ہے۔ اور اس کی طلب میں سرگراں رہتا ہے۔ اور اس کا مشتاق بنا رہتا ہے۔ وہی حق تعالےٰ ہے۔ جو دلوں کو اپنے سے خبردار کر دیتا ہے۔ جب تمہارے سے کوئی کام چاہتا ہے، تو تمہیں اس کے لیے تیار کر دیتا ہے۔ یہ باطن کا بھید ہے۔ یہ فیصلہ کا فیصلہ ہے۔ پہلے لکھی تقدیر اور علم الٰہی ہے۔ ہمیں اس سے واقف ہونا اور اس پر احتجاج کرنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ ہم اس کے مطابق کوشش کرتے اور پیش ہوتے ہیں۔ اور کفالت نہیں کرتے ہیں۔

اے اللہ، ہمیں اپنے فیصلے پر راضی کیجیے۔ اور اپنی آزمائش پر صبر دیجیے اپنے احسانوں کا شکر ہماری قسمت میں کیجیے۔ ہم آپ سے احسان کا پورا کرنا، عاقبت کی ہمیشگی اور محبت پر قائم رہنا مانگتے ہیں۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے، فرمایا، کہ ایک رات میں رات کے پہلے حصہ سے آخری حصہ تک روتا رہا۔ اور اللہ تعالےٰ سے بہت سی قسم کی دعائیں مانگتا رہا۔ جب صبح ہونے کا وقت ہوا، میری آنکھ لگی، تو اپنی نیند میں اللہ تعالےٰ کو دیکھا۔ پس اللہ تعالےٰ نے فرمایا، اے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ۔ تم نے اچھا نہیں کیا۔ مجھے پکارو اور کہو۔ اے اللہ۔ مجھے اپنے فیصلہ پر راضی کیجیے۔ اور اپنی آزمائش پر صبر دیجیے۔ اور اپنے احسانوں کا شکر میری قسمت میں کیجیے۔ میں آپ سے

احسان کا پورا کرنا۔ عافیت کی ہمیشگی اور محبت پر قائم رہنا مانگتا ہوں۔ چنانچہ مَیں بیدار ہو گیا۔ اور مَیں اس دعا کو دہرا رہا تھا۔ بندہ جو بندگی کے لیے ثابت ہوتا ہے۔ وہ ہے۔ جو اللہ کے ذریعہ مخلوق سے بے پرواہ ہو گیا۔ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام کے ذریعے اوروں کے حالات سے پلٹ گیا۔ اس کو کسی چیز کی حاجت نہیں رہتی۔ اور چیزیں اس کی محتاج ہوتی ہیں۔ اللہ والے اللہ تعالیٰ سے اللہ کے سوا کچھ نہیں چاہتے۔ نعمت کو نہیں نعمت والے کو چاہتے ہیں۔ مخلوق کو نہیں خالق کو چاہتے ہیں۔ اور کھانے، پینے، پہننے، شادی کرنے اور دنیا سے فائدہ اٹھانے سے بھاگتے ہیں۔ جب اس کی طرف بھاگتے ہیں۔ تو اس کے لیے اس کی کیسے پوجا کریں اور اس سے اس کو چاہیں۔ اپنے آپ کو چرانے کے لیے اس کی عبادت نہیں کرتے مہمان خانہ کی وجہ سے اس کی عبادت نہیں کرتے۔ کہتے ہیں۔ ہم رحمت سے صحیح نہیں۔ آپ رحمت چاہتے ہیں۔ ہم بغیر رحمت کے محبوب کے ساتھ تنہائی کا قصد کرتے ہیں۔ شریک برداشت نہ کرو۔

اے صاحب ارادت۔ تم محبّت کا دعویٰ کرتے ہو۔ محب تو محبوب کا مہمان ہوتا ہے۔ اور تم تجھے مہمان کو اپنا کھانا اور پینا اور اپنی بہتری کی چیزیں حاصل کرنے کے لیے حرکت کرتا دیکھا ہے۔ تم محبت کا دعویٰ کرتے ہو۔ اور سوتے ہو۔ محب تو نہیں سوتا۔ (معاملہ۔ دو حال) سے خالی نہیں۔ یا تو تم محب ہو۔ یا محبوب۔ پس اگر تم محب ہو۔ تو محب کو نیند کیسی۔ اور اگر تم محبوب ہو۔ تو محب تمہارا مہمان ہے۔ اے جو تمہارے پاس تمہارے نہیں اس کا دعویٰ کرنے والو۔ تم اپنے اس دعویٰ کی سزا جلد یا بدیر جان لوگے۔ اے عالمو۔ اے طالب علمو۔ (محض) علم مقصود نہیں۔ مقصود تو محض اس کا

پھل ہے۔ درخت بغیر پھل کے۔ علم بلا عمل اور اخلاص کے کیا فائدہ دیتا ہے۔ قرآن و حدیث کا عمل ان دونوں پر عمل کے بغیر مقصود نہیں۔ ان دونوں پر عمل کے بغیر اس کو کیسے فائدہ ہو سکتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ کرنے والا مزدوری اپنے کام اور مشقت کے بعد ہی حاصل کرتا ہے۔ کوئی بات نہیں جب تک دنیا۔ وجود اور مخلوق کے سفر سے آگے نہ بڑھ جاؤ۔ جب اس کی طرف بڑھ گیا۔ بیان کرے گا۔ کھول دے گا اور واضح کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔" اللہ سے ڈرو۔ اور وہ تمہیں سکھا دیں گے۔ اور جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ وہ اس کا گزارہ کر دیتا ہے۔ اور اس کو ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں سے اس کا خیال بھی نہ ہو۔" تقویٰ ہر نیکی کی بنیاد ہے۔ دنیا کو زندہ کرنے کا سبب ہے۔ اور حکمت و علوم کو زندہ کرنے والا ہے اور دلوں اور باطنوں کی پاکی ہے۔ تقویٰ اختیار کرو۔ اور اس پر صبر کرو۔ دین اور دنیا کا سر صبر ہے۔ اور ان دونوں کا جسم عمل ہے۔ اسی واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صبر ایمان سے ایسے ہے جیسے سر جسم سے۔ سارے کام اللہ کے فیصلے پر صبر کرنے سے ہی پورے ہوتے ہیں۔ صبر کرو اور جمے رہو۔ اور پرہیز گاری اختیار کرو۔ تمہیں لازم ہے اپنی خلوت و جلوت میں پرہیز گاری۔ دوسروں کے حصے سے بے رغبتی اور اپنے حصوں سے بے رخی اختیار کرو۔ تم کھڑے ہوتے ہو۔ دین اور عزت بیچتے ہو۔ اناج۔ روپیہ۔ پیسہ۔ کپڑے۔ گھر۔ لونڈیاں۔ گھوڑے اور نوکروں کا اکٹھا کرنا۔ یہ سب لالچ کی بنا پر ہے۔ اس کو چھوڑ دو۔ اپنے پروردگارِ اعلیٰ کی طرف رجوع کرو۔ الٹ کرو۔ اچھی طرح رہو۔ جھوٹ۔ غلط ملط اور پاگل پن چھوڑ دو۔ وہ چیز اکٹھی کرتے ہو۔ جو

دوسرے کے لیے چھوڑتے ہو۔ اور خود اس کے حساب وکتاب اور پوچھ گچھ کے لیے الگ، ہو جاتے ہو۔ یہ جو کچھ بھی اکٹھا کیا ہے یہ تمہیں ذرہ بھر فائدہ نہ دے گا۔ اس میں سے تمہارے ہاتھ سوائے اس کی حجت، حساب۔ عذاب۔ ٹکاس اور ندامت کے کیا پڑے گا۔ تمہیں کیا ہو گیا۔ میرے سے ہی عقل لے لو۔ میرے سامنے تو آؤ۔ اور میری طرف سے اپنی خیر خواہی کی بات تو سنو۔ مَیں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ اور آخرت میں سے وہ چیزیں دیکھتا ہوں جنہیں تم نہیں دیکھتے۔ بدبختی تمہاری۔ نیک کام ہی ہیں جو تمہارے سے تمہاری قبروں میں عذاب کو دُور کریں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا، جب مومن کو اس کی قبر میں چھوڑ دیا جاتا ہے تو صدقہ اس کے سر کے پاس بیٹھتا ہے۔ اور نماز اس کے دائیں جانب۔ اور روزہ اس کے بائیں جانب اور صبر اس کے پاؤں کے پاس۔ چنانچہ جب، اس کے سر کی جانب سے عذاب آتا ہے، تو صدقہ کہتا ہے۔ تمہارے لیے میرے ہاں راہ نہیں۔ اس کے بائیں جانب سے آتا ہے تو روزہ کہتا ہے۔ تمہارے لیے میرے ہاں راہ نہیں۔ پس اس کے پاؤں کی جانب سے آتا ہے تو صبر کہتا ہے۔ مَیں حاضر ہوں۔ اگر تم حجت پکڑتے ہو۔ مَیں تمہاری مدد کرتا ہوں۔ اے لوگو! تمہارے لیے فقیروں کی غمخواری اور ان کے جانسپاری ایمان کی کمزوری کی حالت میں اور غمخواری ایمان کی قوت کی حالت میں لازمی ہے۔ اور تنگی میں بھی ان کیلئے جانسپاری لازمی ہے۔ فقیروں کا داد و دہش سے استقبال کرو۔ اور نہ ہونے کی صورت میں انہیں ایک ایک کر کے اچھی طرح سے رخصت کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کا اپنے بندے کو تحفہ اس

کے دروازہ پر مانگنے والے کا ہونا ہے۔ بدنصیبی تمہاری۔ تم اللہ تعالےٰ کے تحفہ کو ناپسند کرتے ہو۔ اور اس کو لوٹاتے ہو۔ جلد ہی تم اپنی خبر دیکھ لوگے۔ تمہیں تنگدستی پیش آئے گی۔ پس تمہارے سے (امارت) دور کر دے گی۔ اور تمہیں اس کی جگہ بٹھا دے گی۔ تمہیں بیماری پیش آئے گی۔ پس تمہاری عافیت دور کر دے گی اور تمہیں اس کی جگہ بٹھا دے گی۔ تم اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے بڑے احسانوں کو جو تمہارے اوپر ہیں۔ خاطر میں نہیں لاتے۔ مومن جانتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مانگنے والے کو اس کی طرف محض محبت کی بنا پر ہی بھیجا ہے۔ چنانچہ اس کو اس نعمت سے دیتا ہے جو اس کے پاس ہوتی ہے۔ جب وہ اس کو دیتا ہے اور اس کی عزت کرتا ہے۔ اور اس کے حوالہ کو قبول کرتا ہے۔ اس کو وہ چیز دیتا ہے۔ جو مکمل، پوری اور بہتر ہے۔ اے بدنصیب۔ دنیا اور آخرت کا عطیہ، مال اور بڑھوتری چاہتے ہوئے بادشاہوں۔ امیروں اور مالداروں سے معاملہ کرنا نہیں۔ اور بادشاہوں کے بادشاہ۔ مالداروں کے مالدار سے معاملہ کرو۔ جو کبھی نہیں مرتا ہے اور نہ کبھی محتاج ہوتا ہے۔ اور جب تم نے اس کو قرض دیا۔ تو وہ تمہارے لیے زیادہ کرے گا۔ دنیا میں تمہیں ایک پیسہ کے دس پیسے دے گا۔ اور آخرت میں تمہیں ثواب ہوگا۔ (ہاتھ) تم نہیں روکتا۔ تمہیں دنیا میں برکت دیتا ہے اور آخرت میں ثواب۔ کیا تم نے سنا نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے کیسے فرمایا،، تم جو بھی چیز خرچ کرتے ہو اسے وہ باقی رکھتا ہے۔" اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمایئے کہ اور ہمارے لیے اپنی خدمت اور اپنی ساری امت کے ساتھ اپنے دروازہ پر کھڑا ہونا خوشگوار بنا دیجئے۔ اور ہمیں دنیا اور آخرت میں

نیکی دیجئے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچایئے۔

اٹھالیسویں مجلس :-

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا۔ جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا ہے اللہ بھی اس پر رحم نہیں کرتا ہے ۔ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والے پر ہی رحم کرتے ہیں۔ زمین والوں پر رحم کرو۔ آسمان والا تمہارے پر رحم کرے گا۔ اے اللہ سے رحمت چاہنے والے۔ اس کی قیمت چکا۔ اور وہ تمہارے ہاتھ آئے گی۔ اس کی قیمت کیا ہے۔ تمہارا اس کی مخلوق پر رحم کرنا۔ اور اس سے شفقت کرنا۔ اور اپنی طرف سے ان کی اصلاح کرنا۔ تم بغیر کسی چیز کے کوئی چیز چاہتے ہو۔ وہ تمہارے ہاتھ نہ آئے گی۔ قیمت لاؤ۔ اور چیز لے لو۔ بدنصیبی تمہاری۔ معرفتِ خداوندی کا دعویٰ کرتے ہو۔ اور اس کی مخلوق پر رحم نہیں کرتے ہو۔ تم اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہو۔ علمی حیثیت سے عارف تمام مخلوق پر رحم کرتا ہے۔ اور حکمی حیثیت سے بعض لوگوں میں سے بعض پر رحم کرتا ہے۔ حکم علیحدہ کرتا ہے اور علم اکٹھا کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ۔ عالم، مخلص اور سچے شیوخ یہ حق تعالےٰ کے دروازے اور اس کی نزدیکی کے راستے ہوتے ہیں۔ اور یہ انبیاءٔ مرسلین علیہم السلام کے وارث اور دربان ہوتے ہیں۔ حق تعالےٰ کے عاشق اور اس کی طرف بلانے والے ہوتے ہیں۔ اس کے اور اس کی مخلوق کے درمیان سفیر ہوتے ہیں۔ دین کا علاج کرنے والے اور مخلوق کو سکھانے والے ہوتے ہیں۔ ان کی طرف بڑھو۔ ان کی خدمت کرو۔ اپنی جاہل ذات

کو ان کے امر ونہی کے ہاتھ کے حوالہ کر دو۔ روزیاں اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہیں۔جسموں کی روزی۔ دلوں کی روزی۔ سو یہ سب اسی سے طلب کرو۔ نہ کہ اس کے غیر سے۔ جسموں کی روزی کھانا اور پینا۔ دلوں کی روزی توحید اور باطنوں کی روزی ذکر خفی ہو۔ مجاہدۂ نفس امر ونہی اور عبادت و ریاضت سے اپنے آپ پر رحم کرو۔ اور اچھی بات کا حکم کر کے اور بُری بات سے منع کر کے۔ سچی خیر خواہی کر کے۔ اور ان کا ہاتھ پکڑ کر۔ ان کے دروازہ پر لے جا کر مخلوق پر رحم کرو۔ رحمت مومنوں کی خوبیوں میں سے ہے۔ اور قساوت (سختی۔ دل کی)، کافروں کی خوبیوں میں سے ہے۔ جو تمہیں چھوڑے۔ اس سے ملو۔ جو تمہیں نہ دے۔ اس کو دو۔ اور جو تمہارے پر ظلم کرے۔ اس کو معاف کرو۔ جب تم ایسا کرو گے۔ تو تمہاری رسّی اللہ کی رسّی سے جُڑ جائے گی۔ جو تمہارے پاس ہے۔ اس کو اس سے تبدیل کر لو۔ جو اُس (اللہ) کے پاس ہے۔ چونکہ یہ سب اخلاق اللہ تعالےٰ کے اخلاق میں سے ہے۔

ان اذان دینے والوں کا جواب دو۔ اس واسطے کہ وہ ان مسجدوں کی طرف بلاتے ہیں۔ جو مہمانی اور سرگوشی کے گھر ہیں۔ ان کو جواب دو۔ اس واسطے کہ تم ان کے پاس نجات اور کفایت پاؤ گے۔ جب تم "داعی اللہ" (اللہ کی طرف پکارنے والے) کو جواب دو گے۔ وہ (اللہ) تمہیں اپنے گھر میں داخل کرے گا۔ تمہاری سنے گا۔ تمہیں قریب کرے گا۔ اور تمہیں علم و معرفت سکھائے گا۔ تمہیں وہ دکھائے گا جو اس کے پاس ہے۔ تمہارے ہاتھ پاؤں کو سنوار دے گا۔ تمہارے دلوں کو پاک کر دے گا۔ اور تمہارے باطنوں کی صفائی کر دے گا۔ اور تمہیں اپنی ہدایت کی راہ دے گا۔ اور تمہیں اپنے سامنے کھڑا کرے گا۔ تمہارے دلوں کو اپنی نزدیکی کے گھر تک پہنچائے گا۔

اوران کو اپنے ہاں داخل ہونے کی اجازت دے گا۔ وہ مہربان ہے۔ جب تم اس کو جواب دو گے اور اس کو پکارنے میں سستی نہ کرو گے، تو تمہاری پکار کو پہنچے گا۔ تمہارے سے نیکی کرے گا۔ اور تمہارے سے کھل جائے گا۔ فرمایا،، نیکی کا بدلہ سوائے نیکی کے کیا ہے،، جب تم نیک عمل کرو گے، خوب ثواب دے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جیسا کرو گے، ویسا بھرو گے، جیسے تم ہو گے، ویسے تمہارے پر حاکم آئیں گے۔ تمہارے اعمال ہی تمہارے حاکم ہیں۔ دنیا میں گھٹے (تنگ) دلوں سے رہو۔ اس کو گھر نہ بنالو، چونکہ یہ گھر بنانے اور رہنے کی جگہ نہیں، پھر رہنے کی جگہ اور ہے، یہ گھر آخرت کے گھر کے مقابلہ میں قید خانہ ہے۔ اسی واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کیلئے جنت ہے۔ یہ اس کا قید خانہ ہے۔ چاہے اس کے آرام میں الٹتا پلٹتا اس میں ہزار سال جیتا رہے۔ اور آخرت اس کی فرصت۔ اس کی فرحت۔ اس کی جنت۔ اس کی نیکی، اس کا ثواب۔ اس کی دولت۔ اس کا امر، اس کی نہی اور اس کی وسعت ہے، عمل کرنے والے سچے عارف کا ثواب تو آخرت کے ثواب سے (خدا) کے قرب سے پہلے دنیا میں ہی ہوتا ہے۔ تمنا کرتا ہے کہ جنت پیدا ہی نہ کی جاتی۔ تم سمجھتے ہو۔ قیامت رحمت ہے، وہ دیکھتا ہے، کہ قیامت کو باطن کا ظاہر ہونا ہے۔ اس واسطے کہ اس دن باطن چہروں کی طرف پلٹے گا۔ اللہ والوں کا نشان قبر سے ہی دکھائی دیتا ہے۔ اور اس پر زیور اور پوشاکیں ہوں گی۔ اور سواریاں اور غلام اس کا استقبال کریں گے۔ اور اس کے دل کو اس قسم کی چیزوں سے بے رغبتی ہے۔ اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے ذریعہ سے بے پروا ہونے کی بنا، پر اس رحمت

کو ناپسند کرتا ہے۔ نعمت سے نہیں۔ نعمت والے سے محبت کرتا ہے۔ سواریوں میں نہیں۔ بلکہ باطن کے دروازہ سے بادشاہ کے ہاں داخل ہونا پسند کرتا ہے۔ جنت میں رہنا پسند نہیں کرتا ہے۔ چونکہ وہ اللہ کے سوا ہر چیز کو چھوڑنے والا ہے۔ دل سے چاہتا ہے کہ جنت کو نہ دیکھے۔ اس میں قید نہ ہو جائے۔ اور اس کے آرام میں مست نہ ہو جائے۔ اللہ کے سوا ہر کو چھوڑ کر اس کی محبت کی آرزو کرتا ہے۔ اور اس کے قدم پروردگارِ اعلیٰ سے ورے نہیں ٹھہرتے۔ اور نہ غیر اللہ اس کو مشغول کرتے ہیں۔

جو اللہ تعالےٰ کو آخرت سے پہلے دنیا میں پہچان لیتا ہے اس کی نزدیکی کی خوشبو سونگھتا ہے۔ اس کی مہربانی کے کھانے میں سے کھاتا ہے۔ اور اس کی محبت کی شراب سے پیتا ہے۔ اے منافقو! میں تمہیں پکارتا ہوں۔ اور تم سنتے نہیں۔ اور جب تم سن لیتے ہو۔ بہرے ہو جاتے ہو۔ اور جواب نہیں دیتے ہو۔ تمہیں کتنی دُوری ہے۔

تمہاری ساری فکر اپنے پیٹوں کی۔ اپنی شرمگاہوں کی۔ اپنے جسموں کی اور اپنی پوری دنیا کی ہے۔ یہ ایسی فکر ہے۔ جو بھوک لاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کا کھانا زمین میں ہے۔ جس سے سچوں اور ڈرنے والوں کے پیٹ بھرتے ہیں۔ تنگدستی کی تنگدستی تو تنگدستی کا ڈر ہے۔ اور بے پروائی اللہ تعالےٰ کے ذریعہ ماسوا اللہ سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ نہ کہ روپے پیسے سے بے پرواہ ہو جانا۔

اپنی جان پر قیامت برپا کرو۔ اپنی فکر کے ذریعہ دوزخ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اور جو کچھ ان میں ہے۔ اس کو اپنی سر کی آنکھوں اور یقین کے ساتھ دیکھو۔ مومن عمل کرتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی فکر و نظر صحیح ہو جاتی ہے۔ اس وقت اپنی جان پر قیامت برپا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ

کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس کی کتابیں پڑھتا ہے۔ اور اس میں اپنی نیکیوں اور برائیوں کو دیکھتا ہے۔ جس کی نیکیاں غالب ہوئیں۔ اور وہ ان کے ساتھ آگ میں پڑا۔ اور پلصراط سے گزرنا چاہا۔ تو اس پر سے گزر جائے گا۔ اور وہ ڈر اور امید اور مرنے یا نہ ہونے کے درمیان ہوگا۔ پس جب وہ اس حال میں ہوگا۔ اچانک اللہ تعالےٰ اسے آ پالیں گے اور آگ کو ٹھنڈا ہونے کا حکم دیں گے۔ اور پلصراط اس کے قدموں کے نیچے ہوگی۔ اور اس سے مہربانی کی وجہ سے آگ کے شعلہ کو بجھا دیں گے۔ یہاں تک کہ دوزخ اس کو کہے گی۔ اے مومن۔ تم گذر جاؤ۔ کہ تمہارا نور میرے شعلے کو بجھاتا ہے۔ ان سب چیزوں پر مومن غور کرتا ہے۔ ان کا تصور کرتا ہے۔ اور ان کا اندازہ کرتا ہے۔ ان کو اتنا ماننے لگتا ہے۔ کہ اس کے نزدیک یہ یقینی ہو جاتی ہیں۔ اے عالمو! اس آرام سے باز رہو۔ جس کو میں نے تمہارے سامنے تمہارے اپنے نصیبوں کے پیچھے دوڑنے کے بارہ میں بیان کیا ہے۔ اس کے پیچھے دوڑنا چھوڑ دو۔ اور یہ تمہارے پیچھے دوڑیں گی۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو میں نے آزمایا ہے۔ اور اس کو میں نے دیکھا ہے۔ اور میرے علاوہ اس راہ کو چلنے والے نے دیکھا ہے۔ جلدی مت کرو۔ جو تمہارے لیے (مقدر) ہے۔ تمہارے سے چھوٹے گا نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ دنیا سے تمہاری جان اس وقت تک نہیں جاتی۔ جب تک کہ وہ اپنی روزی پوری نہ کرے۔ چنانچہ اللہ سے ڈرو۔ اور ڈھونڈنے میں اچھی طرح کوشش کرو۔ ٹھہرے رہو۔ لالچ نہ کرو۔ مشقت نہ اٹھاؤ۔ اس کو بیان کرو۔ اگر تمہارے لیے ضروری ہو۔ ڈھونڈنے کی بات تو یہ ہے۔ جب تم نے بادشاہ کا دروازہ

کھٹکھٹا لیا، تمہارے لیے ایسا دروازہ کھولے گا جو کبھی بند نہ ہو گا، بھید کا دروازہ باطن کا دروازہ ہے۔ تمہارے لیے تمہارے زور، تمہاری طاقت اور تمہارے گمان کے بغیر کھلے گا۔ مومن وہ ہے، جو اپنے پروردگارِ اعلیٰ کا ارادہ کرکے اپنی ذات۔ اپنی نفسانی خواہش اور اپنی طبیعت کے گھر سے باہر نکل گیا۔ جب اس کا یہ حال ہو گا، اور اس کی راہ میں کھڑا ہو گا۔ اس کی ذاتی، اس کے بیوی بچوں اور اس کی مالی مصیبتیں روکیں گی۔ پس وہ حیران کھڑا ہو گا۔ جس پر اپنے گناہوں اور بے ادبی اور اپنے خدائے بزرگوار کی حدیں توڑنے کی طرف رجوع کرے گا۔ چنانچہ اس سے توبہ کرے گا۔ اور کیوں اور کیسے سے سکوت کرے گا۔ ظاہری اور باطنی طور پر پکار اور کشمکش سے گونگا بنا رہے گا۔ سپرداری اور پس اندازی سے کام لے گا۔ اپنے سامنے والی روک کا اپنے ہاتھ سے اور کوشش سے علاج نہ کرے گا۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے کھولے بغیر اس کے کھولنے پر مدد نہ چاہے گا۔ اس کا سارا کام اس کی یاد۔ اس کی طرف رجوع کرنا۔ اپنے گناہوں کا ذکر کرنا اور ان سے توبہ کرنا اور اپنی ذات کی طرف۔ ملامت کے ساتھ رجوع کرنا ہو گا۔ یہاں تک کہ جب اس کام سے فارغ ہو گا۔ تو اپنے پروردگارِ اعلیٰ کی تقدیر کی طرف رجوع ہو گا۔ کہے گا۔ اللہ تعالےٰ کی تقدیر اور قضا، تو پہلے ہی لکھی ہے۔ تسلیم و رضا کی طرف زبانی طور پر نہیں بلکہ دلی طور پر رجوع کرے گا۔ چنانچہ جب وہ اس طرح آنکھیں بند کیے کھٹکھٹا رہا ہو گا اچانک وہ اپنی آنکھیں کھولے گا۔ اور دروازہ کھلا پڑا ہے۔ اور مصیبتوں کی جگہ آرام اور تنگی کی جگہ فراخی اور بیماری کی جگہ صحت اور بربادی کی جگہ جائیداد آگئی ہے۔ اور یہ سب اللہ تعالےٰ کے فرمان کی تصدیق ہے۔ اللہ تعالےٰ

کا فرمان ہے۔" اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کا چھٹکارا کر دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں سے اس کو خیال بھی نہ ہو۔" بندہ نعمتوں کا شکر کے ساتھ مقابلہ کرتا رہتا ہے۔ اور مصیبت کا موافقت کے ساتھ مقابلہ کرتا رہتا ہے۔ جرموں اور گناہوں کو مانتا رہتا ہے۔ نفس کو ملامت کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے دل کے قدم اس کے پروردگارِ اعلیٰ تک پہنچتے ہیں۔ نیک قدم اٹھاتا رہتا ہے۔ برائیوں سے توبہ کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے دروازہ پر پہنچ جاتا ہے۔ جب وہاں تک پہنچ جاتا ہے تو وہ چیز دیکھتا ہے۔ جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں گذری۔ جب بندہ اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے دروازہ پر پہنچ جاتا ہے تو نیک دید، شکر و صبر، اور محنت و مشقت کی باری اس طرح ختم ہو جاتی ہے جس طرح اس مسافر کا چلنا ختم ہو جاتا ہے، جو اپنی منزل اور مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ اکٹھے بیٹھنا۔ آپس کا پیار، باہمی گفتگو، ایک دوسرے کو دیکھنا اور بن دیکھی چیزوں کے سامنے سے جھانکنا باقی رہ جاتا ہے۔ چنانچہ شنید دید ہو جاتی ہے۔ چنانچہ رازوں سے خبرداری ہوتی ہے اور اس کی زیارت کرنے والا اس کے گرد گھومتا ہے۔ اور وہ اس کے لیے اپنا خزانہ کھول دیتا ہے۔ اور اپنے باغوں میں کھلا پھرنے دیتا ہے۔ تم اس کو نہیں سمجھتے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتے ہیں۔ اشارہ والے اشارہ کو جانتے پہچانتے ہیں۔ اے غیر حاضر دل سے عبادت کرنے والے، تمہاری مثال اس گدھے کی مثال ہے جس کی آنکھیں بندھی ہیں۔ اور وہ پیستا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس نے بہت سے میل کا سفر کر لیا ہے۔ حالانکہ وہ اپنی جگہ ہی رہا ہے۔

خرابی تمہاری تم اپنی نماز میں اٹھتے بیٹھتے ہو۔ اور اپنے روزہ میں ذرہ بھر اخلاص و توحید کے بغیر بھوکے پیاسے رہتے ہو۔ پس تمہیں کیا فائدہ ہوگا۔ تمہارے ہاتھ سوائے مشقت کے کیا آئے گا۔ تم روزہ نماز کرتے ہو۔ اور تمہارے دل کی آنکھ لوگوں کے گھروں کی۔ ان کی جیبوں کی اور ان کے خوانوں کی چیزوں پر لگی ہے۔ تم اس انتظار میں ہو کہ تمہارے لیے تحفہ بھیجیں، اور تم ان کو اپنی عبادت دکھاتے ہو۔ اور اپنے روزہ سے اور مجاہدہ سے واقف بناتے ہو۔ اے مشرک۔ اے منافق۔ اے ریاکار۔ اے بدنصیب۔ سچوں اور روحانیت والوں کی صفت کرو۔ تاکہ تمہیں اپنا مقام۔ اپنی بڑائی اور اپنی وسعت معلوم ہو جائے۔ میں تو تمہارے سے تمہارے دعویٰ کا مطالبہ کرتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر اللہ تعالےٰ لوگوں کو دعوےٰ پر پکڑ لیا کرتے۔ تو بعض لوگ بعض لوگوں کے خون کا دعوے کرتے۔ لیکن مدعی کے لیے ثبوت بہم پہنچانے اور انکار کرنے والے (مدعی علیہ) کے لیے قسم کھانے کا (حکم) فرمایا۔ تمہاری بات کتنی بڑی ہے۔ اور کام کتنا تھوڑا ہے۔ اُلٹ کرو۔ صبر کرو۔ جو اللہ تعالےٰ کو پہچان لیتا ہے۔ اس کی زبان بند ہو جاتی ہے۔ اور اس کا دل بولتا ہے۔ اور اس کا باطن پاک ہو جاتا ہے، اور اللہ کے ہاں درجہ بلند ہو جاتا ہے۔ اس سے انس اور آرام حاصل کرتا ہے، اور اسی کے ذریعہ سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ اے دلوں کی آگ۔ ٹھنڈک اور آرام ہو جا۔ اے دلو۔ اس دن کے لیے تیار ہو جاؤ جس میں پہاڑ چلیں گے، اور صاف سامنے نکلیں گے۔ آدمی وہی ہے۔ جو اس دن اپنے ایمان و یقین اپنے آقا کے   ومحبت اور اس کی طرف شوق کے قدموں اور آخرت سے پہلے دنیا میں اس کی پہچان کے قدموں پر جا رہے۔ اسباب اور مخلوق

کے پہاڑ چلیں گے۔ مسبب اور خالق کے پہاڑ باقی رہیں گے۔ ظاہر اور صورت کے بادشاہوں کے پہاڑ چلیں گے۔ اور کمزور ہو جائیں گے۔ اور باطن کے بادشاہوں کے پہاڑ پاک ہو جائیں گے۔ اور جم جائیں گے۔ قیامت کے دن تغیر و تبدیلی کا دن ہے۔ یہ پہاڑ جن کو تم دیکھتے ہو۔ اور جن کی مضبوطی، سختی اور بناوٹ کی بڑائی تمہیں بھلی معلوم ہوتی ہے۔ ایسے ہو جائیں گے۔ جیسے دھنکی ہوئی اون۔ یہ اپنی ان جگہوں سے علیحدہ ہو جائیں گے جن کو تم جانتے ہو۔ ان کی سختی دور ہو جائے گی۔ اور بادل کے چلنے سے بھی زیادہ تیز چلیں گے۔ اور آسمان "مہل" یعنی پگھلے تانبے کی طرح چلے گا۔ چنانچہ زمین اور آسمان کی بناوٹ بدل جائے گی۔ اور دنیا کی باری، حکمت کی باری، اعمال کی باری، بیجنے کی باری، تکلیف کی باری ختم ہو جائے گی اور آخرت کی باری، قدرت کی باری، اعمال پر جینے کی باری، فصل کاٹنے کی باری، تکلیف سے راحت کی باری اور ہر حق والے کو حق دینے کی اور ہر زیادہ والے کو زیادہ دینے کی باری آجائے گی۔ اے اللہ! ہمارے دلوں کو اور ہاتھ پاؤں کو اس دن ثابت قدم رکھیو۔ اور ہمیں دنیا میں اور آخرت میں نیکی دیجئے۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔

چالیسویں مجلس :-

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ لوگوں سے بہترین اخلاق سے ملو جلو۔ پس اگر تم مر گئے۔ تو تمہارے پر رحم ہو گا۔ اس وصیت کو سنو۔ اس کو اپنے دلوں سے باندھ لو۔ ان کا خیال نہ کرو۔ میں نے تم کو اس کے تھوڑے پر بڑے ثواب کا مالک بنا دیا ہے،

نیک اخلاق دکھائیں۔ نیکی نیکی والے اور دوسرے کے لیے راحت ہوتی ہے، اور بُرے اخلاق کیا ہے۔ برائی برائی والے کو مشقت میں ڈالنے والا اور دوسرے کے لیے تکلیف ہوتی ہے۔ مومن کو چاہیئے۔ کہ اپنے اخلاق بہتر بنانے کے لیے اپنے نفس سے جہاد کرے۔ اس کو اس طرح لازم سمجھے جیسے باقی تمام عبادات میں مجاہدہ کرتا ہے۔ چونکہ اس کی عادت پلٹنا۔ غصہ کرنا اور لوگوں سے حقارت کرنا ہے۔ کوشش کرتے جاؤ۔ یہاں تک کہ مطمئن ہوجائے۔ جب مطمئن ہوجائے گا، انکساری و عاجزی کرے گا۔ اپنے اخلاق کو بہتر بنائے گا اور اپنی قدر پہچان لے گا۔ اور دوسرے کو اٹھائے گا۔ مجاہدہ سے پہلے تو یہ اس کا فرعون ہوتا ہے۔ خوشخبری ہو۔ اس شخص کو جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا۔ اور اس سے دشمنی کی۔ اور ہر اس بات پر اس کی مخالفت کی۔ جس کا اس نے اس کو حکم کیا۔ اس کے لیے موت اور اس کے بعد کی چیزوں کو یاد کو لازم کرد۔ اور یہ عاجز ہوجائے گا۔ اور اس کے اخلاق اچھے ہوجائیں گے۔ اس کو خیال کے ہاتھوں پکڑد۔ اور اسے دوزخ اور جنت میں داخل کرد، مناسب ہوگا۔ جو کچھ ان دونوں میں ہے۔ دیکھیے۔ اور یہ عاجز ہوجائے گا۔ اور اس کے اخلاق اچھے ہوجائیں گے۔ قیامت کا خیال کرد۔ اور اس کو قیامت برپا ہونے سے پہلے اپنے نفوس پر قائم کرد۔ کچھ لوگوں کے لیے خوشی ہوتی ہے، اور کچھ لوگوں کے لیے غم ہوتا ہے۔ کچھ لوگوں کے لیے عید ہوتی ہے۔ اور کچھ لوگوں کے لیے ماتم ہوتا ہے۔ نیکوں کی عید کا دن ان کی آرائش۔ ان حلے پہننے۔ ان کا اپنے شریف گھوڑوں پر سوار ہونے اور ان کے غلاموں کے ظہور کا دن ہوتا ہے۔ اور ان کی نشانیاں ان کے اعمال کا صورتوں کو اختیار کرنا ہے۔ ان کا نور ان کے چہروں پر ظاہر ہوگا۔

اگر تمہیں اپنے پروردگارِ اعلیٰ سے مطلب اور غرض ہے۔ اور تم اس کو چاہتے ہو، تو مجھ سے لازم رہو۔ اور اگر تم نے ایسا کیا۔ تو قناعت اختیار کرو۔ دگرنہ تو پیچھے نہ پڑو۔ نفس، نفسانی خواہش اور طبیعت کے ساتھ اور مخلوق کی طرف دیکھنے سے تو یہ راہ نہیں چلی جاتی۔ تمہارے سامنے حال کھول دیا۔ پس اگر چاہو تو قبول کر لو۔ دگرنہ تو تم خوب جانتے ہو۔ اگر تم نے قبول کر لیا۔ تو مجھے تمہارے لیے اللہ تعالےٰ کے ہاں سے بڑی نیکی کی امید ہے۔ تم میری پیروی کرو۔ اور اپنے حق میں بھوک سے مت ڈرو۔ فقیر سچے ہوتے ہیں، وہی ہوتا ہے، جو تم چاہو۔ اور تم سوائے نیکی کے کچھ دیکھتے نہیں۔ مَیں اپنے نفس کے ساتھ سنسان جگہوں میں الگ ہو جایا کرتا تھا۔ تو بعض اوقات، مَیں ایک آواز سنتا۔ اور کسی شخص کو نہ دیکھتا۔ "تم نیک ہو۔ اور نیکی خریدتے ہو۔" چنانچہ مَیں اٹھتا۔ اور اپنے اردگرد چکر لگاتا۔ اور نہ سمجھتا، کہ وہ آواز کہاں سے آ رہی تھی۔ اور بحمد اللہ مَیں نے اپنے تمام حالات، میں برکت دیکھی۔ اللہ تعالےٰ کے بندوں میں ایسے بھی ہیں۔ کسی چیز سے کہیں "ہو جا" پس ہو جائے۔ لیکن تم تو ان کو نہیں دیکھتے۔ اور جب تم دیکھ پاتے ہو۔ تم پہچانتے نہیں ہو۔ ان پر اپنے دروازے بند کر لیتے ہو۔ اپنی جیبیں اور دستر خوان ان سے ہٹا لیتے ہو۔ بدنصیبی تمہاری۔ جب تم اپنے دروازے ان کے لیے بند کر لیتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے (اپنے دروازے) بند کر لیتے ہیں۔ اور جب تم ان کے لیے اپنے دروازے کھول دیتے ہو۔ اللہ تعالےٰ تمہارے لیے (اپنے دروازے) کھول دیتے ہیں۔ جب تم اپنا مال اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کے لیے خرچ کرتے ہو۔ تمہارے لیے جانشین بناتا ہے۔ پھر جب، تم اس (مال) کو مخلوق کے (دکھاوے) کے لیے خرچ کرتے ہو، تمہارے لیے

تنگی کر دیتا ہے۔ خرچ کرو۔ اور کنجوسی نہ کرو۔ اس واسطے کہ سخاوت اللہ تعالیٰ
کی طرف سے ہوتی ہے۔ اور کنجوسی شیطان کی طرف سے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔
"وہ (شیطان) تمہیں تنگی کا وعدہ دیتا ہے۔ اور تمہیں بے حیائی کا حکم کرتا ہے"
اور اس نے تمہیں خرچ کے مقابلہ میں عوض کا وعدہ دیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ
نے فرمایا "اور جو کچھ بھی تم خرچ کرتے ہو، تو وہ اس کا عوض دیتا ہے" بدبختی
تمہاری، تم اسلام کا دعویٰ کرتے ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت
کرتے ہو۔ اپنی نفسانی خواہش کے مطابق جو نئی چیز دین میں چاہتے ہو، نکال لیتے
ہو۔ اپنے اسلام میں جھوٹے ہو۔ تم (صحیح) اتباع کرنے والے نہیں ہو، بلکہ تم
دین میں نئی چیزیں نکالنے والے (پورے بدعتی) ہو، تم موافق نہیں ہو، بلکہ
مخالف ہو۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح فرمایا۔
اتباع کرو۔ اور نئی چیزیں نہ نکالو، سو تمہاری کفایت ہوتی۔ اور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کا فرمان، کہ میں نے تمہیں چمکتی ملت پر چھوڑا۔ تم دعوےٰ اس کا کرتے
ہو۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مختلف کرتے ہو۔ تم دعویٰ کرتے
ہو، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہو۔ تمہارے لیے بزرگی نہیں۔ میں
تمہیں ٹھیک بات کہتا ہوں۔ پس اگر تم چاہو، تو تعریف کرو اور اگر تم چاہو، تو
نہ کرو۔ پس اگر تم چاہو، تو مجھ سے محبت کرو، اور اگر تم چاہو، مجھ سے محبت نہ
کرو۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ "اور فرما دیجئے، تمہارے پروردگار کی طرف سے بات
سچی ہے، پھر جو کوئی چاہے مانے، اور جو کوئی چاہے نہ مانے" منافق جھوٹے
بدعتی، اپنی خواہش نفسانی کے سوار، اپنے نفس کے موافق، قرآن وحدیث کے
مخالف، حق کے دشمن اور جھوٹ کے دوست کے سوا میری بات سے کوئی نہیں
بھاگتا، اور ایسے کے دل کو اپنے آقا کے قرب کی طرف چلنا بھی نصیب نہیں ہوتا۔

بغیر کسی الزام کے اپنے دل سے سنو اور دیکھو، پھر نظر کرو۔ کہ تم کیسی عجیب غریب چیزیں دیکھتے ہو۔ اللہ والوں سے ان کی سچائی سے الزام دور کرو۔ اور ان کے سامنے بغیر چون وچرا فنا ہو جاؤ۔ اور وہ تمہیں اپنی صحبت میں رکھیں گے اور تمہاری خدمت سے خوش ہو جائیں گے۔ اور جب ان کے پاس جاؤ تو اپنے ڈر کو دور کر دو۔ نعمت اور احسان سچوں کے دلوں پر نازل ہوتے ہیں۔ اور بھیدوں کے آنے کی جگہ ہدایت اور دن ان کے بھیدوں پر اترتی ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ وہ تمہاری خدمت سے خوش ہو جائیں تو اپنے ظاہر اور اپنے باطن کو پاک کرو۔ اور ان کے سامنے کھڑے ہو جاؤ۔ اپنے دل کی بدعت سے پاک کرو۔ چونکہ اللہ والوں کا اعتقاد نبیوں۔ رسولوں اور سچوں کا اعتقاد ہوتا ہے۔ انہی کے مذہب پر چلنے والے ہوتے ہیں۔ یہ مذہب عاجزوں کا ہے۔ خرابی نہیں کرتے۔ اور ان کے لیے ان کے دعوٰے پر دو منصب گواہ ہیں۔ ان دونوں کے انصاف کی بنار پر الزام سے بری ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی کتاب۔ اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت۔

اے لوگو! اپنی جانوں پر ظلم کرو۔ اور دوسروں پر ظلم نہ کرو۔ ظلم گھروں کو ویران کرتا ہے۔ اور ان کو (جڑ سے) اکھاڑ پھینکتا ہے۔ دلوں اور چہروں کو سیاہ کر دیتا ہے۔ اور روزی میں تنگی کر دیتا ہے۔ آپس میں ظلم نہ کرو۔ کہ یہ قیامت کے دن اندھیرا ہوگا۔ جسموں کی قیامت جلد ہی برپا ہوتی ہے اور ہمارے لیے جسموں کا پیدا کرنے والا ہے۔ جو ہمیں اپنے سامنے کھڑا کرتا ہے۔ ہمارے سے حساب وکتاب کرتا ہے اور ہمارے سے پوچھ گچھ کرتا ہے۔ اور ہم سے کم اور زیادہ کو ختم کر دیتا ہے۔ اور ذرہ ذرہ کا مطالبہ کرتا ہے۔ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ اور اپنی خیر خواہی پر تمہارے سے مزدوری بھی نہیں

چاہتا ہوں۔ سود کے قریب مت جاؤ۔ کہیں تمہارا پروردگار تمہارے سے جنگ کرے اور تمہارے مال سے برکت اُڑا دے۔ روپیہ کے بدلہ میں روپیہ ادا کرو۔ اور جو کوئی تمہارے میں سے کسی محتاج کو قرض دے سکے۔ اور کچھ وقت کے بعد اللہ اس کو اتروا دے۔ تو ایسا کرنا چاہیئے۔ اس سے اس کو دو دفعہ خوشی ہوگی۔ ایک مرتبہ آخر پر۔ اور ایک مرتبہ اترنے پر۔ تم ایسا اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے بھروسہ اور اعتبار پر کرو۔ چونکہ وہ اس کا عوض دیتا ہے۔ اور ثواب دیتا ہے۔ اور برکت دیتا ہے۔ کوشش کرو۔ کہ تم کسی مانگنے والے کو نہ دیکھو۔ مگر یہ کہ جو چیز حاضر ہو۔ اس کو دو۔ تھوڑا دینا محروم کر دینے سے اچھا ہے۔ اور اگر تمہارے پاس کوئی چیز موجود نہ ہو۔ تو اس کو جھڑکو مت۔ اور اس کو نرم بات کرکے لوٹا دو۔ کسی بھی طرح اس کے (دل کو) توڑو مت۔ دنیا بدلنے والی ہے۔ رات اور دن کے بدلنے سے بدلتی رہتی ہے۔ جو کوئی مر گیا۔ اس کی قیامت برپا ہو گئی۔ اور جو اس کے لیے ہے۔ یا اس کے خلاف ہے۔ اس نے ہر چیز کو جان لیا۔ آخرِ عافیت کے بعد مصیبت۔ فراخی کے بعد تنگی، زندگی کے بعد موت۔ عزت کے بعد ذلت ہے۔ یہ ساری چیزیں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ایک آتی ہے اور اس کی ضد چلی جاتی ہے۔

اور آخرت میں پوری موت ہے۔ عارف مومن کی جب سر کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔ تو دل کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ سو مخلوق کو دیکھتا ہے۔ جس حال میں وہ ہوتی ہے۔ جب حق تعالےٰ کی ذات حاضر ہو جاتی ہے تو مخلوق چلی جاتی ہے۔ جب آخرت حاضر ہوتی ہے تو دنیا چلی جاتی ہے۔ جب سچ حاضر ہوتا ہے تو جھوٹ چلا جاتا ہے۔ جب اخلاص حاضر ہو جاتا ہے تو شرک چلا جاتا ہے۔ جب ایمان حاضر ہوتا ہے تو نفاق چلا جاتا ہے۔ ہر ایک

چیز کے لیے ضد ہے۔ عقلمند آدمی نتائج کی طرف نظر کرتا ہے۔ دنیا کے ظاہر اور اس کی زینت کو نہیں دیکھتا۔ چونکہ یہ جلد ہی بدلنے والی اور دُور ہونے والی ہے۔ (پہلے) تم دور ہو جاؤ گے۔ پھر تمہارے بعد یہ دور ہو جائے گی۔ اپنے پروردگارِ اعلیٰ کی صحبت سے ان مصیبتوں کی وجہ سے مت بھاگو۔ جو تمہارے پر اس کی طرف سے وارد ہوتی ہے۔ وہ تمہاری مصلحتوں کو تمہارے سے زیادہ جانتا ہے۔ اور ادب اختیار کرو۔ وہ سچوں کے دلوں پر آتی ہے۔ پس آکر ان کو سلام کرتی ہے۔ اور جہاں تک ہو سکے سفارش کرتی ہے۔ اللہ تعالےٰ اسے اپنے سینہ سے لگا لیتے ہیں۔ اور اس کی آنکھوں کو چومتے ہیں۔ اور اس کو صبر، موافقت اور رضا کے ذریعہ بلند کرتے ہیں۔ چنانچہ کچھ عرصہ ان کے پاس رہتی ہے۔ پھر ان کے ہاں سے لے لی جاتی ہے۔ پس کہا جاتا ہے۔ جگہ اور ضیافت کو کیسا دیکھا۔ تو کہتی ہے۔ بہتر جگہ، بہتر مہمانی کرنے والا۔ بہتر راہنمائی اور بہتر رہنمائی کرنے والا۔ اور منقول ہے کہ ان سرداروں میں سے ایک سے جو مصیبت میں بتلا تھا۔ پوچھا گیا۔ آپ اس مصیبت میں کیسے ہیں۔ تو فرمایا کہ میرے بارہ میں مصیبت سے پوچھو۔ اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے ساتھ صبر کرو۔ چونکہ وہ تمہارے صبر کے بدلہ میں تمہاری مصیبت کو دور کرتے ہیں۔ اور اپنے ہاں تمہارے درجے بلند کرتے ہیں۔ اپنی طرف سے اس کے ساتھ ہو جاؤ۔ اللہ کے بارہ میں سچوں کے ساتھ اور اس کے ساتھ۔ اس کے ذریعہ سے اور اس کے لیے عمل کرنے والوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اسے اللہ۔ ہمارے لیے مسخر کر دیجئے۔ اور ہمارے پر آسان کر دیجئے۔ اور ہمارے لیے کھول دیجئے۔ اور ہمارے اوپر اور ہمارے لیے آسان کر دیجئے اپنے راہ۔ آمین۔

ایمان سے بیماری، تنگدستی، بھوک اور مطالب کی کثرت زیادہ ہو جاتی ہے، وگرنہ تو ایمان نہیں۔ ایمان کا جوہر مصیبت کے وقت کھلتا ہے اور اس کا نور تکلیف کے وقت ظاہر ہوتا ہے، جیسے بہادری مصیبت کا لشکر آنے پر ظاہر ہوتی ہے۔ تمہارے پروردگارِ اعلیٰ کو جو تم کرتے ہو، معلوم ہے۔ اے بادشاہو، اے غلامو، اے خواص، اے عوام، اے امیرو، محتاجو، اے اہلِ خلوت، اس سے کسی کو پردہ نہیں، وہ بلند ذات تمہارے ساتھ ہے، تم کہیں بھی ہو۔ اے اللہ! ہمیں مغفرت، معافی، مہربانی، درگذر، عنایت، کفایت، عاقبت اور معافی سے ڈھانپ لیجئے۔ آمین

جس بھلائی اور برائی، سچ اور جھوٹ، خلوص اور شرک اور فرمانبرداری اور نافرمانی میں تم لگے ہو۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے خبردار، نگہبان، حاضر اور ناظر ہیں، تم اللہ تعالےٰ کے دیکھنے سے شرم کرو۔ اور ایمان کی آنکھ سے دیکھو۔ اور تم تو اللہ تعالےٰ کی نظر کو اپنی چھ طرف سے دیکھا ہے، کیا تمہیں یہ نصیحتیں کافی نہیں ہیں۔ اگر تم نصیحت پکڑو۔ اور اپنے دلوں کے کانوں سے سنو۔ تو تمہیں اپنی خلوت اور جلوت میں اپنے پروردگارِ اعلیٰ کی طرف سے یہی ڈر کافی ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ کی انتظار میں رہو۔ اور اس کی نظر کی طرف اور کراماً کاتبین فرشتوں کی طرف دیکھو۔ جو تمہارے اوپر مقرر ہیں، ان دونوں سے ڈرو۔ اور ان شرعی حدود سے نہ ڈرو، جو تمہارے اوپر تمہارے بادشاہ اور تمہارے امیر نے قائم کی ہیں۔ اگر تم ڈرے، تو تمہارے ساتھ تمہارا والی بھی کیوں مشقت میں پڑے گا۔ اے فقیر، اے بھوکے، اے ننگے، اے محتاج، تم فریاد کرتے ہو۔ تمہاری خاموشی تمہارے لیے زیادہ پیاری اور تمہیں زیادہ فائدہ دینے والی ہے۔ اللہ تعالےٰ کا تمہارے حال کا جاننا تمہیں تمہارے

مانگنے سے بے نیاز کر دے گا۔ تمہیں مبتلا ہی یوں کرتا ہے۔ کہ تم اس کی طرف رجوع کرو۔ چنانچہ اپنے دل سے اس کی طرف رجوع کرو۔ اور جمے رہو۔ پس تم بھلائی ہی دیکھو گے۔ اس سے جلدی مت کرو۔ اس سے دریغ نہ کرو۔ اور اس کو الزام مت دو۔ تمہاری بھوک زہر ہے۔ جس نے تمہیں بھڑکا دیا۔ اور زیادتی حاجت نے تمہیں یتیم بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں۔ کہ کیا تم دوسرے پروردگاروں کے دروازہ کو پکڑتے ہو۔ تم اس سے راضی ہوتے ہو۔ یا تم اس پر ناراض ہوتے ہو۔ تم اس کا شکر کرتے ہو۔ یا اس کی شکایت کرتے ہو۔ تم اس سے راضی ہوتے ہو۔ یا تم اس پر ناراض ہوتے ہوئے عاجزی وانکساری اختیار کرتے ہو۔ تمہیں آزماتا ہے تاکہ دیکھے کہ تم کیا جاننے کرتے ہو۔ اے جاہلو! تم نے غنی کا دروازہ چھوڑ دیا۔ اور فقیر کا دروازہ پکڑ لیا۔ تم نے سخی کا دروازہ چھوڑ دیا۔ اور کمینے کا دروازہ پکڑ لیا۔ تم نے قدرت والے کا دروازہ چھوڑ دیا۔ اور عاجز کا دروازہ پکڑ لیا۔ اے اس سے جاہلو! وہ جلد ہی تمہیں اکٹھا کرے گا۔ اور جس دن تمہیں اکٹھا کرے گا۔ تمہیں اپنے سامنے کھڑا کرے گا۔ اکٹھا کرنے کے دن تمہیں مختلف انواع سے اکٹھا کرے گا۔ اے تمام مخلوق۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "یہ فیصلہ کا دن ہے۔ جس میں ہم نے تم کو اور اگلوں کو جمع کیا۔ پھر اگر تمہارا کوئی داؤ ہے۔ تو تم مجھ پر چلاؤ۔" اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مخلوق کو اس زمین کے علاوہ اپنی زمین پر اکٹھا کریں گے۔ جس پر کسی آدمی کا خون نہیں بہایا گیا۔ اور اس پر کوئی گناہ نہیں کیا گیا۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جس میں شک وشبہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "(قیامت کی) گھڑی میں کوئی شک نہیں۔ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اٹھانا ہے۔ جو قبروں میں ہیں۔" قیامت کا دن ہار جیت کا دن۔ افسوس کا دن۔ شرمساری کا دن۔

یادگری کا دن ۔ کھڑے ہونے کا دن ۔ گواہی کا دن ۔ بیان کا دن ۔ خوشی کا دن ۔ غم کا دن ۔ ڈر کا دن ۔ امان کا دن ۔ آرام کا دن ۔ سزا کا دن ۔ راحت کا دن ۔ مشقت کا دن ۔ پیاس کا دن ۔ چھوٹ کا دن ۔ پوشاک کا دن ۔ ننگ کا دن ۔ نقصان کا دن ہے ۔ اس دن ایمان والے اللہ تعالےٰ کی مدد سے خوش ہوں گے ۔ اے اللہ ! ہم اس دن کی برائی سے آپ کے ساتھ پناہ پکڑتے ہیں ۔ اور آپ سے بھلائی مانگتے ہیں ۔ اور ہمیں دنیا میں نیکی دیجئے ۔ اور آخرت میں نیکی دیجئے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچایئے ۔

اکتالیسویں مجلس :۔

عبادت عادت کا چھوڑنا ہے ۔ یہ اس کو منسوخ کر دینے والی ہے ۔ شریعت عادت کو مٹا اور اڑا دیتی ہے ۔ اپنے پروردگارِ اعلیٰ کی شریعت کو مضبوط پکڑو ۔ اور اپنی عادتوں کو چھوڑ دو ۔ عالم عبادت پر قائم ہوتا ہے اور جاہل عادت پر قائم ہوتا ہے ۔ اپنے آپ کو ۔ اپنی اولاد کو اور اپنے گھر والوں کو بھلائی کے کام اور اس پر ہمیشگی کا عادی بناؤ ۔ اپنے ہاتھوں کو روپے کے خرچ کرنے کا عادی بناؤ ۔ اور اپنے دلوں کو اس سے بے رغبتی کا عادی بناؤ ۔ اور اس کو اس کے محتاجوں پر خرچ کرنے سے دریغ نہ کرو ۔ اپنے سے ان کے سوال کو لوٹاؤ مت ۔ کہیں حق تعالےٰ تمہارے سوال کو نہ لوٹا دیں ۔ تمہارے سوال کو کس طرح نہ لوٹا دیں ، جبکہ تم نے اس کے ہدیہ کو لوٹا دیا ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالےٰ کا اپنے بندہ کی طرف ہدیہ اس کے دروازہ پر مانگنے والے کا ہوتا ہے ۔ بدبختی تمہاری ، تم شرم نہیں کرتے اپنے پڑوسی کو تنگدست اور بھوکا چھوڑ دیتے ہو ۔ پھر تم ایک جھوٹے گمان

کے ساتھ اپنی بخشش سے اس کو محروم رکھتے ہو۔ تم کہتے ہو، اس کے پاس سونا چھپا ہے۔ اور وہ تنگدستی ظاہر کرتا ہے۔ تم ایمان کا دعویٰ کرتے ہو، اور سو رہتے ہو، حالانکہ تمہارا پڑوسی بھوکا ہوتا ہے۔ اور تمہارے پاس اتنا ہوتا ہے کہ تمہارے ہاں بچ رہتا ہے۔ اور تم اس کو نہیں دیتے ہو، جلدی ہی تمہارا مال تمہارے ہاتھ سے چھین لیا جائے گا۔ اور جو تمہارے ہاتھ میں ہے، تمہارے سامنے سے اٹھا لیا جائے گا۔ اور غلبہ اور زبردستی سے تم ذلیل اور مغلوب ہو گے۔ اور وہ دنیا جو تمہاری محبوبہ ہے، تمہیں چھوڑ جائے گی۔ دنیا کو اضطرار (مجبوری) سے نہیں، اختیار (پسند) سے چھوڑ دو، اپنے نصیبوں کی طرف نظر کرو۔ اور دوسروں کے نصیبوں کو مت دیکھو۔ جو جان بچا دے، اور ننگ چھپا دے، اس چیز پر قناعت کرو، اس واسطے کہ اگر تمہارے لیے کوئی اور چیز ہے، تو وہ اپنے وقت پر مل جائے گی۔ یہ پاک اور خبردار لوگوں کا کام ہے۔ لالچ اور رسوائی کے بوجھ سے ان کے حالات کو چھپائے رکھو۔ زاہد لوگوں نے دنیا کو پہچانا۔ انہوں نے اس کو پہچان کر اور تجربہ پر ہی چھوڑ دیا ہے۔ انہوں نے پہچان لیا۔ کہ یہ پہلے سامنے آتی ہے، پھر پلٹتی ہے۔ (پہلے) دیتی ہے، پھر چھینتی ہے۔ (پہلے) آجاتی ہے، پھر الگ ہو جاتی ہے۔ (پہلے) پیار کرتی ہے، پھر دشمنی کرتی ہے۔ (پہلے) موٹا کرتی ہے، پھر کھا جاتی ہے۔ (پہلے) سر پر اٹھاتی ہے، پھر اوندھا گراتی ہے۔ (اس) سے اپنے دلوں اور باطنوں کو خالی کرو۔ اس کے پستان سے (دودھ) مت پیو۔ اس کی گود میں مت بیٹھو۔ اس کی زینت، اس کی جلد کی نرمی، اس کی سفیدی، اس کی خوش گفتاری اور اس کے کھانوں کی شیرینی کی وجہ سے اس کی طرف رغبت نہ کرو، یہ زہر ملا کھانا۔ مار ڈالنے والی، جادو کرنے والی، دھوکہ

دینے والی ہے۔ عذاب ہے۔ باقی رہنے اور ٹھہرنے کا ٹھکانہ نہیں ہے۔ ان کے حالات دیکھو۔ جو پہلے اس کے ساتھ رہے۔ ان کے ساتھ اس نے کیا کیا۔ اس کی زیادتی چاہتے ہوئے اپنے آپ کو نہ مار ڈالو۔ چونکہ اس سے جو تمہارے پاس ہے۔ اس سے زیادہ نہ دے گی۔ زیادتی اور نقصان کی طلب چھوڑ دو۔ چین سے رہو۔ ادب اختیار کرو۔ اور قناعت کرو۔ اللہ تعالےٰ نے اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ آپ کا فرمان ہے۔ تمہارا پروردگار مخلوق، روزی اور عمر سے فارغ ہو چکا۔ اور جو کچھ قیامت تک ہونا تھا۔ اسے لکھ کر قلم خشک ہو گیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ جب اللہ تعالےٰ نے قلم کو بنایا۔ فرمایا۔ جاری ہو جا۔ (قلم نے) عرض کیا۔ کاہے سے جاری ہو جاؤں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ میرے اس حکم کے ساتھ جاری ہو جا۔ جو میری مخلوق کے بارہ میں قیامت کے دن تک ہے۔

اگر تم موت کو یاد کرتے تو تمہارا نفس تمہارے سے کہاں بات کرتا۔ اور تمہاری اپنے مولائے کریم کی اطاعت کے سلسلہ میں کہاں مخالفت کرتا۔ لیکن تم نے تو اس کو اپنا امیر اور اپنا سوار بنا رکھا ہے۔ تم نہیں پسند کرتے۔ کہ اس کو موت کی یاد سے مغموم کرو۔ اور نہ یہ اس سے تعرض کرتی ہے۔ اور تم اس کا اس سے تجربہ کرتے ہو۔ تمہیں آگ کی طرف کھینچ لے جائے گا۔ اور تمہارے پاس بھلائی نہیں۔ اے نفس اور طبیعت اور مزے کے بندے۔ تم اپنے باپ آدم علیہ السلام کی نسبت اور جوڑ سے نکل گئے ہو۔ اگر تم نے اپنے نفس کو ایسے دیکھا ہوتا۔ جیسے نیک لوگ اپنے نفسوں کو دیکھتے ہیں۔ تو یہاں سے بھاگ کھڑے ہوتے۔ بدنصیبی تمہاری۔ خبردار ہو جاؤ۔ تم نے اس کا سامان اٹھا رکھا ہے۔ اور اس کے بوجھ تمہارے پر ہیں۔ اور وہ تمہارا سوار ہے۔ تم اسے ایک

جگہ سے دوسری جگہ اٹھائے پھرتے ہو۔ دلی لوگوں نے اپنے نفسوں کو اپنی سواریاں مجاہدوں کا بوجھ اور عبادت کی تکلیفیں بنایا۔ اور ان پر سوار ہوئے۔ اور ان سے (محفوظ) سلامتی کے ٹیلہ پر بیٹھے۔ بے شک، دنیا اور آخرت آکر ان کے سامنے ان کی خدمت میں کھڑی ہوگئی۔ اس کو حکم کرتے ہیں اور ان کو منع کرتے ہیں، آخرت سے اپنے پورے حصے دیر سے لیتے ہیں۔ اور دنیا سے جلدی ہی، اے اس بات کے سننے والو۔ اگر تم اس پر عمل نہ کرو۔ تو قیامت کے دن یہ تمہارے خلاف دلیل ہوگی۔ اور اگر تم نے اس پر عمل کیا۔ تو یہ تمہارے حق میں دلیل ہوگی۔ کہتے ہیں، اگر تم نے سن لیا۔ اور جان لیا۔ تو مزہ۔ گناہ اور غلط کاری کی مجلس میں تمہاری حاضری زیادہ نہ ہوگی۔ چنانچہ تمہاری حاضری جھوٹ غیر درست ہے۔ سزا بغیر جزا ہے۔ برائی بے بھلائی ہے۔ اس قسم کی حاضری سے توبہ کرو۔ فائدہ اٹھانے کی نیت سے حاضر ہو۔ اور تم نے فائدہ اٹھایا ہے۔ اور میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ تمہیں میرے سے فائدہ پہنچائے گا۔ اور تمہارے دلوں، تمہاری نیتوں اور تمہارے ارادوں کی درستگی کر دے گا۔ اور مجھے تمہارے سے حکم کی ادائیگی کی آس ہے۔" اور شاید اللہ اس (طلاق) کے بعد کوئی نئی صورت پیدا کر دیں"۔ عنقریب تم خبردار ہو گے اور جان لو گے۔ اے اللہ! ہمیں بیداروں کی بیداری اور ان کا معاملہ نصیب فرمایئے۔ اور دین و دنیا اور آخرت میں ہمیشہ کی عفو و عافیت اور درگذر و معافی کے ساتھ ان کے حالات میں داخل کر دیجئے اے اللہ! ہمیں اس دن اور ہر دن کی بھلائی نصیب فرمایئے، ہمیں حاضر اور غائب کی بھلائی نصیب فرمایئے۔ اور ہم سے حاضر دُور غائب کی برائی دور فرمایئے۔ اور ہمیں ان بادشاہوں کی بھلائی نصیب فرمایئے، جن کو آپ نے اپنی زمین پر جما دیا ہے۔ اور ہمیں ان کی بُرائی سے کافی ہو جایئے۔ اور بُروں کی برائی سے

اور نافرمانوں کے داؤ سے اور اپنے سب بندوں کی اور اپنی مصیبت کی برائی سے اور ہر زمین پر چلنے والے کی برائی سے کافی ہو جایئے۔

آپ سیدھی راہ پر ہیں۔ بخش دیجئے۔ گناہگاروں کو فرمانبرداروں کیلئے۔ جاہلوں کو جاننے والوں کے لیے اپنے سے غائبوں کو حاضروں کے لیے۔ آپ سے چاہت رکھنے والوں کو عمل کرنے والے کے لیے اور گمراہوں کو ہدایت لانے والوں کے لیے۔ اپنے دلوں سے برابر والوں۔ مقابلوں اور شریکوں کو نکال دو۔ چونکہ اللہ تعالےٰ شریک کو قبول نہیں کرتے۔ خصوصاً اُس دل سے جو اس کے گھر میں ہو۔ حضرات حسن اور حسین علیہما السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھیل رہے تھے۔ اور دونوں بچے تھے۔ اور وہ (رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم) دونوں سے پوری طرح متوجہ ہو کر دونوں سے خوش تھے۔ چنانچہ جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور آپ سے فرمایا: کہ اس کو زہر دی جائے گی۔ اور یہ قتل ہوگا۔ اور آپ کو یہ محض اس لیے فرمایا۔ کہ اس کو آپ کے دل سے نکال دے اور دونوں کے بارے میں آپ کی خوشی ان دونوں پر غم ہو جاتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھلی جانتے تھے لیکن جب آپ کو وہ مشہور و معروف قصہ پیش آیا تو وہ اپنے بے گناہ ہونے اور ان کے گھر والوں کے بے گناہ ہونے کے علم و یقین کے باوجود آپ کے دل میں بُری بن گئیں۔ اس واسطے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے حق تعالےٰ کا مقصد معلوم تھا۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب حضرت یوسف علیہ السلام سے محبت کی۔

اور ہوا جو کچھ ہوا۔ اُن کے اور ان کے درمیان جدائی کر دی۔ اور اس قسم کے بہت سے قصّے اولیا، انبیاء علیہم السلام کو پیش آئے۔ جو حق تعالےٰ کے پیارے ہوتے ہیں نہ کہ غیر۔ کہ ان کے دل اس کے ماسوا سے خوش ہوتے ہیں۔ تمہارے لیے اخلاص لازم ہے۔ اس کے لیے نماز پڑھو۔ نہ کہ اس کی مخلوق کے لیے۔ اس کے لیے روزہ رکھو۔ نہ کہ اس کی مخلوق کے لیے۔ دنیا میں اللہ کے لیے زندگی گذارو۔ نہ کہ اس کی مخلوق کے لیے۔ اور نہ اپنے نفسوں کے لیے۔ اپنی ساری عبادتیں اللہ کے لیے کرو۔ نہ کہ اس کی مخلوق کے لیے۔ نیک اعمال اور اخلاص پر قدرت نہ ہو گی۔ مگر آرزوئیں کوتاہ کرنے سے۔ اور آرزو کوتاہ کرنے پر قدرت نہ ہو گی۔ مگر موت کو یاد کرنے سے۔ اور اس پر قدرت نہ ہو گی۔ مگر پرانی قبروں کو دیکھنے اور ان قبروں والوں اور یہ جن حالات میں تھے۔ ان پر غور کرنے سے۔ بوسیدہ قبروں کے پاس بیٹھو۔ اور اپنے آپ سے کہو وہ سب کھاتے تھے۔ پیتے تھے۔ شادی کرتے تھے۔ پہنتے تھے۔ اور جمع کرتے تھے۔ اب ان کا کیا حال ہے۔ کونسی چیز انہیں فائدہ دیتی ہے۔ سوائے نیک اعمال کے ان میں سے اب ان کے ہاتھ میں کوئی بھی چیز نہیں۔

اے اس شہر کے رہنے والو۔ تم میں ایسے بھی ہیں جو (مرنے کے بعد) اٹھنے اور چلنے کے قائل نہیں۔ دہریہ مذہب کے پیروکار ہیں اور مارے جانے کے ڈر سے اپنے آپ کو چھپاتے ہیں۔ اور میں ان میں سے ایک گروہ کو جانتا ہوں۔ مگر یہ کہ میں تمہیں اللہ تعالےٰ کے حکم سے دکھاتا ہوں اور تمہارے سے چشم پوشی کرتا ہوں۔ اے اللہ! پردہ، معافی، ہدایت اور کفایت دے۔ خرابی تمہاری۔ اس کے اہل نہ بنو۔ تم اپنی

بیوقوفی کی بنا پر اللہ تعالٰے سے لڑائی جھگڑا اور بحث وتمحیص کرتے ہو۔ چنانچہ اپنے ظاہر دین کی پونجی کو خاطر میں لاتے ہو۔ آنکھ بند کرو (دل پر) دستک دو۔ ادب اختیار کرو۔ تم اپنی قدر پہچانو۔ کہ تم کون ہو۔ اور اپنے آپ میں عاجزی اختیار کرو۔ تم غلام ہو۔ اور غلام اور جس چیز کا وہ مالک ہوتا ہے۔ اس کے اپنے لیے نہیں ہوتا۔ اس کے آقا کے لیے ہوتا ہے۔ اس کے لیے واجب ہے کہ آقا کے ارادہ و اختیار کے سامنے اپنا ارادہ ترک کر دے۔ اس کا کہنا آقا کے کہنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ تم اللہ تعالٰے سے توقع اپنے نفس کے لیے کرتے ہو۔ اور اللہ والے اپنے پروردگارِ اعلیٰ سے مخلوق کی خاطر توقع کرتے ہیں۔ اس سے انہی کے لیے مانگتے ہیں۔ اور اس پہ انہی کی وجہ سے اصرار کرتے ہیں۔ وہی ہیں، جنہوں نے مخلوق کو چھوڑ دیا۔ اور اپنے دلوں کو مخلوق سے پاک کر لیا۔ ان کے دلوں میں مخلوق کا ایک ذرہ بھی نہیں رہتا۔ ان کا ٹھہراؤ اسی کے ساتھ۔ اس کے لیے اور اسی کے ذریعہ سے ہے۔ وہ بغیر تنگی پوری کشادگی میں ہیں اور بغیر رسوائی پوری عزت میں ہیں۔ اور بغیر محرومی پوری بخشش میں ہیں اور بلا رشک پوری شنوائی میں ہیں۔ اور بغیر لوٹانے کے پوری قبولیت میں ہیں۔ اور بغیر غم کے پوری خوشی میں ہیں۔ اور بغیر عاجزی کے زور والے ہیں۔ بغیر کمزوری طاقت والے ہیں۔ بغیر محرومی نعمت والے ہیں۔ انہوں نے بزرگی والی پوشاک پہن لی ہے۔ اور اس (اللہ تعالٰے) نے ان کے دلوں کے ہاتھوں میں سپرداری، طاقت اور تکوین کی توفیق حوالہ کر دی ہے۔ تکوین ان کے ہاتھوں میں ایسا خزانہ بن گئی ہے۔ جو ختم نہ ہو۔ اور ایسا مددگار جو مشقت میں نہ ڈالے۔ جب

ڈرتے ہیں۔ ان کی امان بڑھا دیتا ہے۔ جب۔ پیچھے ہوتے ہیں ان کو آگے کر دیتا ہے۔ ان کی بات سنی جاتی ہے۔ اور ان کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔ اس نے مخلوق کی عقل و سمجھ سے بالا دنیا اور آخرت کا قبضہ ان کے حوالے کر دیا ہے۔ آسمانی کائنات میں "عظیم" سردار کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جس نے علم سیکھا اور اس پر عمل کیا۔ وہ آسمانی کائنات میں "عظیم" سردار کے نام سے پکارا گیا۔ جس چیز میں اور جس چیز پر تم ہو۔ (ذرا) سوچو۔ پس اگر تم دیکھو۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے۔ تو اسے لازم پکڑو۔ اور اگر تم دیکھو۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مخالف ہے تو اس کو چھوڑ دو اپنے کھانے میں۔ اپنے پہننے میں۔ اپنے شادی کرنے میں۔ اپنی خاموشی میں۔ اپنی بات میں۔ اپنے چلنے میں اور اپنے ٹھہرنے میں پرہیزگاری اختیار کرو۔

جو تمہارے پاس ہے اس کو چھپاؤ۔ پس اگر تمہیں اس کی کسی دوسرے نے خبر دی ہے۔ اس کا بوجھ تمہارے پر ہوگا۔ اور اگر تم نے اپنی طرف سے خبر دی ہے تو تمہیں سزا ملے گی۔ پس ادب یہی ہے کہ خبر دینے والے تمہارے سوا اور کوئی ہو، تم نہ ہو۔ ایک نیک وہ ہے جو اپنے ساحل کی عبادت گاہ میں اپنی آستین کے سوراخ کے باطن میں سر مراقبہ میں کیے اپنے پروردگار اعلیٰ سے مانوس بیٹھا ہے۔ اس کو یاد کرتا ہے۔ جب اس کے پاس سے نیک انسانوں۔ جنوں اور فرشتوں میں سے کوئی گزرنے والا گزرتا ہے۔ تو اس کو کہتا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ اور تمہاری اس سے محبت اور تمہاری اس کی یاد کی نعمت ہے۔ اے پاکباز۔ اے ایثار کرنے والے۔ اے پرہیزگار۔

اے خبر دینے والے۔ اے اخلاص والے۔ اے احسان کیے گئے۔ اور وہ اس کی طرف اپنا سر بھی نہیں اٹھاتا۔ اور جو کچھ اس سے سنا۔ اس کا اپنے دل سے اعتبار بھی نہیں کرتا۔ جو یہاں بولتے ہیں۔ خرید و فروخت کرتے ہیں۔ وہ یہ یکے بعد دیگرے سنتا ہے۔ اور ایسے گویا اس نے یہ سنا ہی نہیں۔ اور اس کی مثال ایسی ہے کہ جب اس میں سے کوئی مخلوق کی طرف لوٹتا ہے تو دنیا کے شفاخانہ میں ان کے لیے معالج ہوتا ہے۔ اس کی دوائیاں فائدہ کرنے والی کام کی ہوتی ہیں۔ اور اس کا سرمہ دلوں کی آنکھوں کا بہنا بند کر دیتا ہے اور اس کی بیماریاں دور کر دیتا ہے۔ وہ عافیت والا ہوتا ہے۔ اس سے عافیت چاہی جاتی ہے۔ زندہ ہوتا ہے۔ اس سے زندگی چاہی جاتی ہے۔ نور ہوتا ہے اور اس سے روشنی چاہی جاتی ہے۔ اس کا پیٹ بھرا جاتا ہے۔ پینا ہوتا ہے پس اس سے سیرابی حاصل کی جاتی ہے۔ سفارش کرنے والا ہے اس کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔ کہنے والا ہوتا ہے۔ اس کی بات مانی جاتی ہے۔ حکم دینے والا ہوتا ہے۔ اس کا حکم بجالایا جاتا ہے۔ منع کرنے والا ہوتا ہے۔ اس کا باز رکھنا مانا جاتا ہے۔ اپنے دلوں کی باتیں چھپاتے ہیں۔ اپنے معارف و علوم چھپاتے ہیں۔ ان کے دلوں کے دروازے ان کے پروردگار اعلیٰ کے قرب کے گھر کی طرف رات اور دن کھلے ہوئے ہوتے ہیں اور ان کے پاس دلوں کی مہمانی کا گھر ہوتا ہے۔ اور ان کے دل رات اور دن حق تعالٰے کے دردد کی سماعت میں ہوتے ہیں اور دل جب درست ہوتا ہے تو وہ صحیح ہوتا ہے۔ سب کچھ جان لیتا ہے۔ اس سے بیخ نکلتا ہے۔ اور سب اسے بڑھ جاتا ہے۔ سب نیکیوں میں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا جس میں اللہ تعالٰے

نے ان کے لیے ساری خوبیاں جمع کر دیں۔ کہتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے اس کو بہشت کے پودوں میں سے لیا۔ اور اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حوالہ کر دیا۔ جبکہ وہ فرعون کے (ڈر سے) بھاگے۔ اور کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کے حوالہ کیا۔ جنہوں نے اس کو ان کی طرف منتقل کیا۔ اور اللہ تعالٰے نے اس کو مخلوق کے لیے معجزہ بنا دیا۔ اور ان کی (حضرت موسیٰ علیہ السلام) نبوت کے لیے طاقت اور صحت۔ اور ان کو وہ چیز جس کے ساتھ وہ خاص تھا۔ اور دیگر چیزیں بخشیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب تھک جاتے تو اپنے جانور کی طرح اس پر سوار ہو جاتے۔ اور جب ان کو رکاوٹ ہوتی۔ تبھی پل بن جاتا جس پر سے وہ گزر جاتے۔ جب آپ کا دشمن آتا۔ ان کی طرف سے اس کا مقابلہ کرتا۔ ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک بیابان جنگل میں اکیلے سوائے پروردگار کے بغیر دوست بکریاں چرا رہے تھے۔ چنانچہ نیند کا غلبہ ہوا۔ پس جب بیدار ہوئے تو عصا کے سر (لاٹھی کی چوٹی پر) خون کا نشان دیکھا۔ سو آپ نے اپنے گرد تلاش کی تو ایک بڑا سانپ مرا پڑا دیکھا۔ جس پر آپ نے اس (عصا لاٹھی) کا اپنے سے دور کرنے پر اللہ کا شکر کیا۔ اور جب آپ کو بھوک لگتی تو اس وقت وہ درخت بن جاتا اور پھل لے آتا۔ اور وہ بقدرِ ضرورت کھا لیتے۔ اور جب آپ کو سورج کی دھوپ تنگ کرتی آپ اس کو اپنے پہلو میں چھوڑتے تو وہ ان کے لیے سایہ کرتا۔ اسی طرح یہ بندہ۔ جب اس کا دل صحیح ہو جاتا ہے اور اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے قابل ہو جاتا ہے تو اللہ تعالٰے اس میں مخلوق کے لیے عام طور پر اور اس کے لیے خاص طور پر فائدہ رکھ دیتے ہیں۔ فائدہ خاص اور عام ہے،

جو ظاہر ہے وہ مخلوق کے لیے ہے۔ اور جو چھپا ہُوا ہے۔ اس کے لیے ہے۔ جو سامنے ہے مخلوق کے لیے ہے۔ اور جو چھپا ہُوا ہے۔ اس کے لیے ہے۔ اور یہ بات۔ اوّل اس کا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ اور آخر اس کا تعریف و مذمت۔ بھلائی برائی۔ فائدہ و نقصان لینے لوٹانے۔ مخلوق کے آگے آنے اور ان کے پیچھے ہٹنے کا برابر ہونا ہے۔ اوّل کو صحیح کرو تاکہ دوسرا بھی صحیح ہو جائے۔ جب تمہارا قدم پہلی سیڑھی پر نہ جما تو دوسری کی طرف کیسے بڑھے گا۔ نیک اعمال کا دارو مدار ان کے خاتمہ پر ہی ہے۔ تمہارا قول لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) دعویٰ ہے پس دلیل کہاں ہے۔ اور وہ حکمِ شریعت کو پکا کرنا اور ان کو ان کے حقوق دینے کے ساتھ توحید و اخلاص ہے۔ اور موحد کے پاس جو کچھ ہے۔ اس کے لیے بادشاہ سے بہتر ہے اور شیطان کی طرف سے نہیں ہے۔ وہ اس سے روگردانی کرتا ہے اور اپنے دل سے اپنے پروردگارِ اعلیٰ پر جما ہُوا ہے۔ حق تعالےٰ کے الٹ پھیر اور کاموں کو خود میں دیکھتا ہے اور اس کی مخلوق جو قضا و قدر کے پچھاڑے ہیں دونوں کو دیکھتا ہے کہ کس طرح کھلتے اور دیکھتے ہیں۔

مخلوق کو کمزوری و عاجزی، بیماری و تنگدستی اور ذلت و موت کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ اس کے لیے نہ دوست ہے اور نہ دشمن اور نہ اس کے لیے کوئی دعا کرتا ہے۔ اور نہ اس کے لیے کوئی بد دعا کرتا ہے۔ جب پروردگارِ اعلیٰ کسی شخص کے حق میں اس کو بددعا کے لیے گویا کرتا ہے تو اس شخص کے لیے بد دعا کرتا ہے۔ اور اگر اس کو کسی شخص کے حق میں دعا کے لیے گویا کرتا ہے تو اس شخص کے لیے دعا کرتا ہے۔ وہ حق تعالیٰ

کے امر و نہی (حکم اور منع) کے ماتحت ہے ۔ دل اس کا ان فرشتوں کے ساتھ ہے جن کے حق میں اللہ تعالٰے نے ارشاد فرمایا ہے "ہم کو اس اللہ نے گویا کر دیا ہے جس نے ہر چیز کو گویا کیا ہے" اس طرح گویا ہوتا ہے جس طرح قیامت کے دن ہاتھ پاؤں گویا ہوں گے۔ پس جب ان کو انہی میں کا کوئی سرزنش کرتا ہے۔ کہتے ہیں، ہمیں اس خدا نے گویا کر دیا ہے جس نے ہر چیز کو گویا کیا ہے۔ جو بندہ اس مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ وہ اپنی ذات سے فانی ہو جاتا ہے اور اپنے پروردگارِ اعلٰی کی ذات کے ساتھ موجود ہوتا ہے۔ اے اللہ! ہمارے لیے ہماری دعاؤں کو درست فرما دیجئے۔ اور ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دیجئے اور دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔

بیالیسویں مجلس :-

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا، خرابی ہے اس شخص کے لیے جس نے اپنے کنبہ کو بھلائی کے ساتھ چھوڑا۔ اور خود اپنے پروردگار کے سامنے برائی کے ساتھ آیا۔ میں تمہارے میں سے بہت سے لوگوں کو اس طرح پر دیکھتا ہوں۔ روپے پیسے بدپرہیزی کے ہاتھ جمع کرتے ہیں۔ اور ان کو اپنے بیوی بچوں کے لیے چھوڑ جاتے ہیں۔ ان کو ان کے حوالہ کرتے ہیں۔ اور حساب ان کے ذمہ ہوتا ہے۔ اور سیری دوسروں کے لیے ہوتی ہے اور غم ان کے لیے ہوتا ہے اور خوشی دوسروں کے لیے ہوتی ہے۔ اے دنیا کو دوسروں کے لیے چھوڑنے والو! اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنو۔ ان کے لیے حرام مت چھوڑو۔ پس تم

اللہ تعالےٰ کی خدمت میں برائی۔ عذاب اور سزا کے ساتھ حاضر ہو۔ منافق اپنی اولاد کو اس مال کے حوالے کرتا ہے، جو اس نے اس کے لیے پیدا کیا۔ اور مومن اپنی اولاد کو اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے حوالہ کرتا ہے۔ اگر وہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، کو پیدا کرتا۔ تو ان کو اس پیدا کردہ کے حوالہ نہ کرتا۔ وہ بڑا ہے۔ اور اس نے جانا ہے کہ بہت سے لوگوں نے اپنی اولاد کو لوگوں کے چھوڑے ہوئے مال کے حوالہ کیا ہے، چنانچہ وہ ضائع ہوئے، تنگدست بنے اور لوگوں سے اکتا گئے۔ اور جو کچھ انہوں نے چھوڑا تھا اس سے برکت اٹھ گئی، برکت اس لیے چلی گئی۔ کہ وہ (مال) بدپرہیزی کے ہاتھ جمع کیا تھا اور اس لیے کہ انہوں نے اس پر اعتماد کیا تھا اور اپنی اولاد کو اس کے حوالہ کیا جس کے لیے ان کو چھوڑا۔ اور اپنے پروردگارِ اعلیٰ کو بھول گئے، منافق مخلوق کا بندہ۔ روپے پیسے کا بندہ۔ زور۔ طاقت اور حصتوں کا بندہ۔ مالداروں، بادشاہوں کا بندہ ہوتا ہے۔ اور بادشاہ اس کے دشمن ہوتے ہیں جو ان کو ان کے پروردگار کی طرف بلاتے۔ اور اس کے سامنے ان کو ذلیل کرے۔ اور ان کے سامنے اس چیز کو کھولے جس میں وہ ہیں، ایمان والے تنگی میں، تکلیف میں، سختی میں، نرمی میں، نعمت میں، تنگدستی میں اور محرومی میں، صحت میں۔ بیماری میں، غریبی میں، امیری میں، مخلوق کے رُخ کرنے میں اور ان کی بے رخی میں اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے ساتھ قائم رہتے ہیں، اپنے تمام حالات میں ایک لحظہ کے لیے بھی اس کو اپنے دل سے دُور نہیں کرتے، تابعدار ہیں، حکمبردار ہیں، آرام پاتے والے۔ راضی رہنے والے، موافقت کرنے والے اور لڑائی جھگڑا کو چھوڑنے والے اور دور رہنے والے۔

ہیں۔ ان کو محض امرونہی ہی موافق آتی

ہے۔ اپنے تمام کارناموں میں قرآن وحدیث سے فتوے لو۔ جب تمہیں اپنے دن کے معاملہ میں کوئی مشکل پیش آئے۔ تو تم کہو۔ اے قرآن تم کیا کہتے ہو۔ اے حدیث۔ تم کیا کہتی ہو۔ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے بھیجنے والے کی راہ بتائی۔ آپ کیا فرماتے ہیں۔ جب تم نے ایسا کیا تو تمہاری مشکل حل ہو جائے گی۔ اور تمہاری تاریکی ختم ہو جائے گی۔ جب تمہیں کسی چیز میں مشکل پیش آئے تو اس کے بارہ میں ظاہر میں شریعت والوں سے پوچھو۔ اور باطن میں اپنے دل سے پوچھو۔ اور اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض کو فرمایا۔ اپنے دل سے فتویٰ لو۔ کہ اس میں کیا چیز پھرتی ہے۔ اور اگر فتویٰ دینے والے تمہیں فتویٰ دے چکے ہیں۔ تو لوگوں کے سامنے آؤ۔ ان سے فتویٰ لے۔ اور اگر وہ فتویٰ دیں۔ جو تم نے کیا۔ تو تمہیں ظاہر کے مفتیوں سے فتوے لینے کے باوجود گمان کیوں۔ تمہارے دل اور درباتوں میں کیا پردہ۔ پھر تم فرشتہ کے پاس جاؤ۔ کیا کہتا ہے۔ اور اگر موافق ہو۔ تو موافقت بہت اچھی۔ اور اگر اس نے مخالفت کی۔ تو اپنی بات کے بغیر اس کی بات کی پابندی کرو۔ اگر تم مالک کا ہمیشہ ساتھ چاہتے ہو تو فرشتہ سے الگ ہو جاؤ۔ فرشتہ مالک سے پردہ ہے۔ موجود صورت ہی مخلوق سے دلوں۔ باطنوں اور معنوں کے لیے قید ہے۔ جس سے اللہ تعالےٰ بڑی نیکی کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو قید کرتے ہیں۔ اور اس کو اس کے دل کے قدموں پر اپنے سامنے کھڑا کر لیتے ہیں۔ اور اس کے لیے دو پر پیدا فرما دیتے ہیں۔ جن کے ذریعہ ان کے علم کی ہوا میں اڑتا ہے۔ پھر اس کے قرب کے برزخ میں پناہ لیتا ہے اور باوجود اس کے اس پر رعب ڈالتا ہے۔ اور مطلب اور غرور جس میں وہ لگا ہے۔ کے چھوڑنے میں غیرت کے ہاتھ کی نجات ہے۔ اگرچہ

جو کچھ وہاں ہے۔ اس کو جاننے کے بعد اس کا بازو کوتاہی کرے۔ اور اس کو اس کی معرفت سے رد کرے۔ جب تک بندہ دنیا میں رہتا ہے اس کے لیے ڈر اور غرور کا چھوڑنا ضروری ہے۔ اور اگر کسی حالت کو پہنچ گیا، پہنچ جائے۔ اس واسطے کہ دنیا تغیّر و تبدیلی کا گھر ہے اور آخرت اقامت کا گھر ہے۔ اس میں نہ تغیّر ہے نہ تبدیلی۔ خرابی تمہاری۔ دل کی رسائی کا دعویٰ کرتے ہو۔ حالانکہ وہ دروازوں اور بندشوں کے پیچھے بیڑی اور بوجھ میں قید پڑا ہے۔

کھرے کھوٹے کے لیے دوسرے کے پاس جاؤ۔ کسی چیز کے ساتھ تمہارے لیے درست نہیں۔ اور اگر تم اس لیے آؤ۔ کہ میرے سے کھرے کھوٹے کی پرکھ کرا لو، تو تم مت آؤ۔ اس واسطے کہ مشقت اٹھاؤ گے اور مَیں تمہارے سے تمہاری کھوٹی پونجی نہ لوں گا۔ اور اگر تم اس لیے آؤ، کہ مَیں تمہارا سونا رکھ لوں۔ اور شبہ۔ چاندی اور تانبہ سے نکال دوں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ والے تو صراف ہوتے ہیں۔ دین کے مال کی پرکھ کرتے ہیں۔ اور اچھے اور خراب میں اور جو اللہ تعالےٰ کے لیے ہے۔ اور جو مخلوق کے لیے ہے۔ مَیں فرق کر دیتے ہیں۔ اللہ والے پیغام دینے لینے والے، دوست، معالج، عمل کرنے والے اور ہاتھ کی محنت کرنے والے ہوتے ہیں اور سب اپنے پروردگارِ اعلیٰ کا لحاظ کرتے ہیں۔

اے لوگو! اپنے پروردگارِ اعلیٰ کو جواب دو۔ اور اس کو اس کی مخلوق کے بارہ میں جواب دو۔ اس کو جواب دو۔ اور مخلوق کو اس کی راہ بتاؤ۔ تاکہ تمہارے ساتھ اس کو جواب دے۔ اس سے غافل رہنے والوں کو یاد دلاؤ۔ ان کو ان پر اس کے احسان یاد دلاؤ۔ تاکہ تم اس سے محبت

کرو۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو حکم فرمایا۔ اے داود! مجھے میری مخلوق کا پیارا بنا دو۔ حالانکہ جس کے لیے چاہتا ہے۔ اس کی محبت کا علم اس کو پہلے سے ہو چکا ہوتا ہے۔ اور جو اس سے پیار کرتا ہے اس کا علم بھی اس کو پہلے سے ہو چکا ہے۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام کو خود کو اپنی مخلوق کا پیارا بنا دینے کا حکم دیا۔ تاکہ تمہارے لیے علمِ قدیم ظاہر ہو جائے۔ جب تم کسی اندھیرے گھر میں ہوتے ہو۔ اور تمہارے پاس چقماق اور رگڑ ہوتی ہے۔ اور تم رگڑتے ہو۔ کیا آگ ظاہر نہیں ہوتی۔ جو اس چقماق میں پہلے سے تھی۔ لیکن رگڑ نے اس کو ظاہر کر دیا۔ اسی طرح سے حق تعالےٰ کی تکلیفیں مخلوق کے بارہ میں علمِ قدیم کو ظاہر اور بیان کر دیتی ہیں۔ امر و نہی نیک بندے کو گنہگار بندہ سے علیحدہ کر دیتے ہیں اور پورا کرنے والے کی تکلیف کی کوشش بھی امر و نہی ہے۔ پورا دینے والا مقروض بُرے مقروض سے پہچانا جاتا ہے۔ پہلے زمانہ میں برائی والے تھوڑے تھے اور وہ آج تھوڑوں سے بھی تھوڑے ہیں۔ مومن اللہ تعالےٰ سے محبت ہی کرتا ہے۔ اگرچہ اس کی آزمائش کرے۔ اور اگرچہ اس کا کھانا۔ پینا۔ پہننا۔ عزت پانا۔ صحیح رہنا کم کر دے۔ اور اس سے مخلوق کو دور کر دے۔ اور اس کے دروازہ سے بھاگتا نہیں۔ بلکہ اس کی دہلیز سے چمٹا رہتا ہے۔ جب دوسرے کو دیتا ہے اور اس کو محروم رکھتا ہے۔ تو نہ وحشت کھاتا ہے اور نہ اعتراض کرتا ہے۔ اگر اس کو دیتا ہے، شکر کرتا ہے۔ اور اگر روک لیتا ہے صبر کرتا ہے۔ اس کا مقصود بخشش نہیں ہے۔ اس کا مقصود اس کو دیکھنا۔ اس کی نزدیکی اور اس کے ہاں جانا ہے۔ اے جھوٹو! سچا سچے کو لوٹاتا نہیں اور مصیبت پر مظاہرہ نہیں کرتا۔ بغیر جھوٹ۔ قول۔ عمل۔ دعویٰ اور دلیل کے

پر سچ کو دیکھتا ہے۔ اپنے محبوب سے سیدھے بچے۔ تیروں کی بنار پر پلٹتا۔ ہٹتا نہیں۔ بلکہ اپنے سینے پر لیتا ہے۔ کسی چیز کی محبت اندھا اور بہرہ بنا دیتی ہے جو کوئی اپنی مانگی چیز کو جان لیتا ہے۔ اس پر خرچ کرتا ہے۔ آسان ہو جاتا ہے۔ سچا پیار کرنے والا۔ اپنے محبوب کی تلاش میں ہمیشہ خطرات میں گھس جاتا ہے۔ اگر اس کے سامنے آگ ہو۔ اس میں گھس جاتا ہے۔ ایسی چیز سے بھڑ جاتا ہے۔ جس پر دوسرا جسارت نہیں کرتا ہے۔ اس کا سچ اس کو اس مصیبت پر ابھار دیتا ہے۔ جس سے سچے اور جھوٹے میں تمیز ہو جاتی ہے۔ ایک بزرگ نے کیا اچھی بات کہی ہے کہ دوست دشمن سے رضامندگی میں نہیں ناراضگی میں ظاہر ہوتا ہے۔ مصیبتوں اور تکلیفوں میں ایمان والیقان اور علم و معرفت ظاہر ہو جاتی ہے۔ مغز اور چھلکا میں تمیز ہو جاتی ہے۔ اس میں جو موافق ہو۔ مغز ہے۔ اور جو اس میں لڑائی جھگڑا کرے۔ چھلکا ہے۔ اپنے پروردگارِ اعلیٰ سے موافقت کرنے والا مخلوق کو اپنے دل سے نکال دیتا ہے۔ پس مغز بغیر چھلکا رہ جاتا ہے جس سے یقین کی آنکھ سے اپنی توحید و توکل۔ عقیدت و ارادت کو مضبوط کیا۔ وہ اللہ تعالےٰ کے راستہ سے ہٹتا نہیں ہے۔ اور نہ اس کے دروازہ سے بھاگتا ہے۔ پایہ صدق و استقامت پر محبوبِ خدا بنا رہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ والے آرزو کرتے ہیں۔ کہ نہ دنیا و آخرت کو۔ نہ انسانوں کو۔ نہ جنوں کو اور نہ فرشتوں کو دیکھیں۔ آرزو کرتے ہیں کہ اپنی آنکھوں سے کسی کو نہ دیکھیں۔ اور نہ کسی کی آنکھیں ان کو دیکھیں۔ جیسے کہ محب جب وہ اپنے محبوب کو پا لیتا ہے۔ پسند کرتا ہے۔ کہ نہ اس کو اس کی تنہائی کی دیواریں دیکھیں اور نہ اس کے گھر کی اینٹیں۔ چاہتا ہے۔ نہ اس کو

کنگھی کرنے والی دیکھے اور نہ جننے والی ۔ اوروں کے سوا اسی سے پیار کرتے ہیں ۔ اسی کی رضامندگی چاہتے ہیں ۔ نہ دنیا و آخرت ۔ نہ دین و بخشش ۔ نہ تعریف و ستائش ۔ اور یہ نایاب سے بھی نایاب چیز ہے ۔ تم اپنی جانوں ۔ اپنے مزوں ۔ اپنی لذتوں کو پسند کرتے ہو ۔ اور اس کا چہرہ تو تم سے چھپا ہے اس وقت تم کامیاب نہ ہو گے ۔ اور اپنے پروردگارِ اعلیٰ کی نزدیکی کا منہ نہ دیکھو گے ۔ کھانے ۔ پینے ۔ پہننے اور شادی کرنے کا کتنا فکر کرتے ہو ۔ تم زیادہ اسی کی بات کرتے ہو ۔ یہاں تک کہ اپنی مسجدوں میں اپنے بیٹھتے وقت ۔ وہ تمہارے حق تعالےٰ کو یاد کرنے کے گھر ہیں ۔ مسجدیں اللہ تعالےٰ کو یاد کرنے والوں سے خوش ہوتی ہیں ۔ اور غیر اللہ کو یاد کرنے والوں سے بیزار ہوتی ہیں ۔ سب سے زیادہ تم بھوک اور تنگدستی سے ڈرتے ہو ۔ اگر تم کو یقین ہوتا ۔ اس قسم کی چیزوں کو نہ سوچتے ۔ تم اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے ارادہ کے موافق بن جاؤ ۔ اگرچہ تمہیں بھوکا رکھے ۔ چنانچہ اپنے دل کی خوشی سے صبر کرو ۔ اگر تمہارا پیٹ بھر دے ۔ تو اس کا شکر کرو ۔ وہ تمہاری بہتری کو خوب جانتا ہے ۔ اس کے ہاں کنجوسی اور کمی نہیں ہے ۔ قصہ بیان کرتے ہیں کہ ستر نبی علیہم السلام ملتزم اور مقام کے درمیان مدفون ہیں ۔ جن کو بھوک اور چیچڑیوں نے مار ڈالا ۔ اس واسطے نہیں ۔ کہ اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہ تھی ۔ جس سے ان کا پیٹ بھرتا ۔ بلکہ اس نے ایسا پسند کیا ۔ اور ان سے اس پر راضی ہوا ۔ یہ ان سے ان کو بلند کرنے کے لیے کیا ۔ نہ کہ ان کو بے عزت کرنے کے لیے ۔ بلکہ اس لیے کہ دنیا اس کے سامنے ہیچ ہے ۔ اس واسطے بندہ جب مخلوق میں سے اس کے سوا دوسرے کا ارادہ کرتا ہے ۔ تو اس سے اپنا ارادہ ہٹا دیتا ہے ۔ اور اس کے اور چیزوں کے درمیان

پردہ کر دیتا ہے تاکہ اس کی طبیعت کی آگ دب اور بجھ جائے۔ اور اس کی روح دنیا کے مقام پر منتقل ہو جائے۔ اور اس آخرت کا شوق رکھے۔ جس میں اس کا پروردگارِ اعلیٰ ہے۔ چنانچہ وہ موت کی آرزو کرتا ہے۔ تاکہ اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے ساتھ تنہا ہو جائے۔ زیادہ غالب اور عام یہی ہے اور جو نادر ہے۔ پس وہ اس کی مخلوق میں سے گنتی کے لوگ ہیں۔ دوسرا معنی کے اعتبار سے گنتی اور شمار سے باہر ہیں۔ ان کو ایسے کام کے لیے پیدا کیا۔ جس کو وہ جانتا ہے۔ صحبت۔ نیابت۔ سعادت اور اس کی طرف مخلوق کی دلالت کے لیے۔ ان کو مشرق، مغرب اور سمندر میں چھپاتا ہے۔ مخلوق سے اپنی زبانوں سے مخاطب ہوتے ہیں۔ ان کو اپنا نائب بنایا ہے۔ پس وہ نہ زندگی کی آرزو کرتے ہیں نہ موت کی۔ اس میں وہ اپنے ارادہ سے خالی ہیں۔ ان کا ارادہ موقوف ہو گیا اور ان کے دل مطمئن ہو گئے۔ اور خواہشاتِ نفسانی ختم ہو گئیں۔ ان کی طبیعتوں کی آگ بجھ گئی۔ اور ان کو ان کے شیطانوں سے دور کر دیا۔ اور دنیا ان کے لیے ذلیل ہو گئی۔ اور اس کو ان پر کوئی اختیار نہ رہا۔ اور یہ اس لیے کہ یہ ہر نادر سے بھی نادر ہے۔

حق تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ اور اس کی مخلوق میں سے اس کی محبت کرنے والے ہیں۔ اے لوگو! تم محبت کرنے والے نہ ہو تو محبت کرنے والوں کی خدمت کرو۔ اور محبت کرنے والوں کے قریب ہو جاؤ۔ محبت کرنے والوں کو محبت کرو۔ محبت کرنے والوں سے حسنِ ظن رکھو۔ ایک پوچھنے والے نے اس کو پوچھا۔ تم پہلی بار محبت کو اضطراری پاتے ہو کہ اختیاری۔ فرمایا۔ گنتی کے لوگ ہیں کہ حق تعالیٰ ان کی طرف نظر کرتے ہیں تو ان سے محبت کرتے ہیں۔ اور ان کو ایک لحظہ میں ایک چیز سے دوسری چیز کی طرف نقل کرتے

ہیں۔ جو محبت ان سے ایک گھڑی کرتے ہیں۔ سالوں کے بعد ان سے محبت زیادہ نہیں ہوتی۔ بس وہ ان سے بطور ضرورت محبت کرتے ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ جو نعمتیں ان کے پاس ہیں اسی کی طرف سے ہیں۔ نہ کہ دوسرے کی طرف سے۔ وہ اس کی اپنے لیے مہربانی، پرورش اور بخشش دیکھتے ہیں۔ پس ان سے بلا تاخیر و تقدم۔ بغیر درجہ بندی اور بغیر وقت گزاری محبت کرتے ہیں اور جنہوں نے پسند کیا ہے کہ محبت کرنے والے اللہ تعالیٰ کو اس کی ساری مخلوق پر ترجیح دیتے ہیں۔ پھر دنیا اور آخرت پر ترجیح دیتے ہیں۔ حرام اور شبہ والی چیزوں کو چھوڑتے ہیں۔ حلال چیزوں کی کمی کرتے ہیں۔ اور موجودہ کو ترجیح دیتے ہیں۔ لحاف۔ بستر۔ نیند اور چین کو چھوڑتے ہیں۔ "اور ان کی کروٹیں سونے کی جگہ سے جدا رہتی ہیں" نہ ان کی رات رات ہے اور نہ ان کا دن دن ہے۔ کہتے ہیں۔ ہمارے معبود۔ ہم نے سب کو اپنے دلوں کے پس پشت چھوڑا۔ اور ہم آپ کی طرف جلدی چلے آئے۔ تاکہ آپ راضی ہوں۔ اپنے دلوں کے قدموں سے اس کی طرف چلتے ہیں۔ اور کبھی اپنے باطن کے قدموں سے۔ کبھی اپنی ارادت کے قدموں سے۔ کبھی اپنی ہمت کے قدموں سے۔ کبھی اپنی سچائی کے قدموں سے۔ کبھی اپنے محبت کے قدموں سے۔ کبھی اپنے شوق کے قدموں سے۔ کبھی اپنی عاجزی و انکساری کے قدموں سے۔ کبھی اپنے ڈر کے قدموں سے۔ اور کبھی اپنی امید کے قدموں سے۔ یہ سب کچھ اس کی محبت اور اس کی ملاقات کے شوق کی بنا پر ہے۔ اے پوچھنے والے! کیا تم ان میں سے ہو۔ جو اللہ تعالیٰ سے اضطراری اور اختیاری طور پر محبت کرتا ہے۔ سو اگر نہ یہ ہے۔ اور نہ وہ ہے تو خاموش ہو جاؤ۔ اور اسلام کی درستگی میں لگ جاؤ۔ کاش

کہ تمہارا اسلام و ایمان درست ہو جاتا۔ کاش تم آج یا کل کافروں اور منافقوں کے گروہ سے نکل جاتے۔ کاش کہ تم مخلوق اور اسباب سے شرک کرنے والوں اور حق تعالےٰ سے لڑنے جھگڑنے والوں کی مجلس سے اٹھ کھڑے ہوتے۔ تم توبہ کرو۔ اور بادشاہوں کے خزانوں اور بھیدوں کے پیچھے نہ پڑو۔ حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس نے اپنی قدر نہ پہچانی۔ اس کو قدروں نے اس کی قدر پہچنوا دی۔ اپنے قدر کا انکار کرنے کی بجائے اپنی قدر کو مان لینا تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے۔ چونکہ جاہل اپنی قدر سے اور دوسرے کی قدر سے جاہل ہوتا ہے۔ اے اللہ! ہمیں دعوےٰ کرنے والے جھوٹے جاہلوں میں سے مت کیجئے۔ اے اللہ! ہمیں اپنے مخلوق کے خواص میں سے بنائیے۔ اور ہمیں دنیا میں اور آخرت میں نیکی دیجئے۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔

تینتالیسویں مجلس :۔

تمہارے میں توحید کتنی کم ہے۔ اللہ تعالےٰ کی رضا مندگی کتنی کم ہے۔ الّا ماشاء اللہ کوئی ہی بیماری ہو گی جس میں جھگڑا اور غصہ نہ ہو۔ تمہارا اسباب اور مخلوق سے شرک کرنا کتنا زیادہ ہے۔ تم نے فلاں فلاں کو اللہ تعالےٰ کے علاوہ رب بنا رکھا ہے۔ جن کی طرف نقصان و نفع۔ اور دینے اور روکنے کو منسوب کرتے ہو۔ ایسا مت کرو۔ اپنے پروردگارِ اعلیٰ کی طرف رجوع کرو۔ اپنے دلوں کو اس کے لیے فارغ کرو۔ اس کے سامنے گڑگڑاؤ۔ اور اس سے اپنی حاجتیں مانگو۔ اپنی مشکلات میں رجوع کرو۔ تمہارے لیے دوسرا دروازہ نہیں۔ سارے دروازے بند پڑے ہیں۔ اس کے

ساتھ خالی جگہوں میں تنہا ہو جاؤ۔ اس سے باتیں کرو۔ اس کو اپنے ایمان کی زبانوں سے مخاطب کرو۔ تمہارے میں سے ہر ایک کو جب اس کے گھر والے سو جائیں اور مخلوق کی آوازیں خاموش ہو جائیں۔ چاہیئے۔ کہ پاکی حاصل کرے۔ اور اپنی پیشانی کو زمین پر رکھے۔ اور توبہ کرے۔ اور معذرت کرے۔ اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرے۔ اور اس کی عطا کے پیچھے ہو جائے۔ اور اپنی حاجتیں مانگے۔ اور اس سے ہر اس چیز کا شکوہ کرے۔ جس سے اپنا دل تنگ پاتا ہے۔ وہ تمہارا پروردگارِ اعلیٰ ہے۔ دوسرا نہیں۔ اور تمہارا معبود ہے، دوسرا نہیں۔ تمہاری خرابی۔ اس کی مصیبتوں کے تیروں کی وجہ سے مت بھاگو۔ تمہارے میں سے جو آگے ہوتے ہیں۔ ان سے تکلیف۔ تنگی سختی اور نرمی کا معاملہ کرتا ہے۔ تاکہ اس کو پہچان لیں۔ اور اس کا شکر کریں۔ اور اس کے ساتھ صبر کریں۔ اور اس سے توبہ کریں۔ سزائیں سونے والوں کے لیے ہوتی ہیں اور بدلے مومن و متقی لوگوں کے لیے ہوتے ہیں۔ اور درجے نیکوں۔ یقین کرنے والوں۔ تائید کرنے والوں اور سچوں کے لیے ہوتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہمارے نبیوں کے گروہ کو لوگوں سے زیادہ مصیبتیں درپیش ہوتی ہیں۔ پھر ان جیسوں کو۔ پس ان ایسوں کو، مومن کی جب آزمائش ہوتی ہے، صبر کرتا ہے۔ اور اپنی مصیبت کو لوگوں سے چھپاتا ہے۔ اور ان سے شکایت نہیں کرتا۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن کی خوشی اس کے چہرہ کی خوشی ہوتی ہے اور اس کا غم اس کے دل میں ہوتا ہے۔ لوگوں سے خوشی سے ملاقات کرتا ہے۔ یہاں تک کہ ان کو خبر نہیں ہوتی کہ اس کے دل میں کیا ہے۔ (اللہ والے ایمان والے) اپنے باطن کے خزانوں کو چھپاتے ہیں۔ اپنے دلوں کی عادت پر چلتے ہیں۔ غم دلوں کی

عادت ہے اور ڈر جانوں کی خصلت ہے۔ غم دلوں پر حکمتوں اور رازوں کو
برسانے والا بادل ہے۔ تم غم اور شکستگی پر صبر کیوں نہیں کرتے ہو۔ حالانکہ اللہ
تعالےٰ نے ایک جگہ ارشاد فرمایا ہے۔ میں اس کے پاس ہوں۔ جن کے دل
میری وجہ سے ٹوٹے ہوتے ہیں۔ جب (دل) دوری سے ٹوٹتے ہیں، تو نزدیکی
کے جوڑنے والا آتا ہے۔ ان کو جوڑتا ہے۔ جب مخلوق سے وحشت محسوس
کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے محبت آتی ہے۔ جو ان کو مانوس کرتی
ہے۔ جب مخلوق سے وحشت محسوس کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے قرب
سے مانوس ہوتے ہیں۔ جتنا دنیا میں ان کو غم رہتا ہے اتنی آخرت میں ان
کو خوشی ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے بڑے غم اور ہمیشگی فکر والے
تھے۔ گویا کسی بات کرنے والے اور پکارنے والے کی طرف کان لگاتے ہیں۔
جو ان سے بات کرتا ہے اور انہیں پکارتا ہے۔ اور اسی طرح ان کی وصیت
والے۔ ان کے پیچھے والے۔ ان کی نیابت والے۔ اور ان کے وارث اپنے
بڑے غم کو اور ہمیشگی فکر میں ہیں۔ ان کے افعال کی کس طرح پیروی نہ کریں۔
جبکہ وہ ان کی جگہ کھڑے ہیں۔ ان کا کھانا کھاتے ہیں۔ ان کا پانی پیتے ہیں۔
اور ان کے گھوڑوں پر سواری کرتے ہیں۔ ان کی تلواروں اور ان کے تیروں
سے لڑتے ہیں۔ اللہ والے انبیاء علیہم السلام کے احوال و مقامات کے
وارث ہوتے ہیں۔ نہ کہ ان کے ناموں اور خطابوں کے۔ اور ان خصوصیتوں
کے جو ان کے لیے تھیں۔ اور اولیا، و ابدال کی فضیلتیں گنی چنی ہوتی ہیں۔
نہ بڑھتی ہیں، نہ گھٹتی ہیں۔ چنانچہ ان میں سے بعض وہ ہیں جن کی بات ان
کی عمر کے پہلے حصہ میں ظاہر ہوتی ہے۔ اور بعض وہ ہیں جن کی بات عمر کے
آخری حصہ میں ظاہر ہوتی ہے۔ ان کے حالات الٹتے پلٹتے رہتے ہیں۔ اور

وہ علم الٰہی میں اللہ تعالےٰ کا ولی ہوتا ہے۔ اور عصمت ہدایت اور ولایت کے لیے شرط نہیں ہے۔ انبیار علیہم السلام کے بعد عصمت نہیں ہے۔ عصمت ان کی خصوصیتوں میں سے ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے آپ نے فرمایا۔ کہ جب اللہ تعالےٰ کے دلیوں میں کوئی ولی نافرمانی کرتا ہے فرشتے دیکھتے ہیں اور ایک دوسرے سے کہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے ولی کو دیکھو۔ کس طرح نافرمانی کرتا ہے۔ اس کی نافرمانی۔ دوری اور نفاق سے تعجب نہیں کرتے۔ چونکہ وہ جانتے ہیں کہ چند دنوں کے بعد وہ دوست پیارا، نزدیکی، محترم، پاک، سفارشی، دوست اور وارث ہونے والا ہے۔

اے منافق! تمہیں اس بات کا کیا سننا۔ نکل جاؤ۔ تم اللہ تعالےٰ کے دشمن ہو۔ اور اس کے رسول کے اور اس کے سارے انبیآ و اولیار علیہم السلام کے دشمن ہو۔ اگر اللہ تعالےٰ سے شرم نہ ہوتی تو میں اترتا اور تمہیں گردن سے پکڑتا۔ اور تمہیں نکال دیتا۔ ہر وہ چیز جس میں تم لگے ہو۔ ہوس ہے۔ اے لوگو! عمل کرو۔ اخلاص اختیار کرو۔ خود پسندی میں نہ پڑو۔ اور ان اعمال سے اپنے پروردگارِ اعلیٰ پر احسان نہ کرو۔ جن کے کرنے کی اس نے تمہیں توفیق دی۔ خود پسند جاہل ہوتا ہے۔ احسان کرنے والا جاہل ہوتا ہے۔ اور مخلوق پر بڑائی جتانے والا جاہل ہوتا ہے۔ تواضع رحمان کی طرف سے اور تکبر شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ سب سے پہلا متکبر ابلیس تھا۔ جس پر لعنت ہوئی۔ جس سے بیزاری ہوئی۔ جو محروم ہوا۔ اگر عاجزی و انکساری اونچا درجہ نہ ہوتی۔ تو اس سے ان کی خوبی بیان نہ ہوتی۔ جن سے وہ محبت کرتا ہے اور جو اس سے محبت کرتے ہیں،" اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا۔ تو عنقریب اللہ تعالےٰ

ایک ایسی قوم لائے گا۔ جن کو اللہ چاہتا ہے۔ اور وہ اس کو چاہتے ہیں۔
مسلمانوں پر نرم دل ہیں اور کافروں پر زبردست ہیں ۔"

ایمان والے مومنوں کے لیے عاجزی اختیار کرتے ہیں اور کافروں
کے لیے سخت ہوتے ہیں۔ مومنوں کے لیے ان کی عاجزی عبادت ہے ۔
مومن لوگوں پر بڑائی نہیں جتاتا۔ بلکہ ان کیلئے عاجزی اختیار کرتا ہے، اپنی عاجزی و انکساری
سے اپنا حال چھپائے رکھتا ہے۔ وہ بادشاہ سے اس کے گھر میں قریب ہے۔
پس جب غلاموں کے فیشن میں اس کے ساتھ نکلتا ہے۔ یہاں تک کہ اس
کے دوستوں میں سے ایک کو معلوم نہ ہو۔ تو وزیر کے یہ شایانِ شان نہیں
کہ اس پر بڑائی جتلائے ۔ اور اس کو نکالے۔ اور کہے۔ بادشاہ میرے سے
مسکراتا ہے۔ بلکہ وہ تو اپنی ذات سے مسکراتا ہے۔ اور اپنا کام کرتا ہے۔ اور
ظاہر کرتا ہے۔ جو اس کے ساتھ ہے۔ اس کا ایک غلام ہے۔ اور اس کو
ڈھانپتا اور چھپاتا ہے۔ تم ان کے حالات نہیں جانتے۔ نہ ان کے فرمانوں
کو مانتے ہو۔ تمہارا مخلوق کے ساتھ کھڑا ہونا ان سے تمہارا پردہ ہے۔
دنیا میں مرتبہ کی خواہش اور سرداری کی چاہت ان سے تمہارے پردے
ہیں۔ اگر تمہیں ان کی طلب ہوتی، تم ان کو دیکھتے۔ ان کی بات پر قناعت
کرتے۔ بدنصیبی تمہاری، تم ان کے پاس حاضر نہیں ہوتے۔ جو اپنے علم پر
عمل کرتے ہیں۔ ان کی طرح۔ جو پیاس بجھنے پر پیتے ہیں۔ چنانچہ شراب (پینا)
تمہارے پر عمل نہیں کرتی۔ عمل کے اعتبار سے سب عامی ہیں۔ ان میں ایک
عامی وہ ہے۔ جو اپنے علم پر عمل نہیں کرتا ہے۔ اگرچہ اس نے سارے علوم
یاد کیے ہیں۔ جو کوئی اللہ تعالٰے کو نہیں پہچانتا۔ وہ عامی ہے۔ جو کوئی
اللہ تعالٰے سے ڈرتا ہے اور اس سے امید نہیں رکھتا۔ وہ عامی ہے۔

اور جو کوئی اپنی خلوت وجلوت میں اس سے (اللہ تعالٰے) ڈرتا نہیں ہے۔ وہ عاصی ہے۔ تمہارے حالات میرے ہاں سورج کی طرح روشن ہیں۔ تم راہ نہیں پاتے۔ تم بچے ہو۔ اپنے مزے چاہتے ہو۔ تم مخلوق کے غلام ہو۔ تم اس کی دین اور روک کے غلام ہو۔ اس کی تعریف اور مذمت کے غلام ہو۔ میرے پر چھپو نہیں۔ میرے ہاں کوئی شک باقی نہیں ہے۔ گھر کا اندر یا باہر میرے نزدیک ایک ہے۔ جو کچھ بھی تمہارے ارادہ میں ہوتا ہے۔ اس کا تمہارے چہروں پر اثر ہوتا ہے۔ اور وہ اس پر اس کی طرف سے نشانی ہوتی ہے۔ پاک ہے۔ وہ ذات جس نے مجھے تمہارے سامنے کھڑا کر دیا ہے۔ اور تمہارے سے بات کرا کر میری آزمائش کی ہے۔ بلاشبہ مجھے تمہارے سے۔ اپنی ذات سے اور اپنے نصیبوں سے رغبت نہیں ہے۔ نہ کھاتا ہوں۔ نہ پیتا ہوں۔ نہ شادی کرتا ہوں۔ اور نہ (میں اس میں کوئی بات) دیکھتا ہوں۔ تمہارے سے ایک طرف کھڑا کر دیا گیا ہوں۔ اور بات کے بغیر اشارہ سے ڈھانپ دیا گیا ہوں۔ میں منافقوں۔ نافرمانوں اور مشرکوں کو دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ اور نہ ہی مجھے ان سے کوئی ضرورت ہے۔ وہ بیمار ہیں۔ اور میں نے ان کا علاج شروع کر دیا ہے۔ مومن ایمان سے بھرا ہوتا ہے۔ اس کو قدرت نہیں ہوتی کہ ان میں سے کسی کو دیکھے۔ اور اس کو ایک لمحہ کے لیے برداشت کرے۔ جب کسی منافق۔ نافرمان اور مشرک کو دیکھتا ہے۔ غصہ آتا ہے۔ اور اگر اس کا بس چلے۔ اس کو مار ڈالے۔ ایک بزرگ تھے۔ جب کسی کافر کو دیکھتے۔ غصہ ہوتے۔ اور اپنے غصہ کی زیادتی کی وجہ سے زمین پر گر پڑتے۔ اگر ان کی یہ بات اللہ تعالٰے کی غیرت اور اس کی نافرمانی کی شدت کی بنا پر پوری

ہوتی ہے تو اس کے بندوں میں سے کوئی بندہ کیسے کفر کرتا ہے، اور اس میں شک نہیں کہ وہ مبتدی تھے۔ اس لیے کہ شروع کمزور ہوتا ہے اور انتہا مضبوط ہوتی ہے۔ ایک بزرگ سے منقول ہے۔ فرمایا۔ منافق کے سامنے اس عارف کے سوا کوئی نہیں ہنستا۔ جس کا علم زیادہ ہو۔ اس کی تدبیر اچھی ہو۔ اور اس کا علاج ٹھہرے۔ چنانچہ وہ اس کے سامنے مسکراتا ہے۔ ہاں میرے پاس تمہاری دوا ہے۔ زیادتی کرنے والے سے اچھی بات کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو اپنی جانب کر لیتا ہے۔ اور اس کو اپنے ساتھ لگا لیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس سے مانوس ہو جاتا ہے۔ جب اس پر گرفت ہو جاتی ہے۔ اس کی مرض کا علاج کرتا ہے۔ اس کے سامنے اسلام اور ایمان پیش کرتا ہے۔ اس کے سامنے دونوں کی بات اور دونوں کی خوبی بیان کرتا ہے۔ اس کے سامنے اس کے پروردگارِ اعلیٰ کی بات پیش کرتا ہے۔ اور اس کو اس کے ساتھ صلح کی ضمانت دیتا ہے۔ چنانچہ دن کے بعد جو دن آتا ہے اس کا کفر۔ اس کا نفاق اور اس کی نافرمانی کم ہوتی ہے۔ اس کے دل کی بیماری گھٹتی ہے۔ اور اس کی ذات اصلاح پذیر ہوتی ہے۔ اور اس کا ظاہر اور باطن بغیر دشمنی۔ بغیر لڑائی جھگڑا۔ بغیر عیب دیئے اور بغیر مارے اصلاح پذیر ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰ بن مریم۔ اور حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام جنگل میں پھرتے تھے۔ جب ان کی رات پڑی۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام ایمان والوں کے گاؤں چلے گئے۔ تاکہ ان کو جگائیں۔ ان کو ڈرائیں۔ اور ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کے پروردگارِ اعلیٰ کے دروازہ پر لے جائیں۔ وہ یحییٰ علیہ السلام تھے۔ جو ایمان والوں کے درمیان نماز روزہ کرنا چاہتے تھے۔ اور وہ لوگوں کو حق تعالیٰ کی طرف بلانا چاہتے تھے۔

عارف کی سوچ اور اس کی عبادت مخلوق کو اللہ کی طرف بلانا ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ اس طور سے رہتا ہے۔ مسلمان ہوتا ہے۔ اور مومن ہوتا ہے۔ اور عارف اس کی بنیاد ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا علم رعب ڈالنے والا اور کھٹکھٹانے والا ہوتا ہے۔ غرابی تمہاری۔ تمہارا اسلام صحیح نہیں ہوا۔ تم اس مقام تک کیسے پہنچتے ہو۔ اور مخلوق کو سکھاتے پڑھاتے ہو۔ (نیچے) اترو۔ نہیں تو مَیں تمہیں سر کے بل گراؤں گا۔ دین مختلف ہوتے ہیں۔ ایمان حق اور باطل میں فرق کرتا ہے۔ اور ہر منافق کو اس کی گدی سے علیحدہ کرتا ہے۔ اپنے منبر سے نیچے اتارتا ہے۔ اور اس کو لوگوں سے بات کرنے سے چپ کراتا ہے۔ اے ساری مخلوق۔ مَیں اللہ تعالےٰ کی وجہ سے تمہارے سے بے نیاز ہوں۔ بے نیازی میرے ہاتھ ہے۔ اور مَیں دنیا سے ذرہ بھر بھی نہیں رکھتا ہوں۔ اگر وہ مجھ کو دے۔ تو مخلوق میں سے کون ہے جو میرے پر احسان کرے۔ مَیں نے اس چیز کو اللہ تعالےٰ کے ہاتھ سے لیا۔ اور اس کی شہرت کو بکواس جانا۔ اور مَیں اپنے پروردگارِ اعلیٰ کا شکر کرتا ہوں جس نے مجھ کو امان دی۔ جب مَیں کسی کو کوئی چیز دیتا ہوں۔ تو اللہ تعالےٰ کی توفیق سمجھتا ہوں۔ کہ اپنی بخشش کو میرے ہاتھ پر کس طرح جاری کر دیا۔ چنانچہ مَیں سمجھتا ہوں۔ کہ وہی دینے والا ہے۔ نہ کہ مَیں۔ وہ تمہاری ہمت کے مطابق دیتا ہے۔ اور تمہاری ہمت کے مطابق روک لیتا ہے۔ اور اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالےٰ بڑے بڑے کاموں کو پسند کرتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے کاموں کو ناپسند کرتے ہیں۔

اے لوگو! اپنے بچوں کو اور اپنے گھر والوں کو اللہ کی عبادت اور

اس کے ساتھ حسن ادب اور اس سے راضی رہنا سکھاؤ۔ اور اپنی روزی کا اپنے دلوں سے فکر نہ کرو۔ بلکہ اس کی اپنی کمائی اور اپنی کوشش کی حیثیت سے فکر کرو۔ مَیں تمہارے میں سے بہتوں کو دیکھتا ہوں کہ تم نے اپنے بچوں کو ادب سکھانا چھوڑ دیا۔ اور اپنی روزی کی فکر میں لگ گئے۔ الٹ کرو۔ ٹھیک کرو گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم میں سے سب حاکم ہیں۔ اور تمہارے سے تمہاری رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ اس کے بچے اور اس کی بیوی کے ادب کے بارے میں پرسش ہوگی۔ اور اس کے بچوں اور اس کی بیوی سے سوال ہوگا۔ ہر آقا سے اس کے غلام کے بارے میں اور ہر غلام سے اس کے آقا کے بارے میں سوال ہوگا۔ استاد سے بچوں کے بارے میں اور مکھیا سے اس کے گاؤں والوں کے بارے میں اور بادشاہ سے اس کے اہلِ سلطنت کے بارے میں پوچھ ہوگی اور امیر المؤمنین جو ساری مخلوق کا حاکم ہے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھ ہوگی۔ (الغرض گویا) تمہارے میں سے کوئی نہ ہوگا۔ جس میں سے ہر ایک سے علیحدہ سوال نہ ہو۔ کوشش کرو کہیں تم ظلم تو نہیں کرتے۔ اور حق داروں کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کرو۔ آپس میں بخش دو۔ اور آپس میں رحم کرو۔ تمہارے میں ایک دوسرے پر لعنت نہ بھیجے۔ اور نہ ایک دوسرے کو دبائے۔ محاسبہ کرو۔ اور انجان بن جاؤ اور درشتی نہ کرو۔

ایک دوسرے کی لغزشوں سے درگذر کرو۔ لوگوں کو اللہ تعالےٰ کے پردہ میں رہنے دو۔ بلا ٹوہ اور تلاش اچھی بات کا حکم کرو۔ اور بری بات سے منع کرو۔ جو سامنے کریں۔ اسے ناپسند کرو۔ اور جو چھپا ہے۔ تمہیں اس سے کیا۔ پردہ پوشی کرو۔ اللہ تعالےٰ تمہاری پردہ پوشی کریں گے۔ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اسلامی) سزاؤں کو شکوک و شبہات کی بنا پر ساقط کر دو۔ اور حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے فرمایا۔ اے علی! اس کی مانند۔ پھر گواہ بنا اور سورج کی طرف اشارہ فرمایا۔ احسان یہ ہے کہ تم دو۔ اور اپنا کوئی ہی حق لو۔ اور اگر تم سے ہو سکے تو اپنا سارا حق بخش دو۔ اور اس پر اور چیز کا (اپنے پاس سے) اضافہ کرو۔ یہ بات تمہارے ایمان و یقین کی طاقت اور تمہارے اپنے پروردگارِ اعلیٰ پر بھروسہ کی طرف لوٹتی ہے۔ جب تم تول کر دو۔ تو بڑھا دو۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمہاری میزان بڑھا دیں گے۔ اے تولنے والو! بڑھتی دو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں جو چیز دیں گے۔ بڑھتی دیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب دوسرے شخص سے روپوں ایسی کوئی چیز قرض لو۔ تو ادائیگی کے وقت تولنے والے کے لیے فرمایا۔ تول اور بڑھا دو۔ جب تم سے ایسے میں کوئی کسی آدمی سے کوئی چیز قرض لے تو جو اس سے لی۔ اس سے اچھی اس کو دے۔ اور پہلے آپس میں شرط کیے بغیر اس کو بڑھتی دے۔

اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے اللہ کا قرب خریدو۔ اللہ سے اللہ خریدو۔ اور جو نصیبے ہیں۔ تو ان کی تو تاریخ پڑی ہے۔ نہ بڑھتے ہیں۔ اور نہ گھٹتے ہیں۔ چاہے تم ان کو مانگو۔ چاہے تم ان کو نہ مانگو۔ چاہے تم اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ چاہے تم اس کی نافرمانی کرو۔ چاہے بھلائی کرو۔ چاہے برائی کرو۔ ان کا پیچھے والا آگے نہیں ہوتا۔ اور آگے والا پیچھے نہیں ہوتا۔ تمہیں لازم ہے کہ تم اپنے دل سے مخلوق سے نکل جاؤ۔ اور خالق کے ساتھ اپنے بھیدوں کے قدموں پر کھڑے ہو جاؤ۔ بے شک اللہ ہی رزاق ہے۔ اور غیر اللہ مرزوق (رزق دیا گیا) وہی غنی ہے اور غیر اللہ مرزوق ہے۔ وہی

قادر ہے اور غیراللہ عاجز ہے۔ وہی محرک، مسکن، مسلط اور مسخر (حرکت دینے والے۔ سکون دینے والا۔ کسی کو سر پہ کھڑا کر دینے والے اور کسی کو زیر کر دینے والا) ہے۔ اور ساری مخلوق اس کے سامنے اسباب ہے۔ ہر چیز کے لیے ایک سبب بنا دیتا ہے۔ مخلوق کو پھر اسباب اور دنیا کو اپنے دلوں سے اپنی خلوتوں سے۔ اپنی جلوتوں سے اور اپنے باطنوں سے بھلا دو۔ اس کے ماسوا کو اپنے دلوں سے نکال دو۔ اس سے بچو۔ کہ تم اپنے دلوں کی طرف دیکھو۔ اور ان میں غیراللہ کی طلب اور غیراللہ کا ارادہ ہو۔ اور اسلام لاؤ۔ تابعداری کرو۔ ایک سمجھو۔ توحید اختیار کرو۔ اور قضا پہ راضی رہو۔ اور فیصلہ میں فنا ہو جاؤ۔ اپنے پروردگارِ اعلیٰ کی سنو۔ اور اس کی مخلوق کی سننے سے الگ رہو۔ مخلوق سے الگ رہو۔ اور اس سے اندھے ہو جاؤ۔ بہادری کی گھڑی جس کی گھڑی ہے۔ تم سب توبہ کرو۔ اسی گھڑی اپنے دلوں سے توبہ کرو۔ موت اور اس کے بعد کی چیزوں کو یاد کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ اس کو زیادہ یاد کرو۔ اور مزوں کی مذمت کرو۔ پس جس نے تھوڑے میں یاد کیا۔ اس کو زیادہ ملا۔ اور جس نے بہت میں یاد کیا۔ اس کو تھوڑا کیا۔ موت کی یاد دلوں کی بیماری کی دوا ہوتی ہے۔ اور اس کے بادل دلوں پر برستے ہیں۔ موت کا بھلانا دل کو سخت کر دیتا ہے۔ اور اس کو طاعت میں سست بنا دیتا ہے۔ اور مخلوق کی طرف دیکھنا اور مخلوق کی طرف منسوب کرنا اور اس کی طرف نقصان اور نفع کا منسوب کرنا اس کو کافر بنا دیتا ہے۔ اور اس کو برا بنا دیتا ہے۔ اور اس کو اپنے پروردگارِ اعلیٰ کی دید سے روک دیتا ہے۔ انسان پہ اعتماد کرنا ایمان کو کم کرتا ہے۔ اور یقین کے نور کو مٹاتا ہے۔ اور دل کو اس کے پروردگارِ اعلیٰ

سے روک دیتا ہے۔ اور اس کی طرف سے بیزاری کو دعوت دیتا ہے اور اس کی آنکھ سے گرا دیتا ہے۔ اور اس کی نزدیکی کے دروازہ کو بند کر دیتا ہے۔ اور افسوس تمہارے پر۔ تم کیسے مرتے ہو۔ اور تم اس چیز پر ہو جس پر کہ تم ہو۔ اور تمہارے دل اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے ایمان ویقین۔ توحید و اخلاص اور علم و معرفت سے خالی ہیں۔ بدنصیبی تمہاری۔ تمہاری شوخی کتنی زیادہ ہے کہ تم نے رات اور دن اپنے پروردگارِ اعلیٰ پر اعتراض کو اپنی عادت بنالیا ہے۔ اعتراض کرنے والا قرب کی ٹھنڈی ہُوا نہیں پاتا۔ اس کے ہاتھ ذرہ بھی نہیں پڑتا۔ اے دلوں کے فقیرو۔ اے ایمان کے بدنصیبو۔ اعتراض کرنا چھوڑ دو۔ اے اللہ! ہمیں اور اپنی پسندیدہ چیزوں کو اکٹھا کر دیجئے۔ اور ہمیں اور اپنی ناپسندیدہ چیزوں کو الگ کر دیجئے۔ اور ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دیجئے۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔

چوالیسویں مجلس :۔

ایک بزرگ سے منقول ہے۔ فرمایا۔ کہ منافق چالیس سال تک ایک ہی حالت پر باقی رہتا ہے۔ اور صدیق (سچا) ہر دن چالیس مرتبہ بدلتا ہے۔ منافق اپنے دل۔ اپنے مزا۔ اپنی طبیعت۔ اپنے شیطان اور اپنی دنیا پر قائم رہتا ہے۔ اللہ والوں کی خدمت میں نہیں رہتا۔ اور نہ ریاکاری کی بنا پر ان کی طرف بڑھتا ہے۔ اور نہ زبانی ان کی مخالفت کرتا ہے۔ اس کا سارا فکر کھانا۔ پینا۔ پہننا۔ شادی کرنا اور مال جمع کرنا ہوتا ہے۔ کوئی پرواہ نہیں کرتا کس طریقہ سے حاصل ہُوا۔ اس کا جسم اور اس کی دنیا آباد ہوتے ہیں۔ اور اس کا دل اور اس کا دین برباد ہوتے ہیں۔ مخلوق کو خوش کرتا ہے۔

اور خالق کو ناراض کرتا ہے۔ جب تک اس کا نفاق رہتا ہے۔ اس کا دل سخت اور سیاہ ہی رہتا ہے۔ چنانچہ نہ ہلتا ہے اور نہ پسند سے پسیجتا ہے۔ اور نہ نصیحت کو قبول کرتا ہے اور نہ سوچ سے سوچتا ہے۔ چنانچہ بلاشبہ چالیس سال تک ایک حالت پر رہتا ہے۔ اور صدیق (سچا) ایک حالت پر نہیں رہتا ہے۔ اس واسطے کہ وہ مقلب القلوب (دلوں کے پھیرنے والے) کے ساتھ اس کی قدرت کے سمندر میں گھس کر قائم رہتا ہے۔ اس کی لہر اس کو بلند کرتی ہے، اور پھر جھکاتی ہے۔ وہ حق تعالےٰ کے ایر پھیر اور اس کی الٹ پلٹ میں جنگل کے پر۔ کھیت کے پودا۔ نہلانے والے کے سامنے مردہ نہلانے والی اور جنانے والی کے ہاتھوں میں بچہ اور سوار کے بلا کے سامنے گیند کی طرح ہوتا ہے۔ وہ اپنا ظاہر اور اپنا باطن اس کے حوالہ کر چکا ہے۔ اور اس کی تدبیر سے راضی ہو چکا ہے۔ اس کو اپنے کھانے کی۔ اپنے سونے کی اور اپنے مزوں کو فکر نہیں ہے۔ بلکہ اس کا فکر اپنے پروردگار اعلیٰ کی خدمت اور اس سے راضی ہونے میں ہے۔ اور اسی واسطے ایک بزرگ نے فرمایا۔ اللہ والے۔ ان کا کھانا مریضوں کا کھانا۔ ان کا سونا ڈوبے ہوؤں کا سونا، اور ان کا بات کرنا ضرورت کا ہوتا ہے۔ وہ اپنے دلوں سے اس طرح پُر کیوں نہ ہوں۔ جب تک دوسرا گواہی نہ دے۔ انہوں نے اپنے پروردگار کے علاوہ کو بھلا دیا ہے۔ دنیا و آخرت اور اس کے ماسوا سے پرے ہو گئے ہیں، اس کے دروازہ پر جھک گئے ہیں۔ اس کی موافقت کے دروازہ کی دہلیز سے چمٹ گئے ہیں۔ اور رضامندگی اور بے پرواہی سے مل گئے ہیں، قضا و قدر ان کی خدمت کرتی ہے۔ اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتی ہے۔ اور ان کو اپنے سروں پر اٹھاتی ہیں۔ اگر تم اللہ والوں

میں سے نہیں ہو۔ تو اللہ والوں کی خدمت کرو۔ ان کی صحبت اختیار کرو۔ ان کے پاس بیٹھو۔ ان کے قریب ہو جاؤ۔ ان کے لیے اپنے مال خرچ کرو۔ ان کے افعال کی پیروی کرو۔ نہ کہ ان کا کلام نقل کرنے اور اس کو اچھا سمجھنے اور اس پر تعجب کرنے کی۔ دوستی اپنے دل کی کرو۔ نہ کہ اپنے کپڑوں کی۔ پہنو وہ جس کو عام لوگ پہنتے ہیں۔ کرو وہ جس کو وہ نہیں کرتے۔ ہم کھانے، پہننے اور شادی کرنے میں ترک دنیا نہیں سمجھتے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ "ترک دنیا کی نئی بات انہوں نے نکالی تھی۔ جو ہم نے ان کیلئے نہیں لکھا تھا؛" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسلام میں ترک دنیا کی بات نہیں ہے۔ برگزیدہ بندوں کی خانقاہیں ان کے اپنے دلوں میں ہوتی ہیں۔ اور ان کی روشنی اپنی جانوں۔ اپنی نفسانی خواہشوں اور اپنی طبیعتوں پر ہوتی ہے۔ چنانچہ ان کی تنہائیوں میں اس کی مناجات میں ان کو اپنے پروردگارِ اعلیٰ سے مشاہدہ کی بنا پر محبت حاصل ہوتی ہے۔ حق تعالےٰ جب تم کو میری زبان سے نیکوں کے حال کی خبر دیتے ہیں تو ان میں سے ایک دوسرے کو میری زبان پر نصیحت قبول کرنے کی خبر دیتے ہیں۔ پس تم نصیحت قبول کرو۔ وہ تمہیں (باطن کی) صفائی کی طرف بلاتا ہے۔ وہ تمہیں اپنی مخلوق کو چھوڑنے کی طرف اور اپنی طرف رغبت کرنے کے لیے بلاتا ہے۔ وہ تمہیں بلاتا ہے کہ تم اس کو یاد کرنے والوں میں ہو جاؤ۔ تاکہ اس کے ہاں یاد پاکر صبر کرو۔ سچا بندہ اپنے مولائے کریم کی تلاش میں رہتا ہے۔ ظاہر میں۔ باطن میں۔ خلوت میں۔ جلوت میں۔ رات میں۔ دن میں۔ سختی اور نرمی کے وقت اور نعمت اور محرومی کے وقت اس کو یاد کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک اس کی یاد اس کے ہاں ہوتی ہے۔ اپنے ہاں اپنی طرف اور اپنے دل میں اس

کی یاد سنتا ہے۔ تم اللہ والوں کے آرام سے غافل ہو۔ اے آرام سے غافلو۔ تم غافل ہو۔ تم اپنی ذمہ داریوں سے دُور ہو۔ تم دنیا کے معاملات میں عقلمند ہو۔ آخرت کے معاملات میں جاہل ہو۔ تم دلدل میں ہو۔ جتنے ہلتے ہو اتنے ہی دھنستے ہو۔ سچی پناہ۔ توبہ اور عذر خواہی کے ساتھ اپنے ہاتھ اللہ تعالےٰ کی طرف بڑھاؤ۔ تاکہ تمہیں اس چیز سے چھڑا دے۔ جس میں تم پھنسے ہو۔ خبردار ہو۔ مَیں تمہیں اپنے دلوں کی۔ اپنی خواہشوں کی۔ اپنی طبیعتوں کی۔ اپنے مزوں کی اور اپنی کسرِ شان پر صبر کرنے کی طرف بلاتا ہوں۔ تم میری پکار کا جواب دو۔ اور تم جلد یا بدیر اس کا پھل دیکھ لوگے۔ خبردار ہو۔ مَیں تمہیں سرخ موت کی طرف بلاتا ہوں۔ اللہ کے نام سے کون جرأت کرتا ہے۔ کون آگے ہوتا ہے۔ کون جسارت کرتا ہے۔ کون خاطر میں لاتا ہے۔ وہ موت ہے۔ پھر ہمیشہ کی زندگی ہے۔ بھاگو مت۔ صبر کرو۔ پھر صبر کرو۔ گھڑی بھر صبر بہادری ہے۔ اپنے پروردگارِ اعلیٰ کی موافقت پر صبر کرو۔ تم میں سے جس نے رضا بالقضا کے بوجھ کو اٹھایا۔ اللہ تعالےٰ اس کے بوجھ کو اٹھائے گا۔ اور اس کا نام بہادروں کے دفتر میں لکھے گا۔ جس نے اپنے دل میں خیال کیا۔ یقین کا مالک بنا۔ اور جس نے اپنی چاہی چیز کو جان لیا۔ اس پر خرچ کردہ چیز آسان ہوئی۔ اپنی جگہ جمے رہو۔ اور جلدی مت مچاؤ۔ سچے قدموں سے چلے آؤ۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ کا دروازہ کھٹکھٹاؤ۔ اور اس وقت تک نہ چھوڑو۔ جب تک کہ دروازہ تمہارے لیے کھول نہ دیا جائے۔ اور سواریاں تمہاری طرف نکل آئیں۔ اس سے اپنی حاجتیں مانگنے میں امیدیں لگاؤ۔ جس طرح تمہیں اپنے بادشاہوں، نوابوں اور اپنے مالداروں سے امیدیں لگانا پسند ہے۔ اپنے پروردگارِ اعلیٰ

کی تلاش کرنے اور اس میں فنا ہونے کے سلسلہ میں اپنے اگلوں کی پیروی کرو۔ اے اللہ! آپ ہمارے پروردگار ہیں اور ان کے پروردگار ہیں۔ ہمارے خالق ہیں، اور ان کے خالق ہیں۔ ہمارے رازق ہیں اور ان کے رازق ہیں۔ چنانچہ ہمارے ساتھ بھی ان کا سا معاملہ فرمایئے۔ ہمارے میں اندر سے اور ہمارے اوپر سے بادشاہوں اور غلاموں۔ نوابوں اور تابعداروں مالداروں اور تنگدستوں۔ خواص اور عوام۔ مہنگے اور سستے اور زیادہ اور تھوڑے کی شانوں کو اپنی طرف نکال لیجئے۔ ہمیں اپنی یاد دیجئے۔ ہمارے سے اپنے معاملات میں مہربانی کیجئے۔ ہمیں اپنے قرب سے قریب کیجئے۔ اور ہمارے دلوں کو اپنی محبت سے مانوس کیجئے۔ اپنے شیروں، اپنے بندوں اور ہر جانور جس کی چوٹی آپ کے قبضہ میں ہے اور جس کی موت پر گرفت ہے۔ کی برائی سے کافی ہو جایئے۔ ہمارے لیے بروں کی برائی اور نافرمانوں کی چال بازی سے کافی ہو جایئے۔ ہمیں اپنے اس گروہ میں سے بنایئے جس کے لوگ آپ کی جانب اشارہ کرنے والے۔ آپ کی راہ بتانے والے۔ آپ کی طرف بلانے والے۔ آپ کے سامنے عاجزی و انکساری کرنے والے اور آپ سے تکبر کرنے والوں۔ اور آپ کی مخلوق میں سے ایمان والوں کے ساتھ تکبر کرنے والوں سے تکبر کرنے والے ہیں۔ آمین۔

پینتالیسویں مجلس :۔

مخلوق کے بازار سے گذر کر پار ہو جاؤ۔ ایک دروازہ سے داخل ہو۔ اور ان سے (دوسرے دروازہ سے) اپنے دل سے اور اپنی نیت کے ساتھ نکل جاؤ۔ اور اس ایک جنگلی پرندہ کی طرح سے ہو جاؤ۔ جو نہ مانوس کرتا ہے۔

اور نہ مانوس ہوتا ہے۔ نہ دیکھتا ہے اور نہ دیکھا جاتا ہے۔ اس طرح سے رہو۔ یہاں تک کہ تمہارا دل تمہارے پروردگارِ اعلیٰ کے دروازہ کے قریب ہو جائے۔ پس اللہ والوں کے دلوں کو یہاں کھڑا دیکھے۔ چنانچہ وہ تمہارا استقبال کریں۔ اور تمہیں کہیں۔ کہ تمہاری سلامتی ہی تمہاری مبارک باد ہے۔ اور تمہاری آنکھوں کے درمیان بوسہ دیں۔ پھر دروازہ کے اندر سے مہربانی کا ہاتھ باہر نکلے۔ پس تمہارا استقبال کرے۔ اور تمہیں اٹھا کر لے جائے۔ اور تمہارا اچھی طرح بناؤ سنگار کرے۔ تمہاری طرف متوجہ ہو۔ تمہیں کھلائے تمہیں پلائے تمہیں خوش کرے۔ اور تمہیں اس کی سیر اور انتظار میں دروازہ پر بٹھائے جو مریدوں اور طالبوں میں سے آئے۔ اس کا ہاتھ پکڑے اور تمہاری آمد کے وقت اس کو تمہارے ہاتھ کے حوالہ کر دے۔ جب تمہارے لیے یہ بات صحیح ہو جاتے۔ تو مخلوق کی طرف نکلو۔ اور ان کے درمیان اس طرح رہو جیسے مریضوں کے درمیان معالج۔ جیسے پاگلوں کے درمیان عقلمند۔ جیسے اپنے بچوں کے درمیان مشفق باپ۔ اس سے پہلے کوئی بزرگی نہیں۔ تم ان کیلئے منافق ہو گے۔ تم ان کے بندے ہو گے۔ تم ان کی اغراض کے تابع ہو گے۔ تم گمان کرتے ہو۔ کہ تم ان کا علاج کرتے ہو۔ حالانکہ تم ان سے شرک کرتے ہو۔ ان کا علاج تمہارے لیے سزا بن جائے گا۔ کیونکہ جہالت سے جتنی خرابی ہوتی ہے۔ اتنی اصلاح نہیں ہوتی۔

مطلب کی بات کرو۔ اور بے مطلب بات چھوڑ دو۔ اگر تم نے اللہ تعالےٰ کو پہچان لیا ہوتا۔ تو تمہیں اس سے زیادہ ڈر ہوتا۔ اور اس کے سامنے بات چیت تھوڑی ہوتی۔ اور اس واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے اللہ تعالےٰ کو پہچان لیا۔ اس کی زبان اٹکی یعنی گونگی ہو گئی۔

اس کی دل کی زبان کے گنگ کے ساتھ۔ اور اس کے دل کی۔ اس کے باطن کی، اس کے اندر کی۔ اور اس کے صدق و صفا کی زبان بولتی ہے۔ اور اس کے باطن کی زبان گونگی ہو جاتی ہے۔ اور اس کے حق کی زبان بولتی ہے۔ اور بے مطلب بات میں اس کی بات چیت کی زبان گونگی ہو جاتی ہے۔ اور مطلب کی بات میں اس کی بات چیت کی زبان بولتی ہے۔ اپنے حق میں اس کی طلب کی زبان گونگی ہو جاتی ہے۔ اور حق تعالےٰ کی طلب کی زبان بولتی ہے۔ معرفت کے شروع میں کلام منقطع ہو جاتا ہے۔ اور اس کا سارا وجود پگھل جاتا ہے۔ خود سے اور تم سے فنا ہو جاتا ہے۔ پھر اگر حق تعالےٰ چاہتے ہیں، تو اس کو کھول دیتے ہیں۔ جب ان سے کلام منظور ہوتا ہے، اس کے لیے زبان پیدا کر دیتے ہیں۔ اور اس سے اس کو گویا فرماتے ہیں۔ اور حکمتوں اور بھیدوں میں سے جو چاہتے ہیں۔ اس سے اس کو بلواتے ہیں۔ اس کا کلام ایک دوا میں ایک دوا۔ نور میں ایک نور۔ حق میں ایک حق۔ درستی میں ایک درستی۔ ستھرائی میں ایک ستھرائی بن جاتا ہے۔ چونکہ وہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے اپنے دل کے ساتھ ہی بات کرتا ہے۔ جب بغیر حکم کے بات کرتا ہے تو کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔ غالب امر و نعل سے ہی بات کرتا ہے۔ جو دبا لیتا ہے۔ اور جب اس طرح ہوتا ہے تو حق تعالےٰ اس بات پر بہت کریم ہیں۔ کہ اس غالب پر گرفت فرمائیں۔ جس میں نہ نفس ہے نہ نفسانی خواہش ہے۔ نہ طبیعت ہے، نہ شیطان ہے۔ اور نہ ہی ارادہ ہے۔ جیسے ایک مردہ اپنے بولنے پر۔ اور ایک سونے والا خواب دیکھنے پر پکڑا نہیں جاتا ہے۔ حالانکہ دونوں اس کو دیکھتے ہیں۔ اور اس میں اس کا عمل کرتے ہیں۔ مردہ لوگوں سے ان کی موت کے بعد بھی

کلام سنا گیا ہے۔ جس نے مخلوق سے بغیر اس صفت کے کلام کیا۔ تو اس کا چپ رہنا بات کرنے سے بہتر ہے۔ پہلی صف میں محض بہادر لوگ ہی نکلتے ہیں۔ جو بغیر بہادری اور بغیر جمعیت کے پہلی صف کی طرف نکلتا ہے۔ ہلاک ہوتا ہے۔ خرابی تمہاری۔ تم اللہ تعالےٰ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو۔ اور تم غیر اللہ سے محبت کرتے ہو۔ تمہارا دعویٰ تمہاری ہلاکت کا سبب ہو گا۔ محبت کا دعویٰ کیسے کرتے ہو۔ اور اپنے ہاں اس کی علامت تو دیکھتے نہیں ہو۔ محبت بغیر دروازہ اور بغیر کنجی کے گھر میں آگ کی طرح ہوتی ہے۔ اس کا شعلہ اس کے اوپر سے نکلتا ہے۔ محب اپنی محبت کے دروازہ کو بند کر لیتا ہے۔ اور محبت کو چھپاتا ہے۔ اور وہ اس سے ایسی زبان سے جو اس سے خاص ہے۔ اور ایسے کلام سے جو اس سے خاص ہے۔ ظاہر ہوتی ہے۔ اپنے محبوب کے ساتھ کسی دوسرے کو نہیں چاہتا۔ اور یہ بات اس کی بڑی نشانیوں اور اس کی سچائی میں سے ہے۔ اے جھوٹے۔ اے مسخرے خاموش رہو۔ تم ان میں سے کہاں ہو۔ تم محب نہیں ہو۔ محب کے لیے تو ایمان۔ حرکت۔ اور بے قراری ہوتی ہے۔ اور محبوب کے لیے سکون ہوتا ہے۔ آغوشِ محبت میں سکون سے سو رہا ہوتا ہے۔ محب مشقت میں ہوتا ہے۔ اور محبوب کے لیے راحت ہوتی ہے۔ محب متعلم ہوتا ہے۔ اور محبوب علم ہوتا ہے۔ محب مفید ہوتا ہے۔ اور محبوب آزاد ہوتا ہے۔ محب دیوانہ ہوتا ہے اور محبوب عقلمند ہوتا ہے۔ بچہ جب سانپ کو دیکھتا ہے۔ چیختا ہے اور حوا نے جب سانپ کو دیکھا۔ خاموش رہی۔ جو درندہ کو دیکھتا ہے۔ چیختا ہے۔ اور بھاگتا ہے اور درندے درندوں سے کھیلتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے: " اور اللہ سے ڈرو۔ اور اللہ تمہیں سکھا

پڑھا دے گا" محب ڈرنے والا اور اپنے آپ کو سنوارنے والا ہوتا ہے۔ دروازہ پر اپنے ہاتھ پاؤں اور اپنے دل کو سنوارتا ہے۔ پس جب سنور جاتا ہے۔ قرب کے دروازہ سے داخل ہوتا ہے۔ حکم دروازہ پر سے چلا جاتا ہے۔ اور علم دروازہ کے اندر جاتا ہے۔ جس نے حکم کے دروازہ کو سنوار لیا اس سے علم مانوس ہوا۔ اور اس نے اس کو کام کا مالک بنا دیا۔ اور اس کو مالدار کر دیا۔ اور اس کو خزانہ دے دیا۔ حکم مشترک دروازہ ہے۔ اور علم خاص دروازہ ہے۔ جو مشترک دروازہ پر حسنِ ادب اور طاعت اختیار کرتا ہے۔ وہ خاص دروازہ کے پیچھے سے مانوس ہو جاتا ہے۔ پیاروں کے گروہ میں سے ہو جاتا ہے۔ اس وقت تک کلام نہیں۔ جب تک کہ راستہ کو لازم پکڑنے والوں سے تمہاری بات ملی نہ ہو جائے۔ اور بندگی ثابت نہ ہو جائے۔ اور تم اپنے نفس پر یقین اور قصور کی نظر نہ کرو۔ جو اپنے نقصان پر نظر کرتا ہے اس کو کمال حاصل ہوتا ہے۔ اور جو اپنے کمال پر نظر کرتا ہے اس کو نقصان ہوتا ہے۔ الٹ کرو۔ ٹھیک کرو گے۔ مشورہ کرو۔ راہ پاؤ گے۔ صبر کرو۔ کامیابی ہوگی کوشش ہوگی۔ برداشت ہوگی۔ صبر کرو۔ تمہارے پر صبر ہوگا۔ خوش کرو۔ تمہارے سے خوش ہوں گے۔ مضبوط پکڑو۔ تمہیں مضبوط کیا جائے گا۔ سلامتی بھیجو۔ تم سلامت رہو گے۔ موافقت کرو۔ اور تمہیں توفیق دی جائے گی۔ خدمت کرو۔ اور تمہاری خدمت کی جائے گی۔ دروازہ کو لازم پکڑو۔ اور تمہارے لیے کھلے گا۔ اس سے شتابی نہ کرو۔ اور تمہیں دیا جائے گا۔ عزت کرو۔ تاکہ تمہاری عزت کی جائے۔ قریب ہو جاؤ۔ اور تمہیں قریب کیا جائے گا۔ اور کوشش کرو۔ اور تمہارے لیے کوشش کی جائے گی۔ دل جب اپنے پروردگارِ اعلیٰ کی طرف مجاہد ہوں۔ تکلیفوں اور راستوں کو طے کرنے والے

قدموں پر چلتا ہے تو اس تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کے ہاں جمار ہتا ہے۔ اس کے لیے لوٹنا باقی نہیں رہتا ہے۔ حکمت سے قدرت اور آلات و اسباب سے صانع اور مسبب کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اپنی مشیت سے اپنے پروردگارِ اعلیٰ کی معیشت اور اپنی حرکت اور سکون سے اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے حرکت و سکون کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اے دنیا کے طالبو! جب تک تم اس کی طلب میں رہو گے۔ تم مشقت میں رہو گے۔ وہ اپنے سے بھاگنے والے کو ڈھونڈتی ہے۔ اپنے سے بھاگنے والے کو خود اس کے پیچھے دوڑ کر آزماتی ہے پس اگر اس کی طرف توجہ کرتا ہے۔ اور اپنے جھوٹ پر دلیل پکڑتا ہے۔ تو اس کو پکڑتی ہے۔ اور اس کی خدمت کرتی ہے۔ پھر اس کو مار ڈالتی ہے۔ پس اگر اس کی طرف توجہ نہیں کرتا ہے۔ اور اپنی سچائی اور خدمت پر دلیل پکڑتا ہے۔ تم اس سے بے رغبتی اختیار کر کے اور اس سے بھاگ کر ہی فائدہ اٹھاؤ گے۔ اس سے بھاگو۔ چونکہ یہ مار ڈالنے والی دھوکہ دینے والی اور جادو کرنے والی ہے۔ اس کو اپنے دلوں سے اس سے پہلے چھوڑ دو۔ کہ یہ تمہیں چھوڑے۔ اس سے بے رغبتی اختیار کرو۔ اس سے پہلے کہ یہ تم سے بے رغبتی اختیار کرے۔ اس سے شادی نہ کرو۔ اگر تم نے اس سے شادی کی۔ تو اپنے دین کو اس کا مہر مقرر نہ کرو۔ یہ شادی کرتی ہے۔ پھر طلاق دیتی ہے۔ اس کا شادی کرنا اور اس کا طلاق دینا کتنی جلدی ہوتا ہے۔ اگر تم نے اس کو اپنے دین سے طلاق دیا۔ تو تمہارا دین اس کا مہر ہوگا۔ چونکہ نہ دنیا کا بدلہ ہوتا ہے۔ اور شہید مومن کا خون آخرت کا بدلہ ہوتا ہے۔ اور محب کا خون مولیٰ کے قرب کا بدلہ ہوتا ہے۔ بدنصیبی تمہاری۔ تم جب تک دنیا کی خدمت کرتے رہو گے تو وہ تمہارا نقصان ہی کرے گی۔ اور تمہیں فائدہ نہ دے گی۔ جب وہ تمہاری خدمت

کرنے لگ جائے گی۔ تو تمہیں فائدہ دے گی۔ اور تمہارا نقصان نہ کرے گی۔
تو اس کو اپنے دل سے دور کرو۔ اور تم اس کی بھلائی۔ اس کی خدمت اور اس
کی ذلت دیکھ چکے ہو۔ مومن کے دل کے سامنے اپنی بہترین صورت میں ہر
طرح سے آراستہ ہو کر ظاہر ہوتی ہے۔ پھر تم کہتے ہو۔ اری۔ تم کون ہو۔ پس وہ
کہتی ہے۔ مَیں دنیا ہوں۔ اور تم روپے پیسے سے محبت کرتے ہو۔ ایک بزرگ
سے منقول ہے۔ کہ مَیں نے خواب میں ایک بن سنوری عورت دیکھی۔ تو مَیں نے
اس سے پوچھا۔ تم کون ہوتی ہو۔ پس اس نے جواب دیا۔ مَیں دنیا ہوں۔ چنانچہ
مَیں نے اس سے کہا۔ کہ مَیں تجھ سے اور تیری برائی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا
ہوں۔ تو اس نے کہا۔ روپے پیسے سے دشمنی کرو گے۔ یہ تمہارے لیے میری
برائی سے بچنے کے لیے کافی ہوگا۔ اے جھوٹو! اپنے پروردگارِ اعلیٰ سے ارادت
میں ہر سچے کے لیے یہ شرط ہے۔ کہ ظاہر اور باطن میں اس کے ماسوا سے
دشمنی رکھے۔ ظاہر دنیا۔ اس کے مزے۔ دنیا دار اور جو کچھ ان کے ہاتھوں میں
ہے۔ اور مخلوق کی تعریف و ستائش اور اس کی توجہ اور قبولیت ہے۔ اور
باطن جنت اور اس کا آرام ہے۔ جس کے لیے یہ بات صحیح ہو گئی ہے اس
کے لیے ارادت بھی صحیح ہو گئی ہے۔ اور اس کا دل اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے
قریب ہو جاتا ہے۔ اور اس کے قرب کا ہمنشیں اور اس کا مخلص بن جاتا ہے۔
چنانچہ اس وقت دنیا اپنے روپ کے ساتھ اور آخرت اپنے روپ کے ساتھ
آتی ہے۔ یہ اپنی آراستگی سے اور وہ اپنے سراپا کے ساتھ آتی ہے۔ دونوں
نوکرانیاں بن کر اس کی خدمت کرتی ہیں۔ چنانچہ اس کی اچھائی نفس کے لیے
ہوتی ہے۔ نہ کہ دل کے لیے۔ دنیا اور آخرت کا کھانا نفس کے لیے ہے۔ نہ
کہ دل کے لیے۔ اور قرب کا کھانا دل کے لیے ہے۔ یہی ہے جس کی طرف مَیں

تمہیں بلاتا ہوں۔ وہ اپنی مخلوق کے بارے میں اللہ تعالےٰ کا ارادہ ہے۔ نہ کہ وہ جس کی طرف تم بلاتے ہو۔ اے منافقو! عقلمند وہ ہے جو نتائج پر نظر کرتا ہے۔ اور کاموں کے شروع سے دھوکہ نہیں کھاتا ہے۔ عقلمند وہ ہے جو دنیا اور آخرت جو دونوں اللہ والوں کے لیے لونڈیاں ہیں سے قرض لیتا ہے۔ تم ان کی خدمت کرتے ہو۔ اور تم ان کا کلام سنتے ہو۔ وہ دونوں کو جواب دیتا ہے۔ اور دونوں کا کلام سنتا ہے۔ دنیا سے خود اس کی تعریف سنتا ہے۔ تو اس سے وہ خریدتا ہے۔ جس سے اس کی درستی ہو۔ اور دنیا سے اس کے فانی ہونے کی بنا پر بے رغبتی کرتا ہے۔ اور دوسری (آخرت) کا خیال اس لیے چھوڑتا ہے کہ وہ فنا ہونے والی۔ پیدا ہونے والی اور اس کو اپنے پروردگارِ اعلیٰ سے روکنے والی ہے۔ جو اس کی پیروی کرتا ہے۔ اور اللہ کے سوا اس سے رغبت رکھتا ہے۔ چنانچہ دنیا اس کو کہتی ہے۔ مجھے اپنے سایہ میں نہ لو۔ اور مجھ سے شادی مت کرو۔ اس واسطے کہ میں ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف اور ایک کے قبضہ سے دوسرے کے قبضہ کی طرف منتقل ہونے والی ہوں۔ جب میں کسی کو دیکھتی ہوں۔ اس کو مار ڈالتی ہوں اور اس کا مال چھین لیتی ہوں۔ مجھ سے ڈرو۔ کہ میں (مزہ) چکھانے والی، مار ڈالنے والی اور بے وفائی کرنے والی ہوں۔ میں نے کبھی اس کا قول پورا نہیں کیا۔ جس نے میرے سے قول لیا۔ اور آخرت اس کو کہتی ہے۔ میرے پر خرید و فروخت کی نشانی ہے۔ میرے پروردگارِ اعلیٰ فرماتے ہیں۔ "بے شک اللہ نے ایمان والوں کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلے خرید لیا ہے۔" میں تمہارے چہرہ پر قرب کی نشانی دیکھتی ہوں۔ سو تم مجھ کو مت خریدو۔ اس واسطے کہ اللہ تعالےٰ تمہیں میرے ساتھ نہ چھوڑیں گے۔ جب اس کے ہاں یہ بات ثابت ہو گئی۔ اور اس نے دونوں کو چھوڑ دیا۔ اور دونوں سے

اپنے پروردگارِ اعلیٰ کو چاہتے ہوئے پھر گیا۔ اللہ نے دنیا اس کی طرف لوٹا دی۔ چنانچہ ضرورت کے بغیر اس سے اپنے نصیبے وصول کرتا ہے۔ اور آخرت کو اس کی طرف لوٹا دیا۔ تاکہ اس کا بدلہ اس کے لیے ہو۔ اے اِس کے اور اُس کے چاہنے والو۔ اے اس سے اور اس سے راضی ہونے والو، سنو۔ یہ جس کو میں نے تمہارے لیے بیان کیا، تمہارے لیے دوا ہے۔ سو تم اس کو استعمال کرو۔ جو کوئی کسی چیز کو چھوڑتا ہے، وہ چیز اس کو ڈھونڈتی ہے۔ مخلوقات کو چھوڑو۔ تاکہ خالق تمہارے سے محبت کرے۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں محبوب کی مثال ایسی ہے جیسے اس مریض کی مثال جو ایک مشفق طبیب کی گود میں ہو۔ وہ خود اس کا ہو۔ اے لوگو! میرے سے (یہ بات اور نصیحت) قبول کرو۔ اور دنیا کو چھوڑو۔ اس واسطے کہ اس سے تمہاری رغبت اور محبت تمہیں آخرت اور تمہارے پروردگارِ اعلیٰ کے قرب سے روکتی ہے۔ اور تمہارے دلوں کی آنکھوں کو اندھا کرتی ہے۔ دنیا میں دھنسنا تمہیں آخرت سے روکتا ہے۔ اور دل کی ہم نشینی تمہیں حق تعالےٰ سے روکتی ہے۔ اے جاہلو! آخرت کے عمل سے دنیا مت کھاؤ۔ پھر ٹوٹے میں پڑو۔

تریاق کے بغیر دنیا کا کھانا مت کھاؤ۔ اس واسطے کہ اس کا کھانا زہر ملا ہے۔ اس کا تریاق تو اس کو چھوڑنا اور اس کے دل سے (دانائی کے سمندر سے قدرت کے سمندر کی طرف طب سے اس طبیب کی طرف) نکلنا ہی ہے۔ جو تمہارے لیے اس کے زہر اور اس کے گوشت کے درمیان فرق کر دیتا ہے۔ کیا تم نے سنا یا دیکھا نہیں کہ سپیرا سانپ کو پکڑتا ہے۔ پھر اس کو ذبح کرتا ہے۔ اور اس کو پکاتا ہے۔ اور اس کے زہر کو ڈھلکاتا ہے، پھر اس کا گوشت کھاتا ہے، حق تعالےٰ دنیا کی زہر ان کافروں، گنہگاروں کے لیے کر دیتے ہیں جو

اس پر اترتے ہیں۔ ان کے علاوہ دوسروں کے لیے کس طرح صاف نہ کریں۔ جبکہ وہ اس کے مہمان ہیں۔ ان سے وہ کرتا ہے۔ جو محب اپنے محبوب کے حق میں کرتا ہے۔ ان کے لیے ترشی سے شیرینی کو گندی سے ستھری کو چن دیتے ہیں۔ جن سے چاہت ہوتی ہے۔ ان کے لیے کھانا۔ پینا۔ پہننا اور سب چیزیں جن کی ان کو ضرورت ہو۔ صاف کر دیتے ہیں۔ بہ تکلف زہد اختیار کرنے والا کبھی صاف ہوتا ہے اور کبھی صاف نہیں ہوتا۔ کبھی کھڑا ہوتا ہے اور کبھی بیٹھتا ہے۔ اور زاہدوں کے لیے تو (حقیقت) کھل چکی ہوتی ہے۔ چنانچہ گندی سے صاف چیز کو پہچانتا ہے۔

(ویسے) صاف چیز اس کو پکارتی ہے۔ اور گندی بھی اس کو پکارتی ہے۔ اللہ والوں کی طرفیں ایک ہی ہوتی ہیں۔ ان کے لیے ایک ہی طرف باقی رہتی ہے۔ ان کے سامنے مخلوق کی طرفیں تنگ ہو جاتی ہیں۔ اور حق تعالےٰ کی طرف ان کے لیے کھل جاتی ہے۔ ان کے لیے مخلوق کی طرفیں ان کی سچائی کے ہاتھوں بند کر دی جاتی ہے۔ اور ان کے دلوں کے ہاتھوں خالق کی طرفیں کھول دی جاتی ہیں۔ بے شک ان کے دل کھل جاتے ہیں۔ بڑھ جاتے ہیں۔ بڑے ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے دلوں کے دروازوں پر گرد و غبار پڑ جاتا ہے۔ پس ان کے مالک اور ان کے خالق کے سوائے کسی کو ان میں داخل ہونے کی قدرت نہیں ہوتی ہے۔ اللہ والوں میں سے ہر کوئی دنیا میں سورج اور چاند کی طرح ہوتا ہے۔ یہ دونوں دنیا کی روشنی کا باعث ہیں۔ اور دونوں کا دنیا کی طرف رخ کرنا جو کچھ اس میں ہے۔ اس کو جلا ڈالے۔ تم مردے ہو۔ زمین کی سطح پر کب چلتے ہو۔ عقل سیکھو۔ کہ نہ تم کو عقل ہے اور نہ تم مردوں میں سے ہو۔ تم مردوں کو مخلوق کے سرداروں اور اس کے بڑوں کو پہچانتے ہی نہیں

ہو۔ تمہاری بات پتہ دیتی ہے۔ جو تمہارے دل میں ہے۔ زبان دل کی ترجمان ہوتی ہے۔ جب تمہیں ایک آدمی سے محبت اور دوسرے سے دشمنی پڑ جاتی ہے۔ پھر تم اس کو محبت نہیں کرتے ہو۔ اور اس سے تم اپنے دل سے اور طبیعت سے دشمنی کرتے ہو۔ بلکہ ان دونوں کے حکم سے روگردانی کرو۔ دونوں کو قرآن و حدیث کے سامنے پیش کرو۔ اگر اس سے مل جائیں۔ جس سے تم محبت کرتے ہو، تو اس کی محبت کی طرف بڑھو۔ اور اگر اس چیز سے مل جائیں جس سے تم دشمنی رکھتے ہو۔ تو اپنی اس سے دشمنی سے باز آؤ۔ اور اگر دونوں اس کے خلاف کریں۔ تو اس کی دشمنی کی طرف بڑھو۔ خرابی تمہاری۔ تم مجھ سے دشمنی کرتے ہو۔ اس وجہ سے کہ میں حق بات کہتا ہوں۔ اور تمہیں حق پر جماتا ہوں۔ مجھ سے محض اللہ تعالےٰ سے، جاہل بات کا زیادہ اور عمل کا تھوڑا ہی دشمنی اور جہالت کرتا ہے۔ اور مجھ سے محض۔ قرب نے مجھ کو ہر چیز سے غذا دی ہے۔ میرے اردگرد پانی بہت ہے۔ اور میں مینڈک کی طرح ہوں۔ مجھے یارا نہیں، کہ جو کچھ میرے پاس ہے اس کی بات کروں۔ انتظار کر رہا ہوں کہ پانی ڈالا جائے۔ اور میں بات کروں۔ اس وقت تم اپنی اور دوسرے کی خبر سنو گے۔ تم کب توبہ کرو گے۔ اے بدنصیبو! اے گنہگارو! اپنے پروردگار اعلیٰ سے توبہ کے ذریعہ سے صلح کرو۔ اگر مجھ کو اللہ تعالےٰ اور اس کے علم سے شرم نہ ہوتی۔ تو میں کھڑا ہوتا اور تمہارے میں سے کسی کا ہاتھ پکڑتا۔ اور اس سے کہتا کہ تم نے ایسا ویسا کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے توبہ کرو۔ تمہارے حق میں اور تمہارے سے کوئی بات نہیں۔ جب تک مولائے کریم سے تمہارا ایمان، تمہارا یقین اور تمہاری معرفت مضبوط نہ ہو جائے۔ اس وقت تم مضبوط کڑے سے لٹک جاؤ گے۔ اور یہ تمہارے دل کا اس کی طرف پہنچنا ہوگا۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم امتوں پر فخر کریں گے۔ اے اپنے

زبان سے ایمان لانے والے۔ اپنے دل سے کب ایمان لاؤ گے۔ اے اپنی جلوت میں ایمان والے۔ اپنی خلوت میں کب ایمان والے ہو گے۔ دل کے ایمان سے ہی نجات ہے۔ یہی چیز فائدہ دینے والی ہے۔ دل کے کفر کے ساتھ زبان کا ایمان اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ منافق کا ایمان ان کا ایمان ہوتا ہے۔ جو تلوار سے ڈرتے ہیں۔ اے اللہ کے بندو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو۔ اور اللہ تعالےٰ کے فیض سے ناامید نہ ہو۔

اے دل کے مردو۔ اپنے پروردگارِ اعلیٰ کی یاد اور اس کی کتاب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی اور ذکر کی مجلسوں میں حاضری میں ہیشگی اختیار کرو۔ اور یہ چیز تمہارے دلوں کو اس طرح زندہ کر دے گی جیسے کہ مردہ زمین کو اس پر بارش کا برسنا زندہ کر دیتا ہے۔ جب دل اللہ تعالےٰ کی یاد پر ہیشگی اختیار کرتا ہے۔ تو اس کو علم و معرفت۔ توحید و توکل اور ماسوائے اللہ سے روگردانی کرنی آتی ہے۔ مختصر یہ کہ دوامی ذکر دنیا اور آخرت میں دوامی خیر کا سبب بنتا ہے۔ جب تک تم دنیا اور مخلوق کے ساتھ رہتے ہو۔ اس وقت تک تم تعریف و مذمت کا اثر قبول کرتے ہو۔ چونکہ یہ چیز تمہارے دل میں۔ تمہاری نفسانی خواہش میں اور تمہاری طبیعت میں پائی جاتی ہے۔ چنانچہ جب تمہارا دل تمہارے پروردگارِ اعلیٰ سے مل جاتا ہے۔ اور تمہارا معاملہ اس کے حوالے ہو جاتا ہے تو تمہارا اس سے اثر قبول کرنا جاتا رہتا ہے۔ اور تم ایک بھاری بوجھ سے آرام حاصل کرتے ہو۔ جب تم اپنی طاقت اور اپنے قرب پر اعتماد کر کے دنیا میں مشغول ہو جاتے ہو۔ کاٹتی ہے۔ ٹکڑے ٹکڑے کرتی ہے مشقت میں ڈالتی ہے۔ اور ناراض کرتی ہے۔ اور اسی طرح جب تم اپنی پوری طاقت سے آخرت میں مشغول ہو جاتے ہو۔ تو وہ

تم کاٹ ڈالتے ہو۔ اور جب تم حق تعالےٰ سے مشغول ہو جاتے ہو۔ تو اس کے ہاتھ کی طاقت اور اس پر توکل کی بنا پر معاش کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور اس کی توفیق کے ہاتھ فرمانبرداریوں کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ جب تم اس کی طلب کی جگہ تک پہنچ جاؤ۔ تو اس سے طاقت اور توبہ و تائید حاصل کرنے میں سچائی مانگو۔ تمہارے دل کے اور تمہارے باطن کے قدم دنیا اور آخرت کے شغل سے فارغ ہو کر اس کے سامنے جمع جائیں گے۔ بدنصیبی تمہاری۔ تمہارا دل بیمار ہے۔ پس کھاتے میں گڑبڑ کرنے سے اسے محفوظ کرو۔ یہاں تک کہ اس کو اپنے پروردگار کی طرف سے عافیت نصیب ہو۔ بدنصیبی تمہاری۔ تم قربِ خداوندی کی کس طرح حرص کرتے ہو۔ اور تمہارا دل تمہارے پر غالب ہے۔ اور تمہاری خواہش نفسانی تمہیں کھینچتی ہے۔ اور مزوں اور لذتوں کی طرف جھکاتی ہے۔ اور تمہاری طبیعت کی آگ تمہاری پرہیزگاری اور بیداری کو جلاتی ہے۔ عقل سیکھو۔ یہ اس کا کام نہیں۔ جو موت پر ایمان و یقین رکھتا ہے۔ یہ اس کا کام نہیں جو حق تعالےٰ کے دیدار کا منتظر ہے۔ اور اس کے حساب و کتاب اور نوک جھونک (پوچھ گچھ) سے ڈرتا ہے۔ نہ تمہیں کوئی فکر ہے۔ نہ تمہیں پرہیزگاری حاصل ہے۔ تمہیں دنیا اور آخرت جمع کرنے۔ ان دونوں کے بارے میں سوچنے۔ اہلِ دنیا اور اہلِ آخرت کے ساتھ بیٹھنے اٹھنے اور ان کے سامنے ذلیل ہونے میں رات اور دن چین نہیں ہے۔ اللہ والے دنیا۔ زندگی اور مخلوق کی پریشانی کم از کم اٹھاتے ہیں۔ ان میں سے ایک کی مثال اس آدمی کی ہے۔ جس نے اپنی سواری خراسان کی طرف بھیجی۔

سو جسم اس کا حاضر ہے۔ اور دل اس کا سارا گھر ہے۔ مومن اپنا مال آخرت کی طرف بھیجتا ہے۔ اس نے وہاں ٹھکانہ کیا ہے۔ سو صبر کرتا ہے۔

اس میں آزمایا جاتا ہے۔ اس کا سارا دل حق تعالےٰ کے قرب میں ہوتا ہے، اور اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے۔ مومن اپنے ایمان میں رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ کو پہچاننے والا اس کا جاننے والا۔ اس کا نزدیکی اور اصل میں اس کا بن جاتا ہے۔ چنانچہ اس وقت اس کو ہر چیز پر ترجیح دیتا ہے۔

اور اپنے اس محل کی کنجی جو اس کے لیے جنت میں ہے۔ داروغہ کے حوالہ کر دیتا ہے۔ اپنے باطن کو جنت کے دروازوں کی طرف چھپاتا ہے۔ پس ان کو بند کرتا ہے، اور مخلوق اور وجود کے دروازے بند کرتا ہے۔ اور اپنے آپ کو بادشاہ کے دروازہ پر ڈالتا ہے۔ وہاں بیمار بن جاتا ہے، اور اس طرح گرتا ہے، گویا گوشت کا ٹکڑا گرایا ہوا ہے، منتظر ہے، کہ مہربانی کے قدموں کا اس پر گزر ہو۔ پس اس کو روندیں۔ نظرِ کرم کے پڑنے اور کرم و احسان کے ہاتھ کے بڑھنے کا انتظار کرتا ہے۔ چنانچہ جونہی وہ اس حال میں ہوتا ہے۔ اچانک وہ خبر دار طبیب کے سامنے محبت کی آغوش اور قرب کے پردہ میں ہوتا ہے،

پس اس کا علاج کرتا ہے۔ اس کی طرف اس کی طاقت لوٹا دیتا ہے، اس سے محبت کرتا ہے۔ اور اس کے سامنے اپنا حال اور زیور اور جو چاہتے ہیں نکالتا ہے۔ اور اس کو مہربانی کے کھانا سے کھلاتا ہے۔ اور اس کو محبت کی شراب سے پلاتا ہے۔ چنانچہ اس وقت مہربانی نزدیکی کے گھر میں آتی ہے۔ اور ملنے کی بزرگی سے خوشی ہوتی ہے۔ ساری مخلوق اس کے ماتحت ہو جاتی ہے۔ اور اس کی طرف مہربانی کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور حق تعالےٰ کے اخلاق اختیار کیے ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ اس سے ملنے والوں کے دل مخلوق

کی مہربانی سے بھرے ہوتے ہیں۔مسلمانوں اور کافروں کی طرف اور خواص و
عوام کی طرف مہربانی کی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ان سے شرعی حدود کی پابندی
کا مطالبہ کرتے ہوئے سب پر مہربانی کرتے ہیں۔ظاہر میں مطالبہ ہوتا ہے۔
اور باطن میں مہربانی ہوتی ہے۔اے اللہ کے بندو۔جب تم اللہ والوں میں
سے کسی ایک کو دیکھو۔تو اس کی خدمت کرو۔اور اس کی (بات اور نصیحت)
قبول کرو۔اس واسطے کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔اے گھروں اور خانقاہوں
میں نفس۔طبیعت۔خواہشِ نفسانی اور علم کی کمی کے ساتھ بیٹھنے والو۔تمہیں
لازم ہے کہ علم پر عمل کرنے والے شیوخ کی صحبت اختیار کرو۔ان کی پیروی
کرو۔اپنے قدم ان کے قدموں کے پیچھے ڈالو۔ان کے سامنے عاجزی کرو۔
اور ان کی شکستگی پر صبر کرو۔یہاں تک کہ تمہاری خواہشاتِ نفسانی زائل ہو
جائیں۔اور تمہارے دل شکستہ ہو جائیں۔اور تمہاری طبیعتوں کی آگ بجھ
جائے۔چنانچہ اس وقت تم دنیا کو پہچانو گے۔پس اس پر افسوس کرو گے۔
وہ تمہاری باندی بن جائے گی۔اس پر تمہاری طرف سے جو قرض ہے۔وہ
تمہیں دے گی۔اور وہی اس کے نزدیک تمہارے تقسیم شدہ نصیبے ہیں۔
ان کو تمہارے لیے لائے گی۔اور تم اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے قرب کے دروازہ
پر ہو گے۔یہ اور آخرت اس کی باندیاں ہوتی ہیں۔جو حق تعالےٰ کی خدمت
کرتا ہے۔جب دل میں توحید پر ورزش باقی ہے۔تو ہر روز بڑھوتری میں ہوتا
ہے۔جونہی بڑھ جاتا ہے۔اور بڑا ہو جاتا ہے۔اور بلند ہو جاتا ہے تو زمین
کی سطح پر اور آسمان کے اندر غیر اللہ کو نہیں دیکھتا ہے۔ساری مخلوق اس کے
تابع ہوتی ہے۔اپنے گھر کے باطن اور اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے درمیان
کھڑا ہوتا ہے۔چنانچہ اس وقت اس سے ٹھکانہ پاتا ہے۔اور اس سے

مل جاتا ہے۔ اور اپنے زمانہ کا بادشاہ بن جاتا ہے۔ قضا و قدر اور حکم پر قدرت پاتا ہے۔ بادشاہ کے چنے ہوئے اس کی خدمت کرتے ہیں اور اپنی ذات سے قریب کرتا ہے۔ اے لوگو! اللہ اور اس کے رسول اور اس کی مخلوق میں سے نیک لوگوں نے سچ فرمایا۔ وہ بڑی ذات بھی سچی ہے۔ اس واسطے کہ اس نے فرمایا۔ اور اللہ سے زیادہ بات کا سچا کون، اور نیک لوگ بھی اس کی سچائی سے نکلے ہیں۔

جب تمہارے دل کو حق تعالےٰ کے دروازہ پر کھڑا ہونا پسند آجاتا ہے، تو تمہارا شرک اور تمہاری طلب زائل ہو جاتی ہے۔ اور تمہارا حُسنِ ادب زیادہ ہو جاتا ہے۔ صبر خواہشاتِ نفسانی کو زائل کر دیتا ہے۔ صبر عادتوں کو فنا کر دیتا ہے۔ اور اسباب کو ختم کر دیتا ہے۔ اور (جھوٹے) خداؤں کو نکال باہر کرتا ہے۔ تم گرفتارِ ہوس ہو۔ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کے اولیاء علیہم السلام اور اس کی مخلوق میں سے خواص سے جاہل ہو، تم دعویٰ چھوڑنے کا کرتے ہو۔ اور رغبت رکھتے ہو۔ تمہارا چھوڑنا قدموں کا لنگڑا پن ہے۔ تمہاری ساری رغبت دنیا اور مخلوق میں ہے۔ تمہیں اپنے پروردگارِ اعلیٰ سے کوئی رغبت نہیں ہے۔ ورے آؤ۔ اور اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے سامنے کھڑے ہو جاؤ۔ حسنِ ظن اور حسنِ ادب کو بہتر بناؤ۔ تاکہ میں تمہیں تمہارے پروردگارِ اعلیٰ کی راہ بتاؤں۔ اور تم اس کی طرف راستہ پہچانو۔ اپنی ذات سے غرور کا لباس اتارو۔ اور عاجزی کا لباس پہنو۔ عاجزی کرو۔ یہاں تک کہ انکسار اختیار کرو۔ تاکہ ہر اس چیز کو جس میں تم ہو۔ اور جس پر تم ہو۔ اٹھ جائے۔ یہ سب حرص پر حرص ہے۔ جب تم دل کے خیال۔ خواہشِ نفسانی کے خیال اور شیطان کے خیال۔ دنیا کے خیال۔ آخرت کے خیال پھر بادشاہ کے خیال

پھر سب کے آخر میں حق تعالےٰ کے خیال سے خواہشات سے روگردانی کرتے ہو۔

جب تمہارا دل صحیح ہو جاتا ہے۔ تو خیال کے وقت ٹھہر جاتا ہے، اور کہتا ہے۔ تم کون سا خیال ہو۔ اور تم کس کی طرف سے ہو۔ پس وہ کہتا ہے۔ کہ میں ایسا ویسا خیال ہوں۔

تمہارے میں سے بہت ساروں کو حرص پر حرص ہے۔ اپنی خانقاہوں میں بیٹھے مخلوق کی پوجا کرتے ہو۔ یہ بات جہالت کے ساتھ محض تنہائیوں میں سے بیٹھنے سے نہیں آتی ہے۔

علم۔ عالموں اور عاملوں کی تلاش میں اتنا ٹلو۔ کہ چلنے کی (ہمت) باقی نہ رہے۔ یہاں تک چلو۔ کہ چلنے میں کوئی چیز تمہارے چلنے کا ساتھ نہ دے۔ فرمایا۔ پھر جب تم عاجز ہو جاؤ۔ تو اپنے ظاہر کے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ پھر اپنے دل اور اپنے معنی کے ساتھ۔ جب ظاہری اور باطنی طور پر تھک ہار جاؤ گے۔ تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے قرب اور اس سے ملنا نصیب ہو گا۔ جب تم اپنے دل کے خطرے ختم کر دو گے اور تمہارے اعضا اس کی طرف چلنے لگیں گے تو یہ تمہارے اس سے قریب ہونے کی نشانی ہو گی۔ چنانچہ اس وقت خود کو حوالہ کر دے۔ اور (آگے) ڈال دے۔ یہ تمہارے لیے جنگل میں خانقاہ بنائے گا۔ یہ تمہیں ویرانہ میں بٹھائے گا۔ یا تمہیں آبادی کی طرف لوٹائے گا۔ اور دنیا و آخرت۔ جنوں۔ انسانوں اور فرشتوں اور روحوں کو تمہاری خدمت میں کھڑا کر دے گا۔ جب تم حق تعالےٰ کے دروازہ پر کھڑے ہو جاؤ گے۔ عجب چیز۔ کیا عجب چیزیں دیکھو گے۔ تمہارے کھانے کی۔ تمہارے پینے کی۔ تمہارے پہننے کی۔ تمہارے وجود کی محبت۔ اور لوگوں کی تعریف و مذمت۔ یہ سب چیزیں جسمانی اعمال

ہیں۔ نہ کہ دلوں کے اعمال۔ یہ دل باغ بن جائے گا۔ جس میں درخت اور پھل ہوں گے۔ اس میں جنگل۔ ویرانے۔ نہریں اور پہاڑ ہوں گے۔ انسانوں۔ جنوں۔ فرشتوں اور روحوں کے جمع ہونے کی جگہ ہو جائے گی۔ یہ بات عقل سے بالا ہے۔ اے اللہ! اگر وہ چیز جس میں مَیں ہوں۔ حق ہے۔ تو اس کو چلنے والوں کے لیے ثابت فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ تقویٰ یہاں ہوتا ہے۔ اخلاص اس جگہ ہوتا ہے۔ اور سینہ کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔ (یعنی ان چیزوں کا تعلق دل سے ہے۔ زبان اور ہاتھ سے نہیں) جو کوئی اصلاح چاہے۔ مشائخ کے قدموں کے نیچے کی زمین بن جائے۔ ان شیوخ کی صفت کیا ہے؟ دنیا اور مخلوق کو چھوڑنے والے ہیں۔ ان دونوں کو اور جو کچھ عرش سے تحت الثریٰ تک ہے (یعنی ساتوں) آسمانوں کو اور جو کچھ ان میں ہے۔ اور (ساتوں زمینوں) کو اور جو کچھ ان میں ہے۔ الوداع کہہ دینے والے ہیں۔ (ایسے ہیں) جنہوں نے سب چیزوں کو چھوڑا۔ اور ان کو ایسے شخص کی طرف الوداع کہی۔ جو پھر کبھی بھی ان کی طرف نہ پلٹے۔ اور ساری مخلوق کو چھوڑ دیا۔ اور منجملہ مخلوق وہ خود بھی ہیں۔ (یعنی اپنے نفوس اور ذوات کو بھی چھوڑ دیا اور اب) ان کی ہستی اپنے پروردگار کے ساتھ ہے۔ (کہ وہی فرمائے تو کھائیں اور بولیں، ورنہ منہ بند کیے پڑے رہیں،) جو شخص اپنے نفس کا وجود رکھتے ہوئے اللہ تعالےٰ کی صحبت کا طالب ہو۔ وہ نفس پرستی اور بے ہودگی میں ہے۔ جس کا زہد اور توحید صحیح ہو جائے وہ لوگوں کے ہاتھوں اور ان کی سخاوت کی طرف نہیں دیکھتا۔ وہ خدائے بزرگ و برتر کے سوا کسی کو دینے والے نہیں سمجھتا۔ اور نہ ہی اس کے سوا کسی کو مہربانی کرنے والا جانتا ہے۔ اور اے دنیا والو! تم سب کے سب ان باتوں کے سننے کے کتنے محتاج ہو۔ اے پُر از جہالت زاہد تمہیں

ان باتوں کے سننے کی کتنی ضرورت ہے۔ بناوٹی زاہدوں میں سے اکثر لوگ مخلوق کے پجاری اور مشرک بنے ہوئے ہیں (کہ سب زہد و عبادت جاہ و مال حاصل کرنے کے لیے ہوتی ہے) تم شرک سے اپنے رب کے دروازہ کی طرف بھاگو۔ اور اس کے پاس کھڑے رہو۔ (مصیبتوں کے آنے سے بھاگو مت) جب تم اس کے دروازے پر کھڑے ہو اور تمہارے پیچھے سے مصیبتیں آئیں۔ تو اس کے دروازہ سے چمٹ جاؤ۔ چونکہ تیری توحید اور تیری سچائی کی ہیبت سے وہ خود تم سے دفع ہو جائیں گی۔ پس جب تم پر مصیبتیں آئیں۔ تو تمہارے لیے لازم ہے، صبر و استقلال پکڑو۔ اس سے گلاب کا پانی ٹپکے۔ تمہارے لیے کوئی بزرگی نہیں، تم دنیا میں عمل کرتے ہو۔ دنیا اپنا حصہ پالیتی ہے۔ اور تم چاہتے ہو، کہ کل آخرت بھی تمہارے لیے ہو، تمہارے لیے کوئی بزرگی نہیں۔ مخلوق کے لیے عمل کیا، اور چاہتے ہو، کہ کل خالق تمہارے لیے ہو۔ اور اس سے قریب ہو۔ اور اس کی طرف نظر ہو۔ تمہارے لیے کوئی بزرگی نہیں۔ ظاہر اور غالب تو یہی ہے۔ اور اگر تمہیں (کچھ) دے، وہ بغیر عمل کے بھی مہربانی کر دیتا ہے، پس وہ اُسی پر ہے، میری سنو۔ اور عقل (سے کام) لو۔

ان کی بات سے شروع کرتا ہوں۔ اور اس کی تعریف کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے میرے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے اس کا اہل بنایا ہے۔ اور میں اپنے ابا جان اور امی جان رحمۃ اللہ علیہما سے بری ہوں۔ میرے والد صاحب نے دنیا کو اس پر قابو پانے کے باوجود اس کو چھوڑا۔ اور والدہ صاحبہ اس بات سے خوب واقف ہیں۔ اور ان کی اس بات سے راضی تھیں۔ دونوں نیکی۔ دیانت۔ مخلوق اور میرے پر شفقت کے مالک تھے۔ مخلوق سے نہیں۔ ان دونوں کی طرف سے میں رسول اور مرسل کی طرف آیا

ہوں۔ اپنی ساری خیر اور نعمت ان دونوں کے ساتھ اور پاس سمجھتا ہوں۔ مخلوق میں سے حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم اور ارباب میں سے اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں چاہتا ہوں۔ تمہاری بات تمہاری زبان سے ہے۔ تمہارے دل سے نہیں۔ تمہاری صورت سے ہے، تمہارے معنی سے نہیں۔ ایک صحیح دل اس بات سے بھاگتا ہے، جو زبان سے نکلتی ہے۔ اس کو سننے کے وقت دل اس طرح ہو جاتا ہے۔ جیسے پرندہ پنجرہ میں۔ جیسے منافق مسجد میں، جب کسی مجلس میں سچوں میں کوئی ایک منافق عالموں میں سے کسی ایک سے بھڑ اور ٹکرا جاتا ہے، تو اس کی پوری پوری تمنا اس سے نکل جانے کی ہوتی ہے۔ اللہ والوں کے لیے دکھاوا کرنے والوں۔ نفاق رکھنے والوں، جھوٹ بولنے والوں۔ دعویٰ کرنے والوں۔ اللہ تعالےٰ کے دشمنوں اور اس کے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے چہروں پر نشانیاں ہوتی ہیں، اور مزید یہ نشانیاں ان کی باتوں میں ہوتی ہیں۔ سچوں سے اس طرح بھاگتے ہیں، گویا وہ حشر سے بھاگ رہے ہیں۔ ڈرتے ہیں کہیں اپنے دلوں کی آگ سے جلا نہ دیں۔ فرشتے ان کو سچوں اور نیکوں سے دور رکھتے ہیں۔ ان میں سے ایک عوام کے نزدیک آدمی ہوتا ہے۔ اور سچوں کے نزدیک سور ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک اس کا کچھ وزن نہیں ہوتا۔

اے لڑکو، تمہارے لیے طبیب کا حکم ماننا لازم ہے، چونکہ وہ تمہاری امراض کا علاج کرتا ہے۔ اور اس کی مانو۔ اور تم بچ جاؤ گے، تم شاگرد کی پیروی کرو۔ کہ وہ تم کو استاد کے پاس اٹھا لے جائے گا۔ حکم علم کا غلام ہوتا ہے۔ اس کی پیروی کرو۔ اور دیکھو۔ کہاں داخل ہوتا ہے۔ اس کے پیچھے داخل ہو جاؤ۔ اپنے پروردگارِ اعلیٰ کا دروازہ طلب کرو۔ اور حکم کے ساتھ اچھی طرح گزر بسر کرو۔

جو کہ دروازہ کا غلام ہے۔ جب تم حکم کی پیروی نہ کروگے۔ تو تمہیں علم تک بھی رسائی نہ ہوگی۔ کیا تم نے اپنے پروردگارِ اعلیٰ کا فرمان نہیں سنا۔ " اور جو تم کو رسول دے۔ اس کو لے لو۔ اور جس چیز سے تم کو منع کرے۔ سو چھوڑ دو" جب تم اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے دروازہ پر حکم کے ساتھ اچھی طرح گزر بسر کروگے۔ اور اس کے ساتھ پکاروگے۔ تمہیں جواب دے گا۔ اور تمہارے لیے اپنے قرب کا دروازہ کھول دے گا۔ اور تم کو اپنی مہربانی اور اپنی عزت کے خودں پر بٹھائے گا۔ اس کے مہمان بن جاؤگے۔ تمہارے دلوں سے باتیں کرے گا۔ اور تمہارے باطنوں سے محبت کرے گا۔ اور ان کو وہ علم سکھائے گا۔ جس کو اپنی مخلوق میں سے تمہارے خواص کو سکھاتا ہے۔ چنانچہ اس کا حکم اس کے اور مخلوق کے درمیان اور اس کا علم اس کے اور تمہارے درمیان ہو جاتا ہے۔ چونکہ حکم مشترک ہے۔ اور علم خاص ہے حکم ایمان ہے۔ اور علم عیان ہے۔ اے اللہ! ہمیں ہمارے اعمال میں علم و اخلاص دیجئے۔ اور ہمیں اپنے علم کی اطلاع دیجئے۔ اور ہماری اطلاع پر جزا دیجئے۔ اور ہمیں دنیا میں نیکی دیجئے۔ اور آخرت میں نیکی دیجئے۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔ اور سب تعریف اللہ کے لیے ہے۔ جس کی مہربانی سے نیک کام پورے ہوتے ہیں۔

(خاتمہ بالخیر)

استاد امام عالم زاہد عابد عارف متقی قطب فرد غوث شیخ المشائخ و اولیاً سیدنا و شیخنا شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر حسنی حسینی بن ابو صالح عبداللہ جیلی رضی اللہ عنہ (اللہ ان کو ہم سے راضی کرے اور ہمیں ان کے کلام باعتبار لفظ معنیٰ، علم اور عمل سے فائدہ پہنچائے) کی تصنیف سے "جلاء الخواطر" کا نسخہ مکمل ہو گیا۔

⁂ ⁂

وصایا غوثیہ

یہ ہے جس کی (بیر) کامل عالم کاشفِ حقائق مقتدائے خلائق قطبِ ربانی غوثِ صمدانی حق و دین کے زندہ کرنیوالے شیخ عبدالقادر حسنی جیلانی قدس اللہ سرالعزیز نے وصیت کی ہے۔

اے بیٹے! میں تمہیں اللہ سے ڈرنے اور خوف کرنے اور اپنے والدین اور سارے مشائخ کے حقوق کو ضروری سمجھنے کی وصیت کرتا ہوں۔ چونکہ اس سے اللہ اپنے بندہ سے راضی ہوتا ہے۔ اور چھپے کھلے حق کی حفاظت کرو۔ اور فہم و فکر، غم و ہم اور رونے کے ساتھ قرآن کی تلاوت کو ظاہر و باطن، خفیہ و اعلانیہ مت چھوڑو۔ اور سب احکام میں محکم آیات کی طرف رجوع کرو۔ کہ قرآن مخلوق پر اللہ کی حجت ہے۔ اور علم (دین) سے ایک قدم بھی ادھر ادھر نہ ہو۔ اور فقہ کا علم سیکھو۔ اور جاہل اور عامی صوفی مت بنو۔ اور بازار والوں سے بھاگو۔ کہ یہ مسلمانوں کے حق میں دین کے چور اور راہ کے لٹیرے ہیں۔ اور اہلِ توحید و سنت کے عقائد اختیار کرو۔ اور نئی باتوں سے بچ جاؤ۔ کہ ہر نئی بات بدعت (ہر دو خطوط وجدانی ختم کرنے ہیں)۔

اور گمراہی ہے۔ اور نوعمر لڑکوں۔ عورتوں۔ بدعتیوں۔ دولتمندوں اور عام لوگوں سے خلاملا نہ رکھو۔ کہ یہ چیز تمہارا دین برباد کردے گی۔ تھوڑی دنیا پر قناعت کرو اور خلوت اختیار کرو۔ اور خوفِ خدا سے رویا کرو۔ اور حلال کھاؤ۔ کہ یہ نیکیوں کی کنجی ہے۔ اور حرام کو ہاتھ مت لگاؤ۔ کہیں تمہیں قیامت کے دن آگ نہ لگ جائے۔ اور حلال (جائز۔ حلال کی روزی سے) لباس پہنو۔ کہ تم ایمان اور عبادت کی حلاوت

پاؤ گے۔ اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو۔ اور اپنے اللہ تعالےٰ کے سامنے کھڑے ہونے کی مت بھولو۔ اور رات کی نماز اور دن کے روزے کثرت سے رکھو۔ اور امام و پیشوا بنے بغیر (نماز اور دوسرے دینی کاموں میں) (مسلمانوں) کی جماعت کو مت چھوڑو۔ اور سرداری اور حکومت مت چاہو۔ چونکہ جو سرداری اور حکومت کو پسند کرتا ہے۔ وہ کبھی فلاح نہیں پاتا ہے۔ اور دستاویزات پر دستخط نہ کیا کرو۔ اور حکام و سلاطین کے ہمنشیں مت بنو۔ اور وصیتوں میں دخل نہ دو۔ اور لوگوں کے (معاملات) سے اس طرح بھاگو۔ جیسے تم شیر سے بھاگتے ہو۔ اور خلوت اختیار کرو۔ تاکہ تمہارا دین برباد نہ ہو۔ (ضروریاتِ دین کے پیشِ نظر) سفر کیا کرو۔ کہ تندرست رہو گے، اور غنیمتیں پاؤ گے۔ اور مشائخ کے دل کا خیال رکھو۔ (کہ بلاوجہ گرانی اور پریشانی لاحق نہ ہو)۔ اپنی تعریف پر دھوکہ مت کھاؤ۔ اور اس کی بات پر غم نہ کرو۔ جو تمہاری مذمت کرتا ہے۔ مذمت اور تعریف تمہارے نزدیک برابر ہو جانی چاہئیں۔ اور ساری مخلوق سے خوش خلقی سے پیش آؤ۔ اور عاجزی و انکساری اختیار کرو۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس نے اللہ کے لیے عاجزی و انکساری اختیار کی ہے۔ اللہ اس کو بلند کرتا ہے۔ اور بڑائی کرتا ہے۔ اللہ اس کو نیچا دکھاتا ہے۔ اور ہر حالت میں نیک و بد کے ساتھ ادب سے پیش آؤ۔ اور ساری مخلوق کو اپنے سے بہتر سمجھو۔ خواہ چھوٹے ہو۔ خواہ بڑے۔ اور ہمیشہ ان کو نظرِ رحمت سے ہی دیکھا کرو۔ اور ہنسو مت۔ کہ ہنسنا غفلت کی (نشانی) ہے۔ اور یہ دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم کو معلوم ہوتا۔ جو مجھ کو معلوم ہے۔ تو تم ہنستے کم اور روتے بہت۔ اللہ کے داؤ سے نڈر نہ ہو۔ اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اور ڈر اور امید کے درمیان لازم ہے۔ اور روزہ نہ ہونے کی

حالت میں صاف ستھرے۔ پاکدامن۔ راستبازانہ۔ باادب۔ خدارسیدہ۔ دانشمند۔ صاحب علم جاہل صوفیوں سے دور ہونے والے۔ اور مشائخ کی مال سے، جان سے اور عزت سے خدمت کرنے والے بنے رہو۔ اور ان کے دلوں کا، ان کے اوقات کا اور ان کی عادتوں کا خیال رکھو۔ اور ان کی کسی بات پر اعتراض نہ کرو۔ ہاں اگر شریعت کے خلاف ہو۔ تو تم اس میں ان کی پیروی مت کرو۔ اگر تم ان پر اعتراض کرو گے۔ تو کبھی فلاح نہ پاؤ گے۔ اور لوگوں سے (کچھ) نہ مانگو۔ اور ان سے مقابلہ کرو۔ اور نہ ہی کل کے لیے کوئی چیز بچا کر رکھو۔ اس واسطے کہ رزق جتنا قسمت میں لکھا ہے۔ اللہ دے گا۔ اور اللہ نے تمہیں جو دے رکھا ہے۔ اس میں طبیعت اور دل کے سخی بنو۔ بخل اور حسد سے بچو۔ کہ بخیل اور حاسد دوزخ میں جائیں گے۔ اور اپنا حال (اللہ کے ساتھ) کسی بھی طرح ظاہر نہ کرو۔ اور ظاہر کو مت سنوارو۔ کہ یہ باطن کی ویرانی ہے۔ اور رزق کے معاملہ میں اللہ پر بھروسہ کرو۔ کہ بلاشبہ اللہ ضامن ہیں۔ اور جاندار کو روزی دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اور زمین پر کوئی چلنے والا نہیں ہے۔ مگر یہ کہ اس کی روزی اللہ کے ذمہ ہے۔ اور ساری مخلوق سے ناامید ہو جاؤ۔ اور ان سے دل نہ لگاؤ۔ اور حق بات کہو۔ اگرچہ کڑوی ہو۔ اور ہر معاملہ خالق کے سپرد کرو۔ اور مخلوق میں سے کسی کی طرف مت جھکو۔ ورنہ حق تعالےٰ تمہیں اپنے دروازہ سے دھکیل دیں گے۔ اور اپنی جان کا محاسبہ کیا کرو۔ اس واسطے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ایک آدمی کے اسلام کی بہتری بے مطلب کاموں کو چھوڑنا ہے۔ اور ساری مخلوق کے اللہ کے لیے خیر خواہ بن جاؤ۔ کھانا، پینا، سونا اور بات کم کرو۔ اور مت کھاؤ۔ مگر فاقہ پر۔ اور مت بات کرو۔ مگر ضرورت سے اور مت سو۔ مگر نیند کے غلبہ پر اور رات کی نماز اور دن کے روزے زیادہ

رکھو۔ اور مجلس سماع لوجہ اللہ بھی ہو۔ تو بھی اس میں زیادہ نہ بیٹھو۔ کہ یہ نفاق پیدا کرتا ہے پھر دل کو مردہ کرتا ہے۔ اور اس کا انکار بھی نہ کرو۔ کہ بعض لوگ اس کے اہل بھی ہیں۔ اور سماع محض ان کے لیے صحیح ہے جس کا دل زندہ ہو۔ اور اس کا نفس مردہ ہو۔ اور جو اس حالت پر بھی ہو۔ اس کا بھی روزہ، نماز اور وظائف میں مشغول ہونا زیادہ بہتر ہے۔ اور چاہیئے، کہ تیرا دل غمگین ہو اور تیرا بدن بیمار ہو۔ اور تیری آنکھ آنسو بہاتی ہو۔ اور تیرا عمل (ریا سے) خالی ہو۔ اور تیری دُعا کوشش سے ہو۔ اور تیرے کپڑے پرزے ہوں۔ اور تیرے رفیق فقیر لوگ ہوں۔ اور تیرا گھر مسجد ہو۔ اور تیری جائیداد علم دین ہو۔ اور تیرا سنگھار زہد ہو۔ اور تیرا مونس رب کریم ہو۔ کسی کو اپنا دینی بھائی نہ بناؤ جب تک تمہیں پانچ عادتیں ظاہر نہ ہو جائیں۔ فقر کو تونگری پر ترجیح دیتا ہو۔ آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتا ہو۔ عزت پر مسکنت کو ترجیح دیتا ہو۔ باطنی اور ظاہری اعمال میں صاحب نظر ہو۔ اور مرنے کے لیے تیار ہو۔

اے بیٹے! دنیا اور اس کی زیبائشوں سے دھوکہ مت کھانا۔ کہ دنیا ہری بھری ٹھنڈی میٹھی چیز ہے۔ جو اس سے چپٹا۔ وہ اس سے چپٹی۔ اور جس نے اس کو چھوڑا اس نے اس کو چھوڑ دیا۔ اور اس واسطے بھی کہ اس کے باقی رہنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ اور رات اور دن اس سے آخرت کی طرف کوچ کرنے کے لیے تیار رہو۔

اے بیٹے! خلوت نشینی اختیار کرو۔ اور اللہ کے ڈر سے اپنے دل میں اکیلے تنہا اور فکر مند رہو۔ اللہ کی دی ہوئی بزرگیوں کو پہچانو۔ اور دنیا میں مسافر کی طرح رہو۔ اور اس سے اسی طرح نکل جاؤ۔ جس طرح اس میں داخل ہوئے تھے۔ کیونکہ تمہیں نہیں معلوم کہ قیامت کے دن تمہارا کیا نام

(شقی یا سعید) ہوگا۔

حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کی نصیحت اپنے الفاظ شریفہ کے ساتھ تمام ہوئی۔ اور یہ ان کے مخلصین و مستفیدین میں جو چاہے۔ اور ان سے راضی ہو۔ اس کے لیے موثر و مبلغ ہے۔ آمین یا رب العالمین۔

شفاء شریف

شفاء شریف ایک ایسی کتاب ہے جس کے مطالعہ سے ایمان تازہ ہو جاتا ہے اور دل و دماغ محبتِ رسول کی روشنی سے جگمگا اُٹھتے ہیں۔ اس کتاب سے عالمِ اسلام کے نامور اہلِ علم و فضل نے استفادہ کیا۔ امام نووی، امام عینی، امام عسقلانی جیسے آئمہ احادیث شفاء شریف کے حوالے نقل کر کے اپنی تصانیف کو گرانقدر بناتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں۔ آپ کو اس کتاب کی وجہ سے حضور کی مجالس میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ دُنیائے اسلام کے جید علماء کرام نے اس کتاب کی شرحیں لکھیں اور بیشمار تعلیقات لکھ کر نسبتِ محبت کی سند حاصل کی۔ اس کتاب کے سینکڑوں ایڈیشن چھپ کر دُنیائے اسلام میں پھیلے۔ اس کتاب کا اُردو ترجمہ مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری اور علامہ محمد اطہر نعیمی خطیب کراچی نے کیا ہے۔

صاحبِ کتابُ الشفاء

حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن اہلِ قلم عشاق میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے آپ کی سیرتِ طیبہ پر نہایت بلند پایہ کتابیں لکھیں۔ آپ ۴۷۶ھ / ۱۰۸۳ء میں اُندلس میں پیدا ہوئے اور فاس کے ایک قصبہ ستبہ میں پرورش پائی۔ آپ حافظ الحدیث قاضی ابو علی غسانی صدفی کے شاگردِ خاص تھے مگر اُندلس کے بلند پایہ علماء سے استفادہ کیا۔ قرطبہ کی یونیورسٹی سے علمی اعزاز حاصل کیا۔ غرناطہ میں قاضی القضاہ (چیف جسٹس) کے منصب پر فائز رہے۔ ہزاروں شاگرد آپکے دسترخوان علم سے مستفیض ہوئے۔ اگرچہ دُنیائے علم میں آپ کی تصانیف ستاروں کی طرح روشن ہیں مگر آپ کی کتاب "الشفاء بہ تعریف حقوق المصطفٰے" دُنیائے اسلام میں بڑی مقبول و مطبوع ہوئی۔ آپ ۵۴۴ھ / ۱۱۴۹ء میں فوت ہوئے۔ مزار پُرانوار مراکش میں ہے۔

مکمل سیٹ 330/ روپے

مکتبہ نبویہ ○ گنج بخش روڈ لاہور